مدارس اسلامیہ کے طلباء کے لیے

۱۵ موضوعات پر تقریر کی منفرد اور جامع کتاب

بنام

خطباتِ امانی







مؤلف

مولانا محمد امان رضا احسانی

ناشر

حافظِ ملت پبلیکیشنز

مدارس اسلامیہ کے طلباء کے لیے

۱۵ موضوعات پر تقریر کی منفرد اور جامع کتاب

بنام

خطبات امانی

مؤلف

مولانا محمد امان رضا امسانی

حافظ ملت پبلیکیشنز

۷۶۰۔ گراؤنڈ فلور، گلی نعل والی، حویلی اعظم خان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدارسِ اسلامیہ کے طلباء کے لیے
۱۵ موضوعات پر تقریر کی منفرد اور جامع کتاب
بنام

خطباتِ امانی

مؤلف: مولانا محمد امان رضا احسانی
والد: مولانا محمد گل نبی امانی صاحب قبلہ

تصحیح: مولانا اسلم رضا نظامی۔ مولانا عامر رضا علیمی
کمپوزنگ: امانی آرٹ
ناشر: حافظ ملت پبلیکیشنز
سال اشاعت: ۲۰۲۶ء
قیمت:

ملنے کے پتے

حافظ ملت پبلیکیشنز مٹیا محل جامع مسجد (دہلی)
نظامی بکڈپو رتین دروازہ احمد آباد (گجرات)
رضوی بکڈپو منصور علی پارک الہ آباد (یوپی)
رضوی کتاب گھر مٹیا محل جامع مسجد (دہلی)
دانا کتاب گھر خواجہ دانا روڈ سورت (گجرات)
مکتبہ احسان ڈالی گنج لکھنؤ (یوپی)
گلشن مجدد الف ثانی لائبریری گونڈی (ممبئی)
امانی آرٹ روشن باغ الہ آباد (یوپی)

فہرست مضامین



بفیض روحانی

سیدالاولیاء محبوب سبحانی قطب ربانی
سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ

و

شہنشاہ ہندوستان خواجۂ خواجگان
سیدنا خواجہ معین الدین چشتی سنجری رضی اللہ عنہ

و

شیخ الاسلام المسلمین، معجزہ من معجزات النبی
مجدد اعظم امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

و

مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں
سیدی علامہ الشاہ سید مختار اشرفی الجیلانی قدس نورانی

و

خطیب مشرق، پاسبان ملت، مناظر اہلسنت
حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم غریب نواز الہ اباد
کے نام جنگی خدمات جلیلہ اور فیضان کرم سے ساری دنیائے سنیت مالامال ہے۔

گدائے کوچۂ اولیاء
محمد امان رضا احسانی

شرف انتساب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین،

وعلی اٰلہ و اصحابہ اجمعین.

الحمدللہ کہ دینِ متین کی خدمت کا جذبہ جب کسی دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو وہ قلم، زبان اور عمل تینوں کے ذریعے علم و اصلاح کا پیغام عام کرتا ہے۔اسی راہِ علم و دعوت میں جو توفیق نصیب ہوئی، وہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل اور بزرگوں کی دعاؤں کا فیضان ہے۔

یہ کتاب "خطباتِ امانی" میری زندگی کے اُن قیمتی لمحات کی یادگار ہے جو علم کے حصول، خدمتِ دین، اور وعظ و نصیحت کے میدان میں بسر ہوئے۔اس میں جو کچھ ہے، وہ میری ذات کا نہیں، بلکہ اُن ہستیوں کا فیض ہے جنہوں نے مجھے علم و اخلاص کا درس دیا، اور جن کی دعاؤں اور تربیت سے یہ توفیق میسر آئی۔چنانچہ اس ناچیز تصنیف کو میں عقیدت و محبت کے گہرے احساسات کے ساتھ انتساب کرتا ہوں: اپنے والدِ گرامی حضرت مولانا محمد گل نبی صاحب کے نامِ نامی پر، جو میرے لیے سراپا شفقت، جنہوں نے نہ صرف میری دنیا سنواری بلکہ آخرت کی راہ دکھائی۔جن کی دعائیں میرے لیے سرمایۂ جاں، اور جن کی تربیت میرے لیے زندگی کا حاصل ہے۔

میں ان کے زیرِ سایہ علم و عمل کی جو راہیں طے کر سکا، وہی میری اصل کمائی ہے۔ میری یہ کاوش انہی کی اخلاص بھری تربیت اور روحانی رہنمائی کی آئینہ دار ہے۔

اپنے مشفق اساتذۂ کرام کے نام

☆ حضرت علامہ مفتی خشنود عالم احسانی

☆ حضرت علامہ مفتی مجاہد حسین مصباحی

☆ حضرت علامہ مفتی عارف حسین مصباحی

☆ حضرت علامہ مفتی نہال اختر صاحب

☆ حضرت علامہ مفتی شہزاد عالم مصباحی

☆ حضرت علامہ مفتی سفیر الحق امجدی

☆ حضرت علامہ مفتی محمود عالم نظامی

☆ حضرت علامہ مفتی انور عالم مصباحی

☆ حضرت علامہ مولانا اسلم رضا نظامی

☆ حضرت علامہ مولانا عادل حسین نوری

☆ حضرت علامہ مولانا عامر رضا علیمی

☆ حضرت علامہ قاری عبد الحفیظ صاحب

☆ حضرت علامہ مولانا شمیم اختر نظامی

☆ حضرت علامہ مولانا مظفر حسین برکاتی

اور دار العلوم غریب نواز، الہٰ آباد کے تمام اساتذہ و مشائخِ عظام کے نام، جنہوں نے اپنے علم، کردار اور حلم سے مجھے زندگی کا نصب العین سکھایا، اور دینی

خدمت کی روح میرے دل میں پیدا کی ان کی شفقتیں، ان کا حلم، اور ان کی دعائیں میری علمی زندگی کا سرمایہ ہیں اپنی والدۂ محترمہ کے نام، جن کی دعائیں خاموش مگر ہمیشہ مؤثر رہیں، جن کے سجدوں کی آنسو بھری زمین نے میری کامیابی کے بیجوں کو پروان چڑھایا۔ جن کے صبر و ایثار نے مجھے مضبوط اور جن کی محبت نے مجھے خلوص سکھایا میں اپنے اس سفرِ علمی و دعوتی کا ہر قدم ان سب ہستیوں کے نام منسوب کرتا ہوں، جو میرے لیے دعاؤں کا حصار اور رہنمائی کا چراغ بنے رہے۔

یہ کتاب خطباتِ امانی اگر کسی کو فائدہ دے، اگر کسی دل میں ایمان و عمل کی حرارت پیدا کرے، اگر کسی کو دین کی طرف لوٹنے کی تحریک دے تو سمجھوں گا کہ یہ سب انہی بزرگوں کی دعاؤں اور محبتوں کا اثر ہے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، میرے والدین، اساتذہ اور محسنین کے درجات بلند فرمائے ور مجھ ناچیز کو علم و عمل کی روشنی میں عمر گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خاکسار

مولانا محمد امان رضا احسانی



تاثراتی کلمات

خلیفہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ

مفتی اشرف جیلانی ازہری دامت برکاتہم القدسیہ

قاضی شہر، بھیلواڑا، راجستھان

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔

الحمد اللہ نبی کریم صلی علم کی سنت دعوت و تبلیغ کا ایک نہایت روشن باب فن تقریر ہے۔ دعوت الی اللہ کا یہ عظیم ذریعہ ہر دور میں مؤثر، مبارک اور دینی بیداری کا مرکز رہا ہے۔ دلوں میں نور بھرنے، معاشرے کی اصلاح، اور دین کی سمجھ عام کرنے میں تقریر کو ہمیشہ منفرد مقام حاصل رہا ہے۔

خطبہ جمعہ ہو یا جلسوں کی تقریریں یہ دونوں عوام کے دلوں کو بیدار کرنے اور دین کے پیغام کو عام کرنے کا مؤثر ترین ذریعہ ہیں۔ اسی تناظر میں میرے سامنے یہ کتاب، خطباتِ امانی آئی، جس کے مصنف نوجوان طالب علم مولانا محمد امان رضا احسانی ہیں۔ وقت کی قلت کے باعث اگرچہ پوری کتاب کا مطالعہ نہ ہو سکا، مگر جتنا مطالعہ کیا، وہ بہت متاثر کن محسوس ہوا۔ میں نے اس کتاب کے نہایت جامع، منظم اور اصلاحی عناوین کو دیکھا، اور ہر عنوان پختگی فکر، مضبوط حوالہ جات اور مؤثر اسلوب کا بہترین نمونہ ہے۔

موضوعات کا انتخاب حقیقتاً عصر حاضر کی ضرورتوں کے عین مطابق ہے، تقریر اور خطبات وقت کی اہم ضرورت آج کے دور میں جہاں بہت سے خطباء، خصوصًا جمعہ کے خطباء، مکمل تیاری کے بغیر ممبر پر آجاتے ہیں، وہاں اس نوعیت کی کتابیں ہماری علمی کمی کو پورا کرنے والی ہیں۔ افسوس کہ بعض صاحب ممبر و محراب خطبہ جمعہ جیسے عظیم ممبر کو اکثر ہلکے میں لیتے ہیں، جب کہ خطبہ جمعہ کی ادائیگی انتہائی مضبوط تیاری اور اعلیٰ علمی پس منظر کی محتاج ہے۔

میرا مشورہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ: خطیب کم از کم ایک ہفتہ قبل خطبے کے عنوان کا اعلان کرے پوسٹر اور اشتہار کے ذریعے عوام کو موضوع سے آگاہ کرے اور پھر اس موضوع پر گہرا مطالعہ، حوالہ جات اور دلائل کے ساتھ ممبر پر جلوہ افروز ہو۔ یہ کتاب اسی طرح کی محنت، تیاری اور سوچ کو فروغ دیتی ہے اور خطباء کو ایک روشن راہ دکھاتی ہے۔

طلبہ، ائمہ مساجد اور مبلغین کے لیے بہترین رہنماہ یہ کتاب نہ صرف عوام کے لیے نفع بخش ہے بلکہ مدارس کے طلبہ نئے مقررین، ائمہ مساجد اور خطباء کے لیے ایک بہترین تربیتی ذخیرہ ہے۔ فن تقریر سیکھنے والوں کے لیے اس میں عناوین کا حسن انتخاب کی ترتیب اور استدلال کی مضبوطی ایک اعلیٰ عملی نمونہ فراہم کرتی ہے۔ جو بھی طالب علم مستقبل میں خطابت و دعوت کا میدان اختیار کرنا چاہتا ہے اس کے لیے یہ کتاب ایک مضبوط بنیاد ثابت ہو سکتی ہے۔

مصنف کا انداز تحریر علمی پس منظر اور مستقبل مصنف عزیزم مولانا امان رضا احسانی جب عالمیت کی دستار بندی کے قریب تھے۔ انھوں نے یہ مبارک اور بابرکت کتاب تصنیف کی۔ یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ ان میں کم عمری ہی میں علمی ذوق،

مطالعے کی گہرائی اور عملی میدان میں آگے بڑھنے کی مضبوط صلاحیت موجود ہے۔ ان کا تعلق ایک علمی گھرانے سے ہے، اور خصوصاً موصوف کے والدِ محترم حضرت مولانا گل نبی صاحب کی تربیت و دعائیں ان کی علمی شخصیت کے لیے مضبوط ستون کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اگر یہ جذبہ اور محنت اسی طرح برقرار رہی تو مستقبل میں ان کے قلم سے مختلف اہم موضوعات پر مزید معیاری اور مفید تصانیف سامنے آئیں گی ان شاءاللہ۔ صاحب کتاب عزیزم مولانا محمد امان رضا احسانی کے اصرار پر، حالت سفر میں، قلت وقت اور کثرت پروگرام کی مصروفیات کے باوجود، میں نے یہ چند تاثراتی کلمات قلم بند کیے ہیں۔ میں دل سے دعا گو ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں علم نافع، فہم سلیم اور قوت بیان میں مزید برکت عطا فرمائے اُن کے علم، قلم، دعوت اور خطابت کو قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ اور انہیں اپنے والدِ محترم کی طرح دین کے مفید و مقبول خادم بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طلبہ، اساتذہ، خطباء اور دین کے مبلغین کے لیے نافع و مفید بنائے۔ آمین یارب العالمین

والسلام

خلیفہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ

مفتی اشرف جیلانی ازہری دامت برکاتہم القدسیہ

قاضی شہر، بھیلواڑا، راجستھان

تقریظ جلیل

خلیفہ حضور تاج الشریعہ و خلیفہ حضور محدث کبیر، حضرت علامہ

مفتی غلام جیلانی ازہری دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔

مولانا امان رضا احسانی صاحب نے اپنی کتاب خطباتِ امانی بصورتِ پی ڈی ایف ارسال فرمائی اور مجھ سے تقریظ تحریر کرنے کی درخواست کی۔ کثرتِ مصروفیات کے باعث توجہ نہ دے سکا، مگر اُن کی مسلسل محبت آمیز یاد دہانیوں، پیغامات اور اصرار نے بالآخر قلم کو حرکت دی۔

خطبات امانی کتاب کا نام ہے۔ "خطبات" یہ جمع ہے خطبہ کی۔ عربی لفظ ہے یہ جس کے معنی ہیں وعظ، نصیحت یا تقریر کے۔ اصطلاح میں خطبہ سے مراد وہ خاص کلمات یا تقریر جو امام صاحب یا خطیب صاحب نمازِ جمعہ، نمازِ عیدین، نکاح، حج یا دیگر اعراس و محافل اور جلسوں میں لوگوں کو دینی نصیحت اور شرعی احکام کی یاد دہانی کے لیے دیتے ہیں، اسے کہا جاتا ہے یہ لیں،۔

اس کتاب کو میں نے چند جگہوں سے پڑھا، جدت ہے، حلاوت ہے، انداز اچھا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حوالے سے پُر ہے یہ کتاب۔ یعنی مدلل کتاب ہے۔ یہ بڑی خوشی ہوئی۔ جگہ جگہ میں نے حوالے دیکھے۔ اپنے آپ میں یہ

بہت معنی خیز ہے۔

خطبہ کی بنیاد پر دنیا کے اندر انقلاب آیا ہے بلکہ آپ غور کریں گے تو کلامُ اللہ—— یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب ہے، قرآن شریف۔ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ کا خطاب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر نافذ کیے اور بندوں کو سنایا، سنایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے، بتایا، سکھایا، ہدایت دی۔ یہ بھی ایک قسم کا خطبہ ہی ہے۔ اور پوری دنیا میں سب سے افضل و اعلیٰ خطبہ، اصدق خطبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام کے بعد پوری دنیا میں سب سے افضل و اعلیٰ کلام، اصدق کلام اور خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، پھر صحابہ کرام کا۔

حاصل یہ کہ قرآن و حدیث کے دائرے میں جو ایک عالمِ دین لوگوں کی رُشد و ہدایت کے لیے کوئی بات بتائے اسے خطبہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ دنیا میں انقلاب لانے، دنیا میں راستے بدلنے، دنیا کے نظریات بدلنے کے لیے خطبہ کا اپنا ایک اہم رول ہے۔ اس کی ایک دو مثالیں دے دوں آپ کو۔ وہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا خطبہ ہی تھا جو مدینہ شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھیجا۔

اور اسید بن حُضیر، سعد بن معاذ جیسے لوگ قتل کرنے کے لیے آئے تھے، مگر مصعب بن عمیر کا خطبہ سُن کے نیزہ اور تلوار اٹھا کے اُلٹے پاؤں واپس ہوئے۔ اور مدینے والوں سے کہا جب تک تم لوگ مصعب کے نبی پر ایمان نہیں لاؤ گے میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ نتیجتاً نبی کے جانے سے پہلے ہی دس ہزار لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکے تھے۔ وہ خطبہ ہی تھا حضرت طارق بن زیاد رضی اللہ عنہ کا۔ اور وہ بھی چند سطروں کا خطبہ:

اَیُّھَا النَّاسُ اَیْنَ الْمَفَرُّ، اَلْبَحْرُ مِنْ وَّرَاءَکُمْ وَالْعَدُوُّ اَمَامَکُمْ، وَلَیْسَ لَکُمْ وَاللّٰہِ اِلَّا الصِّدْقُ وَالصَّبْرُ ۔

میرے دوستو کہاں جاؤ گے ؟ سامنے دشمن، پیچھے سمندر، ڈولفن، بلیو ویل، شارک دونوں جان کے پیاسے)۔ سوائے اِعلائے کلمۃ الحق کے یہاں کوئی آپشن اور کوئی چانس نہیں ہے۔اِس تقریر نے وہ اثر پیدا کیا کہ 7,000 کا مجمع تھا، 7,000 تقریبًا فوج تھی، اتنا متاثر ہوئی کہ کشتی کو آگ لگائی اور پھر جو لڑی ہے، 800 سال تک کفر و شرک کی چھاتی پر اسلام کا سب سے اونچا جھنڈا اسپین میں لہرایا ہے۔ وہ خطبہ ہی تھا غوث اعظم کا۔ جب وہ دیتے تھے تو لوگ صرف گناہوں سے توبہ کر کے نہیں اٹھتے تھے، بلکہ مجمع کے اختتام پر لوگوں کی لاشیں اٹھائی جاتی تھیں۔ خطبہ جتنا مؤثر ہو گا، لوگ اثر آفریں ہوں گے، منفعل ہوں گے، متاثر ہوں گے اور اصلاح کو قبول کریں گے۔اس کے لیے شرط یہ ہے کہ خطیب عالم ہونا چاہیے۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ خطیب عالم ہو، مقرر عالم ہو۔ غیر عالم کو تبلیغ کی اجازت ہے، تقریر کی اجازت نہیں۔

جلسہ اور خطاب کے حوالے سے کچھ بنیادی اصول کو ذہن میں رکھیں۔ ان شاء اللہ ناچیز کی خود کی تقریر کی کتاب آ رہی ہے جو ابھی طباعت و کتابت کے نشیب و فراز سے گزر رہی ہے خطبات ازہری کے نام سے، اس میں بھی ہم نے مکمل اس پہ بحث کی ہے۔ خطیب کو بلانے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ کون خطیب عالم ہے، کون عالم نہیں ہے۔ یہ کون دیکھے گا؟ وہاں کے جو لوکل علماء ہیں، یا جو مسجد کے عالمِ دین امام صاحب ہیں، وہ بتائیں گے کون عالم ہے، کون عالم نہیں ہے۔ ویسے آپ پوچھ بھی

سکتے ہیں یا سرٹیفکیٹ بھی مانگ سکتے ہیں۔

اگر ایک انسان کسی کو نوکری پر رکھتا ہے تو اس کی سرٹیفکیٹ، مارکس چیک کرتا ہے۔ آپ ایک خطیب کو 40,000، 50,000 دیتے ہیں، اس کی سرٹیفکیٹ بھی دیکھنے کا اختیار آپ کو دیا ہے اسلام نے، کوئی قباحت نہیں ہے۔ تو اوّلاً یہ رہے کہ خطیب عالم ہو، عالم کو بلائیں، غیر عالم کو مت بلائیں۔ دوسری بات سامعین سننے کی نیت سے آئیں، تطبیق ہو، کچھ سیکھنے کی نیت سے جلسے میں آئیں۔ نعت خواں میں بھی یہ ملحوظ رہے جو نعت خواں عالمانہ وضع قطع میں ہے انہی کو بلائیں۔

جو گانے کے طرز پر پڑھتے ہیں، جو نماز وغیرہ کی پابندی نہیں کرتے ہیں، خواہ وہ خطیب ہو یا شاعر ہو، ایسوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ داعی کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ خود عمل کرے گا تو بات مؤثر ہوگی اور چاشنی اور حلاوت پیدا ہوگی۔ اسی طرح جو کمیٹی جلسہ کراتی ہے انہیں بھی یہ ذہن میں رہے کہ ناموری اور شہرت کے لیے نہ کروائیں۔ وہ خود سیکھنے اور سکھانے کا ذریعہ بننے کے لیے کروائیں کہ ہم بھی سیکھیں گے اور ہمارے ذریعے سے دوسرے لوگ بھی سیکھیں گے۔ اگر اس طرح کا اصول ہم نے بنا لیا تو ان شاء اللہ العزیز جلسہ بھی کامیاب ہوگا، خطاب بھی کامیاب ہوگا اور خطبہ بھی کامیاب ہوگا۔

یہ بھی مسئلہ ذہن میں رکھیں، علامہ مشتاق احمد نظامی نے لکھا ہے کہ خطیب کو اپنی وسعت کے مطابق نذرانہ متعیّن کر لینا چاہیے۔ میں ہندوستان کے ایک خطیب کو جانتا ہوں جو نذرانہ متعیّن نہیں کرتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے میلاد خوانی کی اجرت جائز نہیں۔ حالانکہ وہ سمجھ ہی نہیں پایا فتاویٰ رضویہ کو۔ جبکہ خود

اس کو بلانے میں 60,000،50,000، ایک ایک لاکھ روپیہ خرچہ ہوجاتا ہے۔ عین ٹائم پہ وہ کہتا ہے دو آدمی کے فلائٹ کا ٹکٹ نکالو، تین آدمی کا نکالو، وغیرہ۔ جبکہ دوسرا خطیب ہے جو 25،30 ہزار فکس کر لیتا ہے اسی میں اس کا کرایہ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ تو اس سے اچھا یہ ہے۔

میں یہ صرف یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ وسعت کے مطابق، بساط کے مطابق نذرانہ متعیّن کرنا جائز ہے۔ اور یہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے وعظ کی اجرت جائز ہے۔ جب اجرت جائز ہے تو متلاً تو تعیین ضِمناً آ ہی گئی اس کے اندر۔ یہ کہنا کہ تعیین کرنا جائز نہیں ہے یہ جہالت پر مبنی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو قبولِ عام و خاص فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ خطبات امانی کے ذریعے مصنف کے عُمر میں، علم میں، عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

خلیفہ حضور تاج الشریعہ و
خلیفہ حضور محدث کبیر، حضرت علامہ
مفتی غلام جیلانی ازہری دامت برکاتہم العالیہ



دعائیہ کلمات

پیر طریقت رہبر راہِ شریعت گل حدیقۂ نقشبندیہ حضرت علامہ الحاج الشاہ

سید شمس اللہ جان مصباحی صاحب قبلہ

المعروف بابو حضور سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ سمرقندیہ، دربھنگہ، بہار

الحمدللہ ربِّ العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین، سیدنا و مولانا محمد ﷺ، و علی اٰلہ و اصحابہ اجمعین، اما بعد۔

دینِ متین کی اشاعت اور افکارِ اسلامی کی ترویج کے لیے مؤثر خطابت ہمیشہ سے ایک بنیادی اور ہمہ گیر ضرورت رہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ منبرِ رسول ﷺ سے اٹھنے والی آوازوں نے سسکتی انسانیت کو زندگی بخشی، مردہ دلوں میں ایمان کی حرارت بھری، اور گم گشتہ انسانوں کو نورِ ہدایت عطا کیا۔

آج بھی امتِ مسلمہ اس نعمتِ خطابت کی طرف اسی شدّت سے محتاج ہے کہ جس کے ذریعے عوام کے ذہن بدلیں، نوجوانوں کے دل جگمگائیں، اور دین کی عظمت و حقائق ان کے شعور میں اتر جائیں۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر مولانا محمد امان رضا احسانی صاحب کا یہ علمی و فکری سرمایہ ''خطباتِ امانی'' نہایت بروقت، بامقصد اور قیمتی تحفہ ہے۔ مؤلف نے عصرِ حاضر کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے جو ہماری مساجد، مدارس، نوجوانوں اور عوام الناس

کے لیے فوری رہنمائی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اللہ کریم نے مؤلف کو تحریر کی روانی، اسلوب کی جامعیت، دل نشینی، اور استدلال کی قوت سے نوازا ہے۔

خطبات کے یہ مجموعے جہاں ایک خطیب کی علمی مہارت کو ظاہر کرتے ہیں، وہیں قاری کے دل میں نئی روشنی، نئی بصیرت اور دین سے نئی وابستگی بھی پیدا کرتے ہیں۔ اس دورِ تیز رفتار میں جہاں افکار کے طوفان برپا ہیں، وہاں مؤثر خطبہ وہی دے سکتا ہے جس کے ذہن میں علم، دل میں درد، اور زبان میں حکمت ہو۔

افسوس کہ ہمارے منابر میں اکثر وہ جامعیت باقی نہیں رہی جو ماضی کے خطبا کا امتیاز تھی۔ ایسے وقت میں ''خطباتِ امانی'' نوجوان خطبا و طلبہ کے لیے ایک عملی دستاویز، تربیتی نصاب اور فکری رہنمائی کا بہترین ذخیرہ ثابت ہوگی۔ مؤلف نے ہر خطبہ ایسے انداز میں مرتب کیا ہے کہ خطیب صرف عنوان کا اعلان کرے، چند نکات ذہن میں تازہ کرے، اور پورا خطبہ ترتیب سے ادا کر سکے۔

یہ مجموعہ خصوصًا ان حضرات کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ ہے جو تدریس، دعوت، اصلاحِ معاشرہ اور امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اسلوب نگارش اور علمی وقار، مصنف کا قلم پختہ علمی مزاج، عمیق مطالعہ، شستہ اسلوب، اور مضبوط ذہنی تربیت کا آئینہ دار ہے۔

دارالعلوم غریب نواز اور دیگر علمی اساتذہ کی صحبت نے ان کی شخصیت میں وہ وقار اور سنجیدگی پیدا کی ہے جو ان کے ہر جملے، ہر انتخاب موضوع اور ہر خطبے میں نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ مستقبل میں بھی اگر مصنف اسی ذوق و شوق، اخلاص اور محنت کے ساتھ لکھتے رہے تو یقینًا مختلف علمی و دعوتی موضوعات پر ان کا قلم ایک مستقل

سرمایہ بن کر اُبھرے گا،

یا اللہ! اس کتاب کو مؤلف، قارئین، خطبا اور دین کی خدمت کرنے والوں کے لیے باعثِ خیر، ذریعہ نور اور سببِ رشد بنا۔ مؤلف کو مزید علمی گہرائی، قوتِ بیان، وسعتِ فکر اور قبولیتِ عام عطا فرما۔ ان کے قلم میں برکت، ان کے وقت میں خیریت، ان کی تحریروں میں تاثیر اور ان کی زبان میں حکمت نازل فرما۔ ان کے والدین، اساتذہ، رفقاء اور متعلقین پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ ان کی اس کاوش کو منبر و محراب اور درسگاہوں میں خیر و برکت کا سبب بنا دے۔ اس کتاب کو ہمارے نوجوانوں، طلبہ اور خطباء کے لیے رشد و ہدایت کا چراغ بنا دے۔ اسے ان لوگوں کے لیے بھی نفع بخش بنا جو دین کی صحیح سمجھ اور معاشرتی اصلاح کے خواہاں ہیں۔

اللھم اجعل ھٰذا الکتابَ مبارکًا نافعًا خالصًا لوجھک الکریم، و تقبّل من مؤلفه و من کل من یقراہ او ینتفع به۔ آمین یا رب العالمین۔

بالآخر میں مولانا محمد امان رضا احسانی کے اس عظیم قلمی خدمت پر دلی مسرت کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں کہ وہ اس کتاب کو امت کے نوجوان خطباء اور علمائے کرام کے لیے مشعلِ راہ بنا دے، اور مؤلف کو اس سے بھی زیادہ بلند خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

شان خدا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْ نِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ: صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ.

برادران اسلام: آئے سب سے پہلے ہم اور اپ دونوں مل کر احترام و عقیدت کے بھرپور جذبات کے ساتھ آقائے نامدار کونین کے مالک و مختار ہم غریبوں کے غمگسار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف کی ڈالی نچھاور کریں اور بلند آواز سے پڑھیں

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما، نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما.

محترم حضرات آیت مقدسہ کا ترجمہ کرنے سے قبل چند اشعار سماعت فرمائیں۔

تیری ربوبیت کا ہر اک حال میں رحیم
خاموش میں رہ نہ سکا چرچا کئے بغیر

کتنا ہے بد نصیب وہ اس کائنات میں
اٹھا ہے جس کا سر تیرا سجدہ کئے بغیر
تیرے کرم کا آج بھی محتاج ہے جہاں
دیتا ہے تو سبھی کو تقاضہ کئے بغیر

برادران ملت اسلامیہ! ابھی ابھی جس آیت کریمہ کی تلاوت کا میں نے شرف حاصل کیا ہے آئیے اس کا ترجمہ میں آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ آیت کا مطلب واضح ہو جائے آپ بخوبی آیت کے مطلب کو سمجھ سکیں اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا: قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. تم فرماؤ وہ اللہ ہے، وہ ایک ہے۔ اے محبوب! آپ اپنی امت سے فرما دیجئے کہ اللہ ایک ہے آپ اپنی امت سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اے محبوب! آپ اپنے عاشقوں اور چاہنے والوں کو بتا دیجئے کہ اللہ کی ذات تنہا ہے اللہ کا کوئی شریک نہیں اللہ کی ذات شرکت سے پاک ہے اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔

چاند اور سورج معبود نہیں ہو سکتے

آج میں آپ لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس دھرتی پر کچھ ایسے لوگ بستے ہیں اس آسمان تلے کچھ ایسے لوگ آباد ہیں جو اپنی پیشانی معبودان باطل کے سامنے جھکاتے ہیں اپنے سر کو معبودان باطل کے سامنے خم کرتے ہیں کوئی انسان چاند کو اپنا معبود تسلیم کرتا ہے کوئی انسان سورج کو اپنا معبود مانتا ہے کوئی انسان ستاروں کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے کوئی انسان آگ کی پوجا کرتا ہے کوئی دریاؤں کو اپنا معبود مانتا

ہے کوئی چڑھتے سورج کو اپنا معبود مانتا ہے کوئی ڈھلتے سورج کو اپنا معبود مانتا ہے حد تو یہ ہے کہ کچھ ایسے انسان بھی ہیں جو اپنے ہاتھوں سے پتھر کو تراش کر خدا بنا لیتے ہیں اور اسکی پوجا کرتے ہیں ایک بات آپ یاد رکھیں یقیناً یہ لوگ نادان ہیں بلاشبہ یہ لوگ کم فہم اور ناسمجھ ہیں کوئی پتھر معبود نہیں ہو سکتا، کوئی درخت معبود نہیں ہو سکتا، سورج معبود نہیں ہو سکتا، چاند معبود نہیں ہو سکتا، تراشیدہ پتھر معبود نہیں ہو سکتا، آگ معبود نہیں بن سکتی، دریا معبود نہیں ہو سکتا، آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سورج معبود کیوں نہیں ہو سکتا؟ چاند معبود کیوں نہیں ہو سکتا؟ پتھر معبود کیوں نہیں ہو سکتا؟ ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر درخت معبود کیوں نہیں ہو سکتا؟

سنئے میں اس کا جواب دیتا ہوں آپ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ سب چیزیں معبود کیوں نہیں ہو سکتی ہیں پتھر مخلوق ہے، درخت مخلوق ہے، چاند مخلوق ہے، سورج مخلوق ہے، آگ مخلوق ہے، دریا مخلوق ہے، جو مخلوق ہو وہ معبود نہیں بن سکتی معبود صرف اور صرف خالق ہی بن سکتا ہے جو خالق ہو گا وہی معبود ہو گا اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ چاند کا بھی معبود اللہ ہے، سورج کا بھی معبود اللہ ہے، درخت کا بھی معبود اللہ ہے، پتھر کا بھی معبود اللہ ہے، دریا کا بھی معبود اللہ ہے، آگ کا معبود بھی اللہ ہے بلکہ یوں کہئے کہ ساری کائنات کا معبود اللہ تعالیٰ ہے۔

اشرف المخلوقات

برادران اسلام! میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ معبود کون ہے؟ جو خالق ہے وہی معبود ہے۔ جو رازق ہے وہی معبود ہے۔ جو زندہ کرنے والا ہے وہی معبود ہے۔

جو پیدا کرنیوالا ہے وہی معبود ہے جو موت دینے والا ہے وہی معبود ہے۔ ایک نکتہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ عابد بھی معبود سے افضل نہیں ہو سکتا، عابد بھی معبود سے اعلیٰ نہیں ہو سکتا، عابد کبھی معبود سے ارفع نہیں ہو سکتا، عابد کبھی معبود سے اونچا مقام والا نہیں ہو سکتا ہے، اب غور کرنے کا مقام ہے انسان اشرف المخلوقات ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو تمام چیزوں میں سر بلند و سرفراز بنایا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اونچا مقام عطا کیا، انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے خوبصورت بنایا، قرآن ارشاد فرماتا ہے:

خَلَقْنَا الإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيم۔

یعنی انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے زیادہ حسین بنایا آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ انسان درخت سے بلند مقام رکھتا ہے انسان سورج سے بلند مقام رکھتا ہے، انسان پتھر سے زیادہ عزت والا ہے پھر انسان عابد اور سورج معبود کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر انسان عابد اور چاند معبود کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر انسان عابد اور دریا معبود کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر انسان عابد اور پتھر معبود کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان عابد ہے اور خالق کائنات معبود ہے سورج عابد اور خالق کائنات معبود ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ عابد اور خالق کائنات معبود ہے۔

کوئی اختلاف نہیں

معزز سامعین کرام! اگر آپ کائنات کا جائزہ لیں دنیا کا مشاہدہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ نظام کائنات میں کوئی اختلاف نہیں ہے سورج کے طلوع ہونے میں

کوئی اختلاف نہیں ہے سورج کے ڈوبنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے رفتار قمر میں کوئی اختلاف نہیں ہے تاروں کے جھلملانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے آسمان کے قائم کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے زمین کے بچھانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس سے پتہ چلا کہ کائنات میں دو معبود نہیں ہیں دنیا میں دو معبود نہیں ہیں نظام کائنات چلانے میں دو معبود نہیں ہیں اگر دو معبود ہوتے تو نظام کائنات میں ضرور اختلاف ہوتا سورج کے طلوع ہونے میں ضرور اختلاف ہوتا ایک خدا کہتا کہ آج سورج طلوع ہوگا دوسرا خدا کہتا کہ آج سورج طلوع نہیں ہوگا اگر دو خدا ہوتے تو بارش ہونے میں اختلاف ہوتا ایک خدا کہتا کہ آج بارش ہوگی دوسرا خدا کہتا کہ آج بارش نہیں ہوگی اس لئے جب کسی چیز میں دو کی شرکت داری ہوتی ہے تو اس میں ضرور اختلاف ہوتا ہے نظام کائنات میں جب کوئی اختلاف نہیں سورج کی گردش میں جب اختلاف نہیں تو یہ بات صاف ہوگئی کہ کائنات میں دو معبود بھی نہیں دنیا میں دو خدا بھی نہیں اس لئے قرآن برملا اعلان فرماتا ہے کہ اگر آسمان وزمین میں دو خدا ہوتے تو ضرور فساد ہوجاتا قرآن کے اعلان سے معاملہ صاف ہوگیا کہ کائنات میں صرف ایک معبود ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس لئے تو قرآن ارشاد فرماتا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اے محبوب آپ فرمادیجئے اللہ ایک ہے۔

دہریہ مسلمان ہوگیا

برادران اسلام! مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ واقعہ آپ کو سنادوں تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہوجائے آپ خوشی سے جھوم اٹھیں آپ کا دل باغ باغ

ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ امام الائمہ کاشف الغمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی وسعت علمی کا پتہ چل جائے گا یہ واقعہ تفسیر کبیر میں ہے:

کہ ایک دہریہ نے امام اعظم ابو حنیفہ کو مناظرہ کے لئے چیلنج کیا دہریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ خدا کا وجود نہیں ہے دنیا میں کوئی خدا نہیں نظام کائنات خود بخود چلتا ہے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناظرہ قبول کر لیا وقت اور تاریخ مقرر کر لی وقت مقررہ پر دہریہ حاضر ہو گیا جید علماء کرام اس مناظرہ کو سننے حاضر ہو گئے شہر کے رؤسا اور امرا بھی حاضر ہو گئے عوام و خواص کا جم غفیر تھا ہر ایک کے دل میں وہ مناظرہ سننے کی خواہش تھی ہر کوئی یہ جاننے کے لئے بے قرار تھا کہ اس مناظرہ میں کس کی جیت ہوتی ہے اس مجلس میں دہریہ تو موجود تھا لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ابھی تشریف نہیں لائے وقت متعیّن سے تاخیر ہو رہی تھی کافی دیر کے بعد امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو دہریہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ تاخیر سے کیوں آئے آپ کی تاخیر کی وجہ کیا ہے؟ آپ وقت مقررہ پر کیوں نہیں آئے؟

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر میں تاخیر ہونے کی وجہ بتاؤں تو تم یقین نہیں کرو گے، دہریہ نے تڑپ کر پوچھا آپ بتائے تو سہی تاخیر سے آنے کی وجہ کیا ہے دہریہ نے جلدی سے پوچھا آپ بتائیے تو سہی وہ واقعہ کیا ہے؟ حضرت مام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارعب انداز میں مخاطب ہو کر فرمایا اے دہریہ سن! اور غور سے سن میں جنگل کے کنارے کھڑا تھا ایک درخت خود بخود کٹ کر گر گیا خود بخود کشتی بن گئی خود بخود ندی میں اتر گئی خود بخود کشتی ندی میں چلنے لگی خود بخود مسافروں کو ندی پار کرانے لگی خود بخود مسافروں سے کرایہ وصول کرنے لگی۔ یہی

ماجرا دیکھنے میں مجھے تاخیر ہوگئی اتنا سننا تھا کہ دہریہ نے قہقہہ لگایا کہ اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوسکتا ہے۔

اتنا سننا تھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برجستہ فرمایا: اے دہریہ سن! تم تو اس سے بھی بڑا جھوٹ بول رہے ہو اگر ایک ادنی سا درخت خود بخود کٹ کر کشتی نہیں بن سکتی، خود بخود ندی میں نہیں چل سکتی، تو اتنی بڑی کائنات خود بخود کیسے چل سکتی ہے، خود بخود نظام کائنات کیسے چل سکتا ہے، اتنا بڑا آسمان کا شامیانہ کیسے تن سکتا ہے، زمین کا فرش کیسے بچھ سکتا ہے، اتنا بڑا سورج خود بخود کیسے گردش کر سکتا ہے، چاند خود بخود کیسے چل سکتا ہے، کلی خود بخود کیسے پھول بن سکتی ہے، آسمان سے بارش کیسے ہو سکتی ہے، پھول میں مہک کیسے پیدا ہو سکتی ہے، یہ پہاڑ خود بخود کیسے قائم ہو سکتے ہیں، انسانوں کی تخلیق خود بخود کیسے ہو سکتی ہے۔

اگر ایک چھوٹی کشتی بنانے کیلئے انسان کی ضرورت پڑ سکتی ہے تو بلا شبہ پوری کائنات کو چلانے کے لئے ایک عظیم ہستی کی ضرورت ہے اور وہ عظیم ہستی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات۔ اتنا سننے کے بعد وہ دہریہ مبہوت ہو گیا، اسکی زبان بند ہوگئی، دہریہ خاموش ہو گیا۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے عقیدے سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

کلمہ طیبہ

برادران اسلام! ہمارا کلمہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ اس کلمہ کے اندر دو ٹکڑے ہیں اس پاک کلمہ میں دو حصے ہیں

ایک ٹکڑا ہے لا اله الا الله اور دوسرا ٹکڑا ہے محمد رسول الله پہلے ٹکڑے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر ہے پہلے ٹکڑے میں تمام معبودان باطل کی تردید ہے۔ پہلے ٹکڑے میں تمام باطل معبودوں کا انکار کیا گیا ہے پہلے حصے میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پہلے جز میں یہ بتایا گیا ہے کہ معبود صرف اللہ کی ذات ہے پہلے حصے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہو سکتا اور کلمہ کے دوسرے جز میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ذکر ہے دوسرے حصے میں یہ بتایا گیا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں ایک انسان جب صدق دل سے کلمہ طیبہ لا اله الا اللّٰهم محمد رسول الله پڑھ لیتا ہے تو دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور اس کلمہ کی بنیاد پر اب وہ سورج کو اپنا معبود نہیں بنا سکتا اس کلمہ کی بنیاد پر چاند کو اپنا خدا نہیں بنا سکتا اس کلمہ کی بنیاد پر اپنی پیشانی کو پتھر کے سامنے نہیں جھکا سکتا اس کلمہ کی بنیاد پر وہ اب درخت کے آگے اپنا سر خم نہیں کر سکتا جب انسان اپنی پیشانی کو اپنے معبود حقیقی کے سامنے جھکا لیتا ہے جب انسان اپنی پیشانی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا لیتا ہے تو پھر اس کا سر تمام چیزوں کے آگے جھکنے سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی لئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ملاح اسلام لے آیا

سامعین حضرات! ایک واقعہ میں آپ کی سماعت کے حوالے کرتا ہوں ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ملاقات ایک ملاح سے ہوئی وہ ملاح دہریہ تھا

خدا کے وجود کا کا منکر تھا خدا کی ذات کا انکار کرتا تھا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ وجود باری تعالیٰ سے انکار کرتا رہا آخر میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ تم نے بہت دنوں تک جہاز رانی کی ہے سمندر میں بہت دنوں تک جہاز چلایا ہے اپنی زندگی کا کافی حصہ جہاز چلانے میں گزارا ہے کبھی طوفان سے سابقہ پڑا تھا ملاح نے فوراً کہا ہاں ایک مرتبہ میرا جہاز طوفان میں گھر گیا اور سب لوگ مر گئے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا یہ بتاؤ تم کیسے بچ گئے؟ تمہیں کنارے پر کس نے پہونچایا اس طوفان سے نجات کس طرح ملی آخر تو بچ کیسے گیا ملاح نے کہا کہ جب میرا جہاز ٹوٹ کر بکھر گیا تو ایک تختہ میرے ہاتھ لگ گیا اس کے سہارے میں سمندر میں بہتا رہا پھر وہ تختہ بھی ٹوٹ گیا اور میں اپنی کوشش سے تیرتا رہا امام جعفر نے اس ملاح سے فرمایا اے ملاح سن! جب تو جہاز میں تھا تیرا بھروسہ جہاز پر تھا کہ تو سمندر پار کرلے گا جب جہاز ٹوٹ گیا تو تیرا بھروسہ تختہ پر تھا کہ اس کے سہارے کنارے لگ جائے گا جب تختہ بھی ٹوٹ گیا تو اس بے سہارا وقت میں کیا تجھے امید تھی کہ تجھے کوئی بچالے تو تم بچ جاؤ گے؟ ملاح نے کہا ہاں! حضرت امام جعفر نے فرمایا: یہ امید کس سے تھی یہ آسرا کس سے لگایا تھا وہ دہریہ خاموش ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ جس سے تو امید لگایا تھا جس پر تیرا آسرا تھا وہی خدا کی ذات ہے اور اس نے تجھے بچایا تھا ملاح یہ منکر تڑپ اٹھا اور فوراً اسلام لے آیا۔

باطل معبود مجبور ہے

محترم سامعین کرام! یہ بات آپ ذہن نشیں کرلیجئے جو معبود باطل ہوتا ہے وہ

بندوں کی مدد نہیں کرسکتا جو معبود جھوٹا ہوتا ہے وہ مجبور اور بے بس ہوتا ہے جو معبود باطل ہوتا ہے وہ کسی کے کام نہیں آسکتا درس نظامیہ کی کتاب قلیوبی ایک مشہور کتاب ہے ہر عالم اسکتاب سے واقف ہے وہ کتاب درس نظامیہ میں شامل ہے اس کتاب میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ معبود حقیقی اور جھوٹے معبود میں کیا فرق ہے آپ یہ بات جان جائیں کہ معبود حقیقی اور باطل معبود میں کیا فرق ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ایک کافر بادشاہ نے لوگوں پر ظلم کا پہاڑ توڑ دیا تھا بچوں کو یتیم بنا دیا تھا عورتوں کو بیوہ بنا دیا تھا وہ کسی انسان پر رحم نہیں کھا رہا تھا لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دی اور عرض کی اے اللہ کے نبی انصاف کیجئے فلاں کافر بادشاہ ہم پر ظلم ڈھا رہا ہے، قتل عام کر رہا ہے کسی پر رحم نہیں کھاتا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اس بادشاہ کو سولی دے دی جائے لوگوں نے اس بادشاہ کو پکڑ کر شام کے وقت ایک پہاڑ پر لے گئے اور تختہ دار پر لٹکا دیا اور نیچے اتر آئے کہ کل صبح آکر اسکی لاش کو تختہ دار سے نیچے اتارا جائے گا جب لوگ نیچے آگئے تو اس تختہ دار پر اس کافر نے اپنے باطل معبودوں سے مدد مانگی لیکن کوئی مدد نہیں ملی پھر چاند و سورج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تم دونوں کی پوجا کی ہے برسوں تم کو معبود مانا ہے تمھارے سامنے اپنا سر جھکایا ہے تاکہ جب مجھے کوئی مصیبت آئے تو میری مدد کرو، میں آج مصیبت میں مبتلا ہوں مجھے مصیبت سے نجات دلاؤ، موت میرے سامنے ہے مجھے موت سے بچاؤ لیکن اس کافر کو باطل معبودوں کی طرف سے کوئی مدد نہیں ملی۔

جب اپنے باطل معبودوں کی طرف سے مجبور ہو گئے تو پھر اس ظالم بادشاہ نے معبود حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کیا اسکی صفات کے ساتھ اسکو پکارا صدق دل سے اللہ کی مدد چاہی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آیا رحمت الٰہی انگڑائی لینے لگی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا اے جبرئیل پہاڑ پر جاؤ میرے اس بندے کو تختہ دار سے نیچے اتارو تاکہ وہ زندہ رہے اس بندہ نے چاند و سورج سے مدد طلب کی کسی نے مدد نہ کی اگر میں بھی اسکی مدد نہ کروں، میں بھی اسکی دستگیری نہ کروں، میں بھی اس کی دادرسائی نہ کروں، تو مجھ میں اور باطل معبودوں میں کیا فرق رہ جائے گا۔ لوگ جب صبح اس بادشاہ کی لاش لینے اس پہاڑ پر پہونچے تو اسے زندہ و سلامت دیکھ کر حیران ہو گئے اور فوراً حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع دی حضرت داؤد علیہ السلام بھی وہاں تشریف لے گئے ماجرا دیکھ کر تعجب کرنے لگے آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور رب کی بارگاہ کی طرف رجوع کیا: اے پروردگار! میں کیا تعجب خیز منظر دیکھ رہا ہوں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی اے میرے نبی! اس بادشاہ نے اپنے تمام باطل معبودوں سے مدد مانگی لیکن اسے مایوسی ملی پھر میری طرف رجوع ہوا مجھ سے مدد مانگی اگر میں بھی مدد نہ کرتا تو ان باطل معبودو اور مجھ میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اب اس کا دل راہ راست پر ہے اب وہ گمراہی سے ہدایت کی طرف گامزن ہے تم اس پر اسلام پیش کرو!

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس پر اسلام پیش کیا بادشاہ نے فوراً اسلام قبول کر کے حضرت داؤد علیہ السلام کے دامن میں آگیا۔

کامیاب علاج

برادران اسلام! آپ نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنا ہو گا آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنی سواری کو خانہ کعبہ کی طرف دوڑانے لگا لیکن میری سواری خونجود روم کے ایک شہر قسطنطنیہ کی طرف دوڑنے لگی میں نے بہت کوشش کی لیکن وہ سواری قسطنطنیہ کی طرف بڑھتی رہی یہاں تک شہر قسطنطنیہ پہونچ گیا وہاں میں نے دیکھا لوگوں کا ازدھام تھا میں نے دیکھا جم غفیر تھا ایک دوسرے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ہر ایک دوسرے سے گفتگو میں مشغول تھا میں نے وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے؟ لوگوں کے اکٹھا ہونے کی وجہ کیا ہے؟

توجواب ملا کہ بادشاہ کی لڑکی کو دیوانگی کا دورہ پڑا ہے شہزادی کو دیوانہ پن کا دورہ پڑا ہے بادشاہ کی لڑکی دیوانی ہوگئی ہے بادشاہ کو ایک کامیاب حکیم کی تلاش ہے بادشاہ کو ایک تجربہ کار حکیم کی ضرورت ہے، جو اس کی لڑکی کو ٹھیک کر دے میں نے کہا کہ اس لڑکی کا علاج میں کروں گا اس لڑکی کو ٹھیک میں کروں گا لوگ مجھے شاہی محل لے جب میں شاہی محل کے دروازے کے نزدیک ہوا تو اندر سے آواز آئی اے جنید! تو اپنی سواری کو کب تک ہم سے روکتا رہے گا تو اپنی سواری کو کب تک ہم سے دور رکھے گا جب میں نے اندر قدم رکھا تو دیکھا کہ ایک حسین دوشیزہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے ایک خوبصورت لڑکی پابہ زنجیر ہے ایک خوبصورت لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی ہے اس پابہ زنجیر دوشیزہ نے مخاطب ہو کر مجھ سے کہا کہ حضرت میرے لئے کوئی دوا تجویز کیجئے میرے لئے کوئی دوا کا انتخاب کیجئے جس سے میں صحت یاب ہو جاؤں، جس سے میری دیوانگی جاتی رہے، میں نے اس حسین دوشیزہ سے کہا پڑھ لا الہ الا

اللّٰہُ مُحمدٌ رَسُولُ اللّٰہِ اس نے باآواز بلند اس کلمہ طیبہ کو پڑھا دیکھتے ہی دیکھتے زنجیر ٹوٹ کر زمین پر گر گئی بادشاہ بڑا حیران ہوا، بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کتنا پیارا اور کامیاب حکیم ہے کہ آن واحد میں میری بچی کو ٹھیک کر دیا حضرت جنید بغدادی نے فرمایا اے بادشاہ تم بھی کلمہ طیبہ پڑھو تا کہ کفر کی بیماری تمہارے دل سے بھی دور ہو جائے بادشاہ فورا کلمہ طیبہ کو پڑھ مسلمان ہو گیا یہ ماجرا دیکھ کر وہاں تمام لوگ باآواز بلند کلمہ طیبہ کو پڑھ کر اسلام لے آئے۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! بے شک اللہ کی ذات یکتا ہے بلا شبہ اللہ ایک ہے یقیناً اللہ بے نیاز ہے بے شک اللہ کی ذات تمام عیبوں سے مبرہ و منزہ ہے کائنات میں صرف اور صرف معبود حقیقی اللہ کی ذات ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

☆☆☆



عظمتِ مصطفیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ فَضَّـلَ سَـيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَـلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَـفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّـيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْــمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى: صَـدَقَ اللّٰہُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ.

شمع رسالت پروانو! حیدر کرار کے شیدائیو! غوث اعظم کے عقید تمندو! غریب نواز کے فدائیو! مخدوم سمناں کے چاہنے والو! مرکز اہل سنت فاضل بریلوی کے متوالو! آیئے سب سے پہلے سید ابرار و اخیار شہنشاہ ذی وقار کائنات اولیس کے فصل بہار، دونوں عالم جن پر نثارہ عرب کا ناقہ سوار رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، رسول اعظم، نبی اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس و جاں، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ رسالت مآب میں نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما، نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلم.

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

معزز سامعین کرام! حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مجھ جیسا کمتر انسان کیا بیان کر سکتا ہے، رسول اعظم کی عظمت کون بیان کر سکتا ہے، رسول کائنات کی رفعت کون بیان کر سکتا ہے، محسن اعظم کا مقام کون بیان کر سکتا ہے، نبی اعظم کا رتبہ کون بیان کر سکتا ہے، حبیب خدا کی تعریف کون بیان کر سکتا ہے، جن و بشر تو کیا کائنات کا ذرہ ذرہ نبی پر درود بھیجتا ہے، شجر و حجر نبی پاک پر درود پڑھ رہے ہیں دریا کے پانی کا ایک ایک قطرہ نبی پاک پر درود بھیجتا ہے چمن کی ہر کلی نبی پاک پر درود پڑھتی ہے درخت کا پتا پتا نبی پاک پر درود پڑھتا ہے اللہ کے فرشتے رسول اعظم پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ خود خالق کائنات اپنے پیارے محبوب پر درود و سلام بھیجتا ہے قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رسول کائنات پر درود بھیجتے ہیں ایسے نبی کی تعریف انسان کیسے کر سکتا ہے جس نبی پر خود انکا رب درود بھیجے اس نبی کی بارگاہ میں پتھر سلام کرتے ہیں اس نبی کی بارگاہ میں درخت اپنا سر جھکا کر سلام عرض کرتا ہے اسی لئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

محبوب کی رضا

برادران اسلام ! خطبہ مسنونہ کے بعد میں نے سورضحیٰ کی یہ آیت تلاوت کی ہے: وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيكَ رَبُّكَ فَتَرۡضَىٰٓ۔ میں آیت مذکورہ کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ عظمت مصطفیٰ واضح ہوجائے، میں آیت کا ترجمہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ شان مصطفیٰ ظاہر ہوجائے، میں آیت کا ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ رفعت مصطفیٰ عیاں ہوجائے ، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے : بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔

برادران ملت اسلامیہ، وہ تمام نعمتیں اس آیت کریمہ میں شامل ہیں جو دنیا میں ملی ہیں اور آخرت میں ملنے والی ہیں۔ وہ نعمتیں کیا ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن جیسی بلند و بالا کتاب عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کرام کا سردار بنایا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار فتوحات عطا کئے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفار پر غلبہ عطا فریا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اسلام کی روشنی مغرب سے مشرق تک پھیلادی اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو بے شمار معجزات عطا کئے۔

برادران اسلام ! آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ آخرت میں بھی بے شمار نعمتیں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے گا۔ حوض کوثر آپ کو ملے گا۔ مقام محمود آپ کو ملے گا۔ شفاعت کبریٰ آپ کو ملے گی، شفاعت عامہ و خاصہ آپ کو ملے گی ، لواء الحمد آپ کو ملے گا ، اسلئے تو رب کائنات خود ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب ہم آپ کو اتنا

دیں گے اتنا دیں گے اتنا دیں گے کہ آپ راضی ہو جائیے گا۔

خدا کی رضا

معزز سامعین! اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ ہر ایک کی تمنا یہی ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے، حضرت آدم علیہ السلام گریہ وزاری کرتے رہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے، حضرت نوح علیہ السلام کی یہی تمنا رہی کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہی خواہش تھی کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے حضرت سلیمان علیہ السلام یہی چاہتے تھے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے، حضرت یوسف علیہ السلام کی یہی تمنا تھی کہ میرا رب راضی ہو جائے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی خدا کی راہ میں دے دی کہ میرا رب راضی ہو جائے، خلفائے راشدین اپنی زندگی کو خدا کی راہ میں وقف کر دیئے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے، شہداء نے اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کر دی کہ رب راضی ہو جائے، اولیاء کرام ریاضت وعبادت میں زندگی گزار دی کہ رب راضی ہو جائے لیکن جب حبیب خدا کی بارگاہ میں جاتے ہیں تو یہاں کا نظارہ کچھ الگ نظر آتا ہے محبوب رب کی بارگاہ کا معاملہ کچھ الگ نظر آتا ہے یہاں تو خود رب اپنے محبوب سے مخاطب ہے کہ اے محبوب تو راضی ہو جا تو جو چاہے گا دوں گا تو جس کی شفاعت چاہے گا میں اسکو بخش دوں گا۔ اسی لیے تو امام عشق و محبت مچل کر پکار

اٹھتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء

مسلم شریف کی حدیث ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گنہ گار امتی کو یاد کر کے رونے لگے، آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے اپنا دست مبارک بلند کیا آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں رب کی بارگاہ میں پھیلا دیا اور اپنی امت کے حق میں دعا فرماتے رہے اور روتے رہے اور اپنی زبان مبارک سے کہتے تھے اللّٰھم اغْفِرْ لِي اُمّتی : اے اللہ میری امت کی مغفرت فرمادے، اے اللہ میری امت کو بخش دے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشم مبارک سے ساون بھادوں کی طرح آنسو بہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ جا کر میرے محبوب سے رونے کا سبب دریافت کرو رونے کی وجہ دریافت کرو، میرے محبوب سے کہو کہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ دلوں کے راز سے آگاہ ہے، حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ دلوں کے بھید سے آگاہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ دانائے غیوب ہے لیکن محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کی زبان پاک سے سننا چاہتا ہے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے غم امت کا اظہار فرمایا حضرت جبرئیل نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے پروردگار آپ کے حبیب کو غم امت نے رلایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو امت کے لئے ہے پروردگار عالم نے حضرت جبرئیل سے فرمایا

اے جبرئیل جاؤاور میرے محبوب سے کہہ دو کہ امت کے بارے ان کو راضی کر لیں گے امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں:

واللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

کعبہ کا کعبہ

محترم حضرات! آپ اور ہم حضور کے مقام کیا پہچان سکتے ہیں حضور کی عظمت کو کیا جان سکتے ہیں جگہ جگہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے حبیب کا مقام بلند کیا ہے جگہ جگہ قرآن مقدس میں حضور کی عظمت بیان کی گئی ہے، قرآن میں جگہ جگہ حضور کی شان ظاہر کی گئی ہے، قرآن مقدس میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے، ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

برادران ملت اسلامیہ! اس آیت کریمہ میں بظاہر قبلہ بدلنے کا حکم ہو رہا ہے اس آیت کریمہ میں بظاہر قبلہ بدلنے کا حکم دیا جا رہا ہے مگر ایمانی نظر سے دیکھا جائے، حقیقت میں ڈوب کر دیکھا جائے معرفت سے وابسطہ ہو کر دیکھا جائے تو اس آیت کریمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ظاہر ہو رہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام بلند ہو رہا ہے حضور کی عظمت بیان ہو رہی ہے، حضور کی رفعت عیاں ہو رہی ہے اس لئے کہ تمام انسانوں کا کعبہ مسجد حرام ہے لیکن مسجد حرام کا کعبہ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے اس لئے تو امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

میں آپ کو بتاتا چلوں کہ سرور کائنات ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے نماز میں اپنا رخ انور بیت المقدس کی طرف کیا کرتے تھے یہود و نصاریٰ کا بھی قبلہ یہی تھا اس بات پر یہودی طعنہ دیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ تو تمام احکام میں ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اس اعتراض کی وجہ سے حضور کو رنج ہوا کرتا تھا اور دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ کعبہ کا معمار حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کعبہ کو بنانے والے حضرت ابراہیم ہیں حضور ﷺ ابراہیمی ہیں حضور ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اس لئے حضور کی خواہش تھی کہ مسجد حرام قبلہ ہو جائے ایک دن حضور نے حضرت جبرئیل سے فرمایا اے جبرئیل! میرا دل چاہتا ہے کہ خانہ کعبہ قبلہ ہو جائے اور خانہ کعبہ کی طرف نماز پڑھوں!

حضرت جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو بندہ الٰہی ہوں میں تو آپ کا غلام ہوں آپ اللہ کے حبیب ہیں آپ اللہ کے محبوب ہیں آپ کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے بلکہ قبول کی جاتی ہے یہ کہہ کر حضرت جبرئیل تشریف لے گئے سرکار مدینہ ﷺ نے وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف بار بار سر اٹھا کر دیکھنا شروع کیا اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ محبوبانہ انداز بہت پسند آیا اور فرمایا اے محبوب ہم تمھاری پیاری پیاری ادا کو دیکھ رہے ہیں اے محبوب ہم بار بار آپ کا سر اٹھانا دیکھ رہے ہیں اچھا اے محبوب ہم اسی کو قبلہ بنا دیتے ہیں جسے آپ پسند فرماتے ہیں ہم اسی کو آپ کا قبلہ بنا

دیتے ہیں جسے آپ کا دل چاہتا ہے، اب اپنا رخ اسی جانب کر لیجئے جو قبلہ آپ کو پسند ہو حضور ﷺ نے حالت نماز میں اپنا چہرہ اقدس بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف کر لیا اور سارا زمانہ اس خانہ کعبہ کی طرف پھر گیا۔

دودھ پیتا بچہ بول پڑا

محترم حضرات نزہتہ المجالس کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اس واقعہ سے آپ کو بخوبی انداز ہو جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کو کتنا بلند مقام عطا کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کو کتنا اونچا مقام عطا کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کو کتنی عظمت عطا کی ہے ایک مرتبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چاہنے والوں کی جھرمٹ میں جلوہ بار تھے جان نثاروں کے ہجوم میں تشریف فرما تھے رشد وہدایت کے ستاروں کے درمیان شمع رسالت ضوفگن تھے صحابہ کرام آپ کے رخ زیبا کی زیارت سے شرف یاب ہو رہے تھے کہ ایک مشرکہ عورت کا گزر اس طرف ہوا اسعورت کی گود میں ایک دو ماہ کا دودھ پیتا بچہ تھا جب اس شیر خوار بچے کی نگاہ رخ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو بڑی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ وہ بچہ بول پڑا :

السلام عليك يا رسول الله و يا اكرم خلق الله اس شیر خوار بچے کی ماں نے جب یہ ماجرا دیکھا اور بچے کی زبان سے اتنی فصیح گفتگو سنی تو حیران رہ گئی اور بولی میرا بیٹا، میر الخت جگر، میرا دل کا سکون یہ بتا یہ گفتگو کرنا تجھ کو کس نے سکھایا یہ کلام کرنا تجھے کس نے سکھایا یہ اللہ کے رسول ہیں تجھے کس نے بتایا اتنا سنکر بچہ مسکرانے لگا اور بولا اے ماں یہ کلام کرنا مجھے اسی اللہ نے سکھایا ہے جس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے

مجھے اس اللہ نے سکھایا ہے جو تمام انسانوں کو قوت گویائی عطا فرماتا ہے۔

یہ دیکھ میرے سر پر جبرئیل امین کھڑے ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں جب اس مشرکہ عورت نے رسول اعظم کا اعجاز دیکھا رسول کائنات کا مقام دیکھا فوراً کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے بیٹا تیرا نام کیا ہے؟ اس شیر خوار بچے نے کتنا پیارا جواب دیا اے اللہ کے رسول میری ماں کے نزدیک میرا نام عبد عزیٰ ہے لیکن اللہ کے نزدیک میرا نام عبدالعزیز ہے۔ (سبحان اللہ)

لن ترانی

محترم سامعین! جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کرنا چاہا تو کوہ طور پر بلا کر عطا کیا عظمت مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیے، مقام مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیے رفعت مصطفیٰ ملاحظہ فرمائیے کہ جب قرآن عطا کرنا ہوا تو کسی ایک جگہ بلا کر قرآن نہ دیا، بلکہ حضور جہاں تشریف فرمائیں وہیں قرآن نازل ہو رہا ہے، کسی خاص مقام پر نازل نہیں فرمایا۔

اگر آپ غار حرا میں ہیں تو جبرئیل قرآن لیکر وہیں آرہے ہیں اگر آپ مکہ کی گلیوں میں ہیں تو جبرئیل قرآن لے کر وہیں آرہے ہیں، اگر مسجد نبوی میں ہیں تو جبرئیل قرآن لے کر وہیں آرہے ہیں اگر آپ سفر میں ہیں تو قرآن وہیں نازل ہو رہا ہے اگر آپ جنگ میں ہیں تو قرآن وہیں نازل ہو رہا ہے۔ اگر آپ خدیجتہ الکبریٰ کے بستر اقدس میں آرام فرما ہیں تو قرآن وہیں نازل ہو رہا ہے اگر آپ بازار میں ہیں تو قرآن وہیں

نازل ہورہا ہے اگر آپ مکہ میں ہیں تو سورتیں وہیں نازل ہورہی ہیں اور مکی کہلاتی رہی، اگر آپ مدینہ میں ہیں تو سورتیں وہیں نازل ہورہی ہیں اور مدنی کہلاتی رہی یہ ہے عظمت مصطفیٰ کہ جہاں محبوب ہوتے ہیں قرآن وہیں بھیجا جارہا ہے۔

محترم حضرات! تاریخ کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے عرض کیا اے اللہ مجھے اپنا جلوہ دکھا اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا"لن ترانی" اے موسیٰ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے اے موسیٰ تم میں اتنی تاب نہیں کہ میری تجلیوں کو برداشت کرسکو اے موسیٰ تجلیات الٰہی کو برداشت نہ کرپاؤگے۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے اصرار کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک ہلکی سی جھلک کوہ طور پر ڈالی موسیٰ علیہ السلام برداشت نہ کرسکے موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لاکر بے ہوش ہوگئے اب آیئے بارگاہ مصطفےٰ میں، اب آئے بارگاہ رسالت میں معراج کی رات اللہ تبارک و تعالیٰ خود اپنے محبوب کو اپنے قریب بلاتا ہے اپنے محبوب کو جلوہ دکھانے کے لئے اپنے پاس بلاتا ہے اپنے محبوب کو اپنا دیدار کرانے کے لئے اپنی بارگاہ میں بلاتا ہے اور ارشاد ربانی ہے، یَآ أَحْمَدُ اُدْنُ مِنی اے میرے محبوب اور میرے قریب ہوجاؤ اے میرے محبوب اور میرے قریب ہوجاؤ وہاں موسیٰ علیہ السلام اصرار کررہے تھے اے میرے رب مجھے اپنا جلوہ دکھا اور یہاں خود اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے میرے محبوب مجھ سے اور قریب ہوجاؤ وہاں موسیٰ علیہ السلام ایک جھلک برداشت نہ کرسکے بے ہوش ہوگئے اور یہاں معاملہ یہ ہے کہ حضور فرماتے ہیں رَآیْتُ رَبِّي بِعَينِي رَأسِي. میں نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا وہاں موسیٰ جھلک دیکھ کر بے

ہوش ہو گئے اور یہاں سراپا ذات اقدس کو دیکھنے کے بعد آنکھیں نہیں چندھیار ہی ہیں قرآن فرماتا ہے مازاغ البصر وما طغیٰ۔ اس لئے تو امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرتے ہیں۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغَ الْمُبِيْنِ۔



سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا.صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وبَلَّغَنَا رَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

محترم حضرات! میں مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ اور ہم مل کر سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس و جاں، ہم سبھوں کے غم گسار، عرب کے ناقہ سوار، بے سہاروں کا سہارا، غریبوں کا ماویٰ، یتیموں کا ملجا، عرب کے تاجدار عجم کے سردار احمد مختار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما، نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما۔

جانشین شاہ بطحا حضرت صدیق ہیں
امتی میں سب سے اعلیٰ حضرت صدیق ہیں

بالیقیں عثمان عمر مولا علی ہیں معتبر
مرتبے میں سب سے بالا حضرت صدیق ہیں

محترم حاضرین! آج میں نے اپنا عنوان عظمت صدیق اکبر کو بنایا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفعت، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند و بالا ہے قرآن مقدس کی بہت سی آیتیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں ہیں بہت ساری احادیث مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شان بیان کی گئی ہے۔

میں نے جو قرآن مقدس کی آیت مقدسہ کی تلاوت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اس آیت کریمہ کا شان نزول ملاحظہ فرمالیجئے:

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام معلوم ہو جائے گا آیت کریمہ کے شان نزول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آیت درود: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ. کا نزول ہوا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو کوئی فضل عطا فرماتا ہے، جب اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو کوئی شرف عطا فرماتا ہے، جب اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو بلند مقام عطا فرماتا ہے، جب اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو رتبہ عطا فرماتا ہے تو آپ کے طفیل ہم نیاز مندوں کو بھی نواز تا ہے۔ آپ کے صدقے ہم غلاموں کو بھی عطا فرماتا ہے آپ کے وسیلے سے ہم خادموں پر بھی عنایت ہوتی ہے تو اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

افضل البشر بعد الانبیاء

محترم حاضرین! مسلمانوں کا اس میں اتفاق ہے۔ مومنوں کا اس میں اتفاق ہے عاشقانِ رسول کا اس میں اتفاق ہے۔ علماء اہل سنت کا اس میں اتفاق ہے، محدثین کا اس میں اتفاق ہے مفسرین کا اس میں اتفاق ہے، مجتہدین کا اس میں اتفاق ہے، ائمہ کا اس میں اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں۔ سب سے اعلیٰ صدیق اکبر ہیں۔ سب سے ارفع صدیق اکبر ہیں سب سے اونچے مقام والے صدیق اکبر ہیں۔ سب سے اونچی قدر منزلت والے صدیق اکبر ہیں۔ سب سے عظمت والے صدیق اکبر ہیں۔ سب سے بلند مقام والے صدیق اکبر ہیں۔ سب سے جاہ وحشم والے صدیق اکبر ہیں۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَبُو بَکْرِنِ الصدیق خیرُ الناسِ إِلَّا أَنْ یَکُونَ نَبِیًّا .

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں ہیں مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کے علاوہ کوئی بھی صدیق اکبر سے افضل نہیں ہوسکتا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں خیر الناس یعنی لوگوں میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں ناس میں عرب والے بھی آگئے، ناس میں عجم والے بھی آگئے، ناس میں مکے والے بھی آگئے، ناس میں مدینے والے بھی آگئے، ناس میں روئے زمین کے سارے انسان آگئے۔

ایک دوسری جگہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوا اور وہ صدیق اکبر سے افضل ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ نبی کے بعد ایسا کوئی شخص پیدا ہی نہیں ہوا جو صدیق اکبر سے افضل ہو۔

پیارے آقا کے پیارے پیارے دیوانو! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنئے حضرت عمر نے صدیق اکبر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا غور سے سنئے۔

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں لوگوں میں سب سے اعلیٰ صدیق اکبر ہیں اگر کوئی شخص اس کے خلاف کہا تو وہ جھوٹا ہے اگر کوئی اس بات کا انکار کرے تو وہ کذاب ہے اگر کوئی شخص اس کو تسلیم نہ کرے تو وہ افترا پرداز ہے اور اس کو سزا دی جائے گی جو شریعت نے افترا پرداز کے لئے مقرر کی ہے۔

محترم سامعین کرام! اب حضرت علی سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام لوگوں میں افضل ہونے کی حدیث بھی سن لیجیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

محترم حاضرین! اب ایک حدیث بخاری شریف کی بھی سن لیجیے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں ہم لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے جب حضور ہمارے درمیان تشریف فرما تھے ہم لوگ کسی کو بھی صدیق اکبر کے برابر نہیں جانتے تھے وہی سب سے افضل اور بہتر قرار دیئے جاتے تھے۔

یارغار

محترم سامعین! اب میں آپ کے سامنے قرآن مقدس کی ایک آیت پیش کرتا ہوں تاکہ عظمت صدیق اکبر اجاگر ہو جائے وقار صدیق اکبر نمایاں ہو جائے مقام صدیق اکبر آپ جان جائیں دسواں پارہ گیارہواں رکوع سورہ توبہ کی چالیسویں آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا - فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى - وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا - وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔

”اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

حاضرین محفل! قرآن مقدس نے اس آیت کریمہ میں ہجرت کے واقعہ کی منظر کشی کیھے حضور کا تذکرہ ہے صدیق اکبر کا ذکر ہے۔ میں آپ کو بتادوں کہ اس آیت کریمہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی شان یہ بیان کی گئی ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یار غار بنایا گیا ہے قرآن کہتا ہے ”جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کھا۔

یہ آیت کریمہ بتاتی ہے کہ صدیق اکبر ر اللہ کا بڑا افضل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر سکینہ اتر یعنی سکون واطمینان نازل ہوا۔

یہ آیت کریمہ شاہد ہے یہ آیت کریمہ گواہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے دوست سے فرمایا اپنے یار سے فرمایا: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

اے میرے دوست آپ گھبرایئے نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے میرے یار آپ نہ گھبرائیں اللہ ہمارے ساتھ ہے اے میرے جاں نثار آپ فکر نہ کریں پروردگار عالم ہمارے ساتھ ہے اے میرے وفادار آپ مسکین نہ ہوں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے میرے عاشق آپ غم نہ کھائیں اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے اے میرے یار غار آپ فکر نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے میرے ہمسفر آپ فکر نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے، اے میرے ہجرت کے ساتھی آپ فکر نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

محترم حضرات! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ملاحظہ فرمائیے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی الفت کا اندازہ لگائیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت کو دیکھئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی فکر نہیں ہے یارسول اللہ مجھے اپنا غم نہیں ہے۔ یاحبیب اللہ مجھے تو آپ کی فکر ہے یارسول اللہ مجھے تو آپ کا غم ہے میرا عشق یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ آپ کو تکلیف پہنچے، میری محبت یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ کوئی کافر آپ کو تکلیف پہنچائے، میری وفاداری یہ گوارہ نہیں کرسکتی کہ آپ کو کوئی گزند پہنچے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ إِنْ

أُقْتَلُ فَأَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَإِنْ قُتِلْتَ هَلَكَتِ الأُمَّةُ.

اے میرے آقا اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں صرف تنہا قتل ہو جاؤں گا یارسول اللہ میں تنہا ہلاک ہو جاؤں گا لیکن اے اللہ کے حبیب اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو پوری امت ہلاک ہو جائے گی پوری انسانیت ہلاک ہو جائے گی اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو صداقت کا چراغ بجھ جائے گا اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو ہدایت کا آفتاب ڈوب جائے گا اگر آپ قتل کر دیئے گئے تو نور ایمان کی شمع بجھ جائے گی۔

دوسری آیت میں شان صدیق

محترم سامعین کرام! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک اور آیت کریمہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ تیسواں پارہ سترہواں رکوع سورہ واللیل کی آیت نمبر ۱۷، آیت نمبر ۱۸، آیت نمبر ۱۹، آیت نمبر ۲۰ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے۔

محترم سامعین! اب اس کا شان نزول بھی ملاحظہ فرمائیے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ قیمت دے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا اور آزاد کیا تو اس بات سے کفار قریش کو بہت زیادہ حیرت ہوئی بہت زیادہ تعجب کرنے لگے کہ اتنی زیادہ قیمت دے کر خریدنے کا مطلب کیا ہے۔ اتنا زیادہ مال دے کر اس غلام کو خریدنے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے آخر صدیق اکبر نے اتنا زیادہ مال دے کر اس غلام کو کیوں خریدا؟

کفار آپس میں گفتگو کرنے لگے اور کہنے لگے کہ شاید بلال کا صدیق اکبر پر کوئی احسان ہو گا جس کا بدل ہ چکانے کے لئے انھوں نے اتنی قیمت دے کر خریدا۔ شاید صدیق اکبر کے اوپر بلال کا کوئی احسان رہا ہو گا جس کو ادا کرنے کے لئے صدیق اکبر اتنی زیادہ قیمت دے کر اس کو خریدا۔ کفار کی ان باتوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ،کفار کی باتوں کو رد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ کا نزول فرمایا اور یہ واضح کر دیا کہ اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں ہے جس کا بدلہ ادا کیا جائے اس پر کسی نے کوئی احسان نہیں کیا ہے جس کا بدلہ چکایا جائے ان کا یہ فعل صرف اپنے رب کی رضا کے لئے ہے ان کا یہ کام انھوں نے اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے ان کا یہ کام رضائے الٰہی کے لئے ہے انھوں نے یہ غلام صرف اس لئے خریدا کہ ان کا رب ان سے راضی ہو جائے۔

عظمت صدیق احادیث میں

محترم حاضرین! ابھی ابھی آپ نے صدیق اکبر کی فضیلت قرآن کے حوالے سے ملاحظہ فرمایا صدیق اکبر کا مقام قرآن مقدس کے حوالے سے سماعت فرمایا اب میں آپ کے سامنے احادیث مبارکہ کی روشنی میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بیان کرنا چاہتا ہوں اب میں احادیث مبارکہ کے حوالے سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بیان کرنا چاہتا ہوں اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حدیث پاک میں صدیق اکبر کا مقام کیا ہے؟ حدیث پاک میں صدیق اکبر کی کیا عظمت بیان ہوئی ہے۔ بے شمار احادیث کریمہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت کی گواہی دیتی ہے۔ مشکوۃ

شریف کی ایک حدیث میں آپکے سامنے پیش کرتا ہوں:

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَا نَفَعَنِي مالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ۔ یعنی کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا، کسی شخص کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا یا کسی شخص کے مال سے مجھے اتنا فائدہ نہیں ملا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے مجھے پہنچایا۔

حضور سرور کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اے صدیق اکبر اے میرے دوست اے میرے ہجرت کے ہمسفر۔ أَنتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ۔ غار ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے یعنی دنیا میں بھی تم میرے ساتھ ہو آخرت میں بھی تم میرے ساتھ رہو گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس حدیث پاک میں سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو دو جگہ اپنا ساتھی قرار دیا دو جگہ اپنا ساتھی بنایا دو جگہ اپنا ہمدم قرار دیا ایک غار ثور ہے اور ایک حوض کوثر ہے ایک کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسرے کا تعلق آخرت سے ہے یعنی اللہ کے رسول دنیا والوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ صدیق اکبر صرف دنیا میں میرے ساتھی نہیں ہیں بلکہ دنیا میں بھی میرے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی میرے ساتھی ہیں۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے ام المؤمنین ہم تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی، میرے ابا حضور، میرے پدر بزرگوار، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر انت عتیق اللهِ مِنَ النَّارِ تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کی آگ سے آزاد کیا جہنم کی آگ سے چھٹکارا دیا جہنم کی آگ سے

رستگاری دی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس دن سے میرے والد گرامی کا نام "عتیق" پڑ گیا۔

محترم حاضرین مجلس ! ایک حدیث ابوداؤد شریف کی سن لیجیے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي ، اے میرے دوست سن لو! اے میرے یار غار سن لو! اے میرے عاشق سن لو ! اے میرے چاہنے والے سن لو! اے مجھ پر اپنا مال و جان نچھاور کرنے والے سن لو! میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے۔ میری امت میں سب سے پہلے تمہارا اقدم جنت میں داخل ہوگا۔ میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں تم ہوگے۔

تاریخ الخلفا میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدیق اکبر سے الفت کرنا صدیق اکبر سے محبت کرنا اور ان کا شکریہ ادا کرنا میری پوری امت پر واجب ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا کہ اتنے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضور کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اور عمر کے درمیان کچھ باتیں ہوگئی ہیں میرے اور عمر کے درمیان کچھ کہا سنی ہوگئی ہے ہم دونوں کے درمیان کچھ ناراضگی ہوگئی ہے پھر میں نے نادم ہوکر ان سے معافی مانگی میں نے شرمندہ ہوکر ان سے معذرت چاہی میں ان سے معافی کا طلب گار ہوا لیکن انہوں نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے یہ سن کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار

ارشاد فرمایا اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے۔

اسی درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بارگاہ نبوی میں تشریف لائے ان کو دیکھتے ہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ دیکھ کر حضرت عمر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے زیادہ میں قصوروار ہوں۔

تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا میری نبوت کا انکار کیا میری رسالت کو تسلیم نہیں کیا میرے رسول ہونے کو نہیں مانا میرے نبی ہونے سے انکار کئے مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ ابوبکر نے مجھے نبی تسلیم کیا ابوبکر نے مجھے رسول مانا۔ ابوبکر مجھ پر ایمان لائے، اپنی جان و مال سے میری مدد کی، اپنی جان و مال مجھ پر نچھاور کیا، اپنی دھن دولت مجھ پر قربان کیا۔ کیا آج تم لوگ میرے ایسے دوست کو چھوڑ دو گے؟ کیا آج تم لوگ میرے ایسے چاہنے والے کو چھوڑ دو گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملہ کو دوبارہ ارشاد فرمایا۔

تمہاری حیثیت کیا ہے

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا صدیق اکبر کو کتنا چاہتے تھے حضور صدیق اکبر سے کتنی محبت فرماتے تھے اس واقعہ سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ "تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ابوطالب کے بیٹے حضرت عقیل نے کچھ سخت کلامی سے پیش آیا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت عقیل کو اس لئے کچھ نہ کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ حضور کے سامنے پیش کر دیا۔ پورا واقعہ سننے کے بعد تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں کھڑے ہوئے اور تمام حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو سن لو! میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو۔ میرے صدیق کو میرے لئے چھوڑ دو تمھاری حیثیت کیا ہے؟ اور ان کی حیثیت کیا ہے؟ تمہارا وقار کیا ہے؟ اور ان کا وقار کیا ہے؟ تمہارا مقام کیا ہے؟ اور انکا مقام کیا ہے؟ تمہیں کچھ پتہ ہے تمہیں کچھ اندازہ ہے؟ تمہیں کچھ معلوم ہے؟ خدا کی قسم تم لوگوں کے دروازے پر اندھیرا ہے اور صدیق کے دروازے پر نور کی بارش ہو رہی ہے خدائے وحدہ لاشریک کی قسم! رب ذوالجلال کی قسم! تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا تم لوگوں نے میری نبوت کو جھٹلایا تم لوگوں نے میری رسالت کا انکار کیا لیکن ابو بکر نے میری تصدیق کیا ابو بکر نے مجھ پر ایمان لایا ابو بکر نے مجھے رسول مانا۔ ابو بکر نے میری رسالت کا اقرار کیا ابو بکر نے میری نبوت کا اقرار کیا۔

تم لوگوں نے اپنا مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا۔ تم لوگوں نے اپنا مال خرچ کرنے میں کنجوسی کی۔ تم لوگوں نے اپنا مال خرچ کرنے میں کوتاہی کی۔ میرے صدیق نے مجھ پر اپنا مال خرچ کیا میرے صدیق نے مجھ پر اپنا مال خرچ کرنے میں کنجوسی نہیں کی میرے صدیق نے مجھ پر اپنا مال خرچ کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا میرے صدیق نے مجھ پر بے تحاشہ مال خرچ کیا اور تم لوگوں نے میری مدد نہیں کی مگر ابو بکر نے میری غم خواری کی میری اتباع کی اور میری مدد کی۔

پوری زندگی کا عمل

معزز حاضرین مجلس ! مشکوۃ شریف میں ہے کہ ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپ رونے لگے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے روتے ہوئے فرمایا تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایک دن کا عمل اور ایک رات کا عمل کاش میری پوری زندگی کا عمل اس کے برابر ہو جاتا میری پوری زندگی کا عمل ان ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہ کونسا عمل ہے ؟ جس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ میری پوری زندگی کا عمل اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے جواب دیا سنو! صدیق اکبر کی ایک رات کا عمل تو یہ ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لئے نکلے اور رات کی تاریکی میں اپنے حبیب کے ہمراہ غار ثور پر پہنچے تو عشق رسول میں ڈوب کر آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ اللّٰہِ لَا تَدْخُلہ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبلَکَ ، صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم آپ کو غار میں داخل نہیں ہونے دوں گا یا حبیب اللہ غار میں آپ پہلے داخل نہیں ہوں گے ، یا نبی اللہ غار میں آپ پہلے تشریف نہیں لے جائیں گے سب سے پہلے غار میں میں داخل ہوں گا ، سب سے پہلے غار میں میں جاؤں گا تا کہ اگر غار میں کوئی موذی جانور ہو تو مجھے تکلیف پہنچے اور آپ محفوظ رہیں اگر غار میں کوئی زہریلا جانور ہو تو مجھے گزند پہنچے اور آپ سلامت رہیں اگر غار میں کوئی سانپ ہو تو مجھے ڈنک مارے آپ کو تکلیف نہ

ہو اگر غار میں کوئی بچھو ہو تو مجھے کاٹے اور آپ سلامت رہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل ہونے سے پہلے صدیق اکبر اس غار میں داخل ہوئے غار کو خوب صاف ستھرا کیا کہ میرے محبوب یہاں آرام فرمانے والے ہیں، غار کی خوب صفائی کی کہ عرش میں تشریف لے جانے والے یہاں آرام فرمائیں گے، غار کو خوب سے خوب صاف کیا کہ محبوب خدا یہاں آرام فرمانے والے ہیں اور اس غار کے اندر جتنے سوراخ تھے ہر سوراخ کو اپنی لنگی پھاڑ کر بند کر دیا تا کہ اس سوراخ سے کوئی زہریلا جانور سانپ وغیرہ مختار دو عالم کو تکلیف نہ پہنچائے، جب کپڑا ختم ہو گیا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا تو دل میں عشق رسول مچلنے لگا اور آپ نے اپنی ایڑی کو اس سوراخ پر رکھ دیا اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اندر تشریف لائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غار میں تشریف لائے اور صدیق اکبر کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔

ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام ہی فرمارہے تھے اس حالت میں صدیق اکبر کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا آپ نے حرکت نہیں کی تا کہ رسول کے آرام میں خلل نہ پڑے اور آپ کی آنکھ نہ کھل جائے لیکن سانپ کے زہر کی تکلیف کی وجہ سے صدیق اکبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ نایاب آنسو کے قطرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس پر گرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا اے میرے دوست کیا ہوا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسولَ اللہ لُدِغتُ فِدَاكَ ابِی وَأُمّي، اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً تکلیف دور ہو گئی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دوسرا عمل یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوگئے اور انھوں نے کہا ہم زکوۃ نہیں دیں گے ہم زکوۃ ادا نہیں کریں گے اور زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے تو حضرت صدیق اکبر نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ کو اونٹ کی رسی جو لوگوں پر واجب ہوگی اور دینے سے انکار کریں گے میں اس سے بھی جہاد کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین لوگوں کے ساتھ الفت اور نرمی سے کام لیجئے تو صدیق اکبر نے ارشاد فرمایا تم ایام جاہلیت میں بڑے سخت اور غضب ناک تھے کیا اسلام میں داخل ہو کر پست ہمت ہو گئے۔ میں اسلام کو اپنی زندگی میں ہرگز کمزور نہیں ہونے دوں گا اور جو لوگ زکوۃ سے انکار کر رہے ہیں میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔

عشق اور عقل

برادران اسلامیہ! آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا کہ غار ثور میں صدیق اکبر کی گود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرہانہ بن گئی صدیق اکبر کی گود تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکیہ بن گیا کتنی مقدس ذات ہے صدیق اکبر کی اور کتنی مقدس ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود مبارک۔ جن کے قدم مبارک کو حضرت جبرئیل امین بوسہ لیں ان کا سر اقدس صدیق اکبر کی گود میں، جن کی سواری براق ہے ان کا سر اقدس صدیق اکبر کی گود میں۔ جو سیاح لامکاں ہو ان کے سر اقدس کے لئے صدیق اکبر کی گود تکیہ بنے۔ جو انبیاء و مرسلین کی امامت فرمائیں ان کا سر مبارک صدیق اکبر کی گود میں۔ جن کے نعلین پاک عرش اعظم پر جائے ان کا سر مبارک صدیق اکبر کی گود میں ہو وہ کتنا حسین لمحہ ہے

دو کے علاوہ تیسرا نہیں آقا سو رہے ہیں آقا آرام فرما رہے ہیں آقا استراحت فرما رہے ہیں غلام اپنی گود کو تکیہ بنا دیا ہے۔

محترم سامعین کرام! ایک نکتہ آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں عشق اور عقل دونوں الگ الگ چیزیں ہیں دونوں کی منزلیں الگ الگ ہیں دونوں کے راستے الگ الگ ہیں دونوں کے خیالات الگ الگ ہیں دونوں کے مقام الگ الگ ہیں جہاں عقل کا مقام ختم ہوتا ہے وہاں سے عشق کا مقام شروع ہوتا ہے غار ثور کا واقعہ ملاحظہ فرمائیے وہاں پر یہی ہو عشق اور عقل کی جنگ ہوگئ عشق اور عقل کی لڑائی شروع ہوگئ عشق اور عقل کی بحث شروع ہوگئ عقل نے صدیق اکبر سے کہا اپنا پاؤں سوراخ پر مت رکھو کوئی زہریلا جانور آپ کو کاٹ لے گا عقل نے کہا اپنا پاؤں سوراخ پر مت رکھو کوئی سانپ آپ کو ڈس لے گا عقل نے کہا یہ کہاں کی سمجھداری ہے کہ جان بوجھ کر سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈالا جائے عقل نے کہا یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ جان بوجھ کر اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا جائے عشق نے کہا اپنا پاؤں سوراخ پر رکھ دو عشق نے کہا اپنی جان کی پرواہ نہ کرو عشق نے کہا اپنی تکلیف کو نہ دیکھو عشق نے کہا زہر کی پرواہ نہ کرو وہ عشق نے کہا اپنے محبوب کو دیکھو، اپنی جان جائے تو چلی جائے لیکن محبوب کے جسم میں آنچ نہ آنے پائے عشق نے کہا اگر تجھے محبت کا دعویٰ ہے اپنے جسم پر تکلیف گوارہ کرلو لیکن محبوب کو تکلیف نہ پہنچے دو یہ عشق اور عقل کی لڑائی میں صدیق اکبر نے عشق کا ساتھ دیا اور عقل کو ٹھکرا دیا اور اپنے پاؤں مبارک کو سوراخ پر رکھ دیا اور دنیا والوں کو بتا دیا کہ دیکھو میں عشق رسول میں سانپ کے ڈنک کو برداشت کر سکتا ہوں لیکن میں اپنے محبوب کو تکلیف پہنچنے نہیں دے سکتا۔

وفات صدیق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیماری کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ آپ نے سے جمادی الآخر پیر کے روز غسل فرمایا اس روز ٹھنڈک بہت زیادہ تھی آپ کے جسم میں ٹھنڈک کا اثر آگیا پھر آپ بخار میں مبتلا ہو گئے اور آپ پندرہ روز تک بیمار رہے اسی حالت میں ۶۳ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ کو آپ وفات پائے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے تابوت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اقدس کے پاس رکھ دینا اور السلام علیك یا رسول اللہ کہہ کر عرض کرنا کہ آقا ابو بکر آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہے اگر اجازت ہوئی تو روضہ کا دروازہ کھل جائے گا اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر کی وصیت پر عمل کیا گیا ابھی وہ کلمات ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ روضے کا دروازہ کھل گیا اور آواز آئی حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ۔

محترم حضرات! یہ ہے مقام صدیق اکبر، یہ ہے عظمت صدیق اکبر، اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰالَمِیْنَ الَّذِيْ اَبْدَعَ اِلَّا فَلَاكَ وَالْاَرْضِیْنَ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنَ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَہٗ وَرَسُوْلَہٗ الَّذِيْ اَرْسَلَہُ رَحْمَۃٌ لِلْعٰلَمِیْنَ الَّذِيْ اَفَاضَ عَلَیْنَا اَنْوارُ الْھِدَایَۃِ وَالْحَقّ وَالْیَقِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اِلَی یَوْم الَّدِیْنَ . اَمَّا بَعْدُ : فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیم . بِسْمِ اللَّہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیم: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ : صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُولُہٗ النَّبِيُّ الْکَرِیْمُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ التَسْلِیْمُ۔

محترم سامعین! آئے سب سے پہلے ہم اور اپ دونوں مل کر احترام و عقیدت کے بھرپور جذبات کے ساتھ آقائے نامدار کونین کے مالک و مختار ہم غریبوں کے غمگسار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف کی ڈالی نچھاور کریں اور بلند آواز سے پڑھیں۔

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما، نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
ترجمانِ نبی ،ہمزبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

برادران ملت اسلامیہ! ابھی ابھی میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے: "اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی، اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بارے میں نازل ہوئی، یہ عظمت فاروق ہی تو ہے کہ ان کے ایمان لانے کا ذکر قرآن بیان فرما رہا ہے۔ مفسرین قرآن نے ارشاد فرمایا کہ دیگر آیتیں بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی ۔اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَام بِعُمَرْبْن الْخَطّاب خَاصَّۃً۔ یا اللہ خاص طور پر عمر بن خطاب کو دولت ایمان سے نواز کر اسلام کو عزت وقوت عطا فرما تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

عظمت فاروق احادیث میں

محترم حاضرین مجلس! یہ دبدبہ فاروقی ہے کہ آپ کے ڈر سے انسانوں میں جو شیاطین ہوتے ہیں اور جنات میں جو شیاطین ہوتے ہیں دونوں ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خوف اور ڈر سے بھاگتے ہیں۔ مشکوۃ شریف کی حدیث ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں چشم بصیرت سے دیکھ رہا ہوں۔ میں نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں۔ میں نگاہ رسالت سے ملاحظہ کررہا ہوں کہ جن کے شیاطین بھی اور انسان کے شیاطین بھی یہ دونوں میرے عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔ ایک جگہ میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں اور عمر جس جگہ بھی ہوتے ہیں حق ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

میرے بعد

ترمذی شریف کی یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَوْكَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُبْنِ الْخَطَّابِ ۔ یعنی میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔

برادران اسلام! اس حدیث پاک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت کا عظیم الشان بیان موجود ہے اگر مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوتے، اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی نہ ہوتے، اگر تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نبی ہوتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب

محترم حضرات! حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اس خواب سے عظمت فاروق اعظم ظاہر ہورہی ہے ان کی دینداری بیان ہو رہی ہے ان کے مقام کا پتہ چل رہا ہے۔ بخاری شریف میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شفیع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے لوگ پیش کئے جارہے ہیں میرے سامنے میری امت پیش کی جارہی ہے اور مجھے دکھائے جا رہے ہیں وہ سب کرتے پہنے ہوئے تھے جن میں سے کچھ لوگوں کے کرتے سینے تک تھے اور کچھ لوگوں کے کرتے اس سے نیچے تھے پھر حضرت عمر کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کا کرتا اتنا لمبا ہے اتنا لمبا ہے کہ زمین سے لگا ہوا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خواب کا کیا مطلب ہے؟ اس خواب کا کیا مفہوم ہے؟ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا مطلب دین ہے۔ اس خواب سے پتہ چلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دینداری میں بہت آگے تھے۔ پرہیز گاری میں بہت آگے تھے تقویٰ شعاری میں بہت آگے تھے۔

ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ جن کی زبان کی صداقت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں ان کا مقام اور رتبہ کتنا بلند ہو گا۔

مجھ سے محبت

محترم حاضرین! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان بہت بڑی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظمت بہت بلند و بالا ہے۔ تاریخ الخلفاء کے حوالے سے حدیث پاک آپ کی سماعت کے حوالہ کرنا چاہتا ہوں اس حدیث پاک کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں آپ کا بیان ہے کہ ایک دن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ أَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَحَبَّنِي۔

یعنی جس نے عمر سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی جس نے عمر سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی، جس نے عمر سے بغاوت کی اس نے مجھ سے بغاوت کی جس نے عمر سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے عمر سے الفت کی اس نے مجھ سے الفت کی جس نے عمر سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا جس نے عمر کو چاہا اس نے مجھے چاہا جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی آگے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرفہ والوں پر عموماً اور عمر پر خصوصاً فخر و مباہات کیا ہے۔ پھر فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنے انبیاء کرام اس دار گیتی میں مبعوث ہوئے جتنے انبیاء کرام اس دھرتی پر آئے ہیں جتنے انبیاء کرام اس زمین پر بھیجے گئے ہیں ہر نبی کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں یہ بتائیے کہ محدث کون ہوتا ہے؟ یا رسول اللہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ محدث

کسے کہا جاتا ہے؟ یا رسول اللہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ محدث کیسا ہوتا ہے؟ تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا سنو! جس کی زبان سے ملائکہ بات کریں وہ محدث ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث بخاری شریف سے ملاحظہ فرمالیں اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ کا بیان ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے پہلے امتوں میں محدث ہوئے ہیں اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں۔

فقیرانہ زندگی

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے پیارے دیوانو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے دنیا آئی لیکن آپ نے ٹھکرا دیا آپ کے پاس دولت آئی آپ نے ٹھکرا دیا آپ کے پاس مال بہت آیا آپ نے ٹھکرا دیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کے پاس دنیا نہیں آئی اور نہ کبھی آپ نے اس کی تمنا کی۔ صدیق اکبر کے پاس دنیا نہیں آئی نہ کبھی آپ نے اس کی خواہش کی مگر حضرت عمر کے پاس دنیا بہت آئی مگر انھوں نے اس کو ٹھکرا دیا۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس کافی مال آنے کے باوجود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بے شمار ملک فتح ہوئے دولت ہاتھ آئی لیکن آپ نے فقیرانہ زندگی کو پسند فرمایا آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو علم ہوگا کہ آپ کے زمانہ خلافت میں بہت ممالک

فتح ہوئے آپکے زمانہ خلافت میں بے شمار شہر فتح ہوئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں بے انتہا مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں بے انتہا دھن دولت ہاتھ آئی آپ امیر المومنین تھے آپ مسلمانوں کے بادشاہ تھے آپ مسلمانوں کے حکمراں تھے آپ مسلمانوں کے امیر تھے آپ مسلمانوں کے قائد اعظم تھے اس کے باوجود آپ فقیرانہ زندگی گزارتے تھے، اس کے باوجود آپ درویشانہ زندگی گزارتے تھے۔

آپ ہی کے زمانہ خلافت میں آپ ہی کے دور حکومت میں شہر مدائن فتح ہوا وہاں سے بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا بے شمار دولت حاصل ہوئی شہر مدائن کے مال غنیمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس شہر کے فتح کرنے والے لشکروں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اتنا مال ہاتھ آیا کہ بیت المال کا پانچواں حصہ نکالنے کے بعد ہر سپاہی کو ہر فوجی کو ہر مجاہد کو ہر غازی کو بارہ ہزار دوہم نقد ملا تھا تو تمام لشکروں کو جو دراہم ملے اسکی تعداد بہتر کروڑ دراہم ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ لوگوں کو ان کی تنخواہوں کے ساتھ ساتھ عطیات کے طور پر بھی مال تقسیم کرو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو جواب لکھا کہا اے امیر المومنین میں نے ایسا ہی کیا ہے لوگوں کو تنخواہیں بھی دی ہیں اور عطیات کے طور پر بھی مال تقسیم کیا گیا ہے اس کے باوجود ابھی مال بہت زیادہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ کو لکھا کہ تمام مال مال غنیمت ہے۔ اس میں مسلمانوں کا حق ہے سب مال انھیں تقسیم کر دو وہ مال عمر یا اس کی اولاد کا نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال کو ٹھکرا دیا، دنیا کو ٹھکرا دیا شاہانہ زندگی کو ٹھکرا دیا انھوں نے رسول اعظم کی پیروی کرتے ہوئے فقیرانہ

زندگی کو اپنایا اور فقیرانہ زندگی بسر کی۔

شیطان ڈرتا ہے

محترم حضرات! مشکوۃ شریف کے حوالے سے یہ گفتگو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ایک مرتبہ سرور کائنات ﷺ جنگ سے واپس تشریف لائے تو ایک لڑکی نے آکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر آپ بخیریت واپس تشریف لائے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی یا رسول اللہ میں نے یہ منت مانی تھی کہ اگر آپ خیریت کے ساتھ واپس آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم نے یہ منت مانی تھی تو اپنی منت پوری کر لو اگر تم نے یہ نذر مانی تھی تو اپنی نذر پوری کر لو وہ لڑکی حضور ﷺ کے سامنے دف بجانے لگی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس مجلس میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور وہ لڑکی دف بجاتی رہی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور وہ لڑکی دف بجاتی رہی اس کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے تو وہ لڑکی فوراً دف بجانا بند کر دی اور اپنے رانوں کے نیچے دف کو چھپا لی اور اس دف کے اوپر بیٹھ گئی تاجدار عرب و عجم نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا اے عمر! شیطان تجھ سے بہت ڈرتا ہے شیطان تمہارے نام سے کانپ اٹھتا ہے۔ اس واقعہ سے یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ سرکار دو عالم ﷺ مختار دو جہاں ہیں جس کو چاہیں جس بات کی اجازت دے دیں جو کام کرنے کی اجازت دے دیں ان کو اختیار کل حاصل ہے۔

دریا نے راستہ دیا

یہ واقعہ جو میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں یہ واقعہ نزہتہ المجالس میں ہے آپ ذرا توجہ کے ساتھ اس واقعہ کو سنیں اور عظمت فاروق کا پتہ لگائیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدائن کسریٰ میں اپنا لشکر بھیجا مدائن کسریٰ میں اپنا لشکر روانہ کیا جب لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا تو وہاں کوئی جہاز نہ تھا دریا پار کرنے کے لئے کوئی کشتی نہ تھی دریا پار کرنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا کوئی سبیل نظر نہیں آرہی تھی کہ دریا پار کیا جائے اس لشکر کے سردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے اور آپ کے ساتھ خالد بن ولید بھی تھے۔ یہ دونوں حضرات لشکر سے آگے بڑھے اور دریا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے دریا! اگر تو حکم الٰہی سے بہتا ہے، اگر تو اللہ کے حکم سے رواں ہے اگر تو اللہ کی مرضی سے بہتا ہے تو ہم تجھے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت اور عدل فاروق کا واسطہ دیتے ہیں تو ہمیں راستہ دیدے تاکہ ہم آسانی کے ساتھ پار ہو جائیں اتنا کر وہ دونوں جانباز سپاہی وہ دونوں بہادر اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے جب وفادار لشکروں نے دیکھا کہ ہمارے سردار دریا میں گھوڑے ڈال دیئے ہیں تو سب جاں نثار سپاہی اپنے گھوڑوں کے ساتھ دریا میں کود پڑے دریا نے ان جانباز سپاہی کو دریا نے ان وفادار لشکروں کو راستہ دے دیا اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ گھوڑوں کے گھر تک پانی میں نہ بھیگے اور سب صحیح وسلامت دریا پار کر لئے۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

نورِ ایمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فاروق اعظم کے زمانے میں ایک خواب دیکھا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد نبوی میں تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کر رہا ہوں نماز سے فارغ ہونے کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں ایک عورت کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے ایک کھجور اُٹھائی اور مجھے دے دی اور باقی کھجور میں نمازیوں میں تقسیم کر دی۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ زبان پر کھجور کا ذائقہ اور اس کی شیرینی اور مٹھاس موجود ہے جب میری آنکھ کھلی تو اس وقت نماز فجر کا وقت ہو چکا تھا میں فوراً مسجد نبوی پہنچا تو دیکھا کہ فاروق اعظم نماز پڑھا رہے ہیں نمازیوں کی امامت کر رہے ہیں میں بھی جماعت میں شامل ہو گیا جماعت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے جس طرح میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا اسی درمیان ایک عورت کھجور لے کر حضرت عمر کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی اس میں سے ایک کھجور حضرت عمر نے مجھے دی اور باقی کھجور میں نمازیوں کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ میں نے حضرت عمر سے کہا اے امیر المومنین! ایک کھجور مجھے اور دے دیتے تو کیا بات تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی! سنو اگر رات کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو دوسری کھجور عنایت فرماتے تو میں بھی آپ کو دوسری کھجور دے دیتا۔

جب سرکار مدینہ ﷺ نے نہ دی تو میں کیسے دے سکتا ہوں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے عمر! خواب کا واقعہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے علی! بندہ مومن اپنی فراست ایمانی سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے، نور ایمان سے سب کچھ معلوم کرلیتا ہے، معرفت الٰہی سے سب کچھ معلوم کرلیتا ہے۔

حضرت عمر کی رائے

محترم سامعین کرام! آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہو گا آپ حدیث شریف کو پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے سب سے اہم ہوا کرتی تھی۔ ایک بات اور آپ کے سامنے بتا دینا چاہتا ہوں ایک بات اور آپ کے سامنے پیش کر دینا چاہتا ہوں آج کے اس دور میں لوگ دوسروں سے مشورہ لینا عیب سمجھتے ہیں۔ دوسروں سے مشورہ لینا اپنے لئے ہتک کی بات تصور کرتے ہیں دوسروں سے رائے مشورہ کرنا اپنے لئے بے عزتی کی بات تصور کرتے ہیں۔

محترم حضرات! ایسا ہرگز نہیں ہے آپ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ صلاح و مشورہ کرنا سنت الٰہی ہے صلاح و مشورہ کرنا سنت مصطفویہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا بنانے سے پہلے فرشتوں سے مشورہ کیا۔ حضور اقدس ﷺ ہر معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے صلاح و مشورہ لیا کرتے تھے آپ بھی جب کوئی کام کریں تو اپنے گھر والوں سے صلاح و مشورہ لیا کریں اپنے بال بچوں سے صلاح و مشورہ لیا کریں۔ اپنے دوست و احباب سے صلاح و مشورہ لیا کریں۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن مجید کی مختلف آیتیں آپ کی

رائے کی تصدیق کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی معاملے میں لوگوں کی رائے الگ ہوتی اور حضرت عمر کی رائے الگ ہوتی تو قرآن مقدس کی آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، آپ کی بارگاہ میں ہر طرح کے لوگ حاضر ہوتے ہیں، آپ کی بارگاہ میں ہر طرح کے لوگ شرف یاب ہونے کے لئے آتے ہیں اور آپ کی خدمت میں ازواج مطہرات بھی حاضر ہوتی ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ ان کو پردہ کرنے کا حکم فرمائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس گزارش کے بعد ازواج مطہرات کے پردہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

آپ کتاب کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا آپ تاریخ پر نظر ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ پہلی شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا پینا اور ہمبستری کرنا صرف عشا کی نماز تک جائز تھا اور عشا کی نماز کے بعد یہ چیزیں ناجائز ہو جاتی تھیں عشا کی نماز کے بعد یہ چیزیں حرام ہو جاتی تھیں یہ حکم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ تک باقی رہا۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رمضان شریف کی رات میں عشا کی نماز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہمبستری ہوگئی جس پر وہ بہت نادم ہوئے جس پر وہ بہت شرمندہ ہوئے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پورا واقعہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھ سے ایسی غلطی سرزد ہوگئی ہے تو اس پر یہ

آیت کریمہ نازل ہوئی۔ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ ۔

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ رمضان شریف میں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں سے ہمبستری کرنا تمھارے لئے حلال ہو گیا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک غلطی کی وجہ سے قیامت تک مسلمانوں کے لئے کتنی بڑی رخصت مل گئی۔

منافق کا انجام

محترم سامعین بشر نامی ایک منافق تھا وہ دل سے اللہ و رسول کو نہیں مانتا تھا ایک مرتبہ ایک یہودی سے اس کا جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا چلو فیصلہ کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلتے ہیں وہ جو فیصلہ سنا دیں ہم تسلیم کرلیں گے لیکن اس منافق نے دل میں یہ خیال کیا کہ حضور تو کسی کی طرفداری نہیں کریں گے وہ حق فیصلہ سنا دیں گے اور میرا مقصد حل نہیں ہو گا وہ منافق ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے باوجود کہا کہ ہم کعب ابن اشرف یہودی کے پاس چلتے ہیں انھیں کو اپنا حکم منائیں گے وہ یہودی جانتا تھا کہ کعب یہودی ضرور ہے لیکن ہے رشوت خور اور جو رشوت کھاتا ہے وہ حق فیصلہ کیا کر سکتا ہے؟ وہ یہودی ضد کرنے لگا کہ میں تو فیصلہ کے لئے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی جاؤں گا مجبوراً اس منافق کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آنا پڑا۔

نبی دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کا بیان سننے کے بعد حق فیصلہ کرتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔ فیصلہ سننے کے بعد وہ منافق پھر ضد کرنے لگا کہ

حضرت عمر کے پاس چلو اس منافق کو یہ گمان تھا کہ حضرت عمر مومنوں کے ساتھ نرمی برتتے ہیں اور یہودیوں کے ساتھ سختی برتتے ہیں لہذا میرے حق میں فیصلہ دیں گے یہودی نے کہا جب تمھارے نبی نے فیصلہ سنا دیا تو اب دوسروں کے پاس جانے کی ضرورت کیا ہے لیکن وہ منافق ضد کر کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔

یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کے نبی ہم دونوں کا فیصلہ کر چکے ہیں اور یہ ماننے کو تیار نہیں ہے اب آپ کے پاس لائے ہیں اتنا سننا تھا کہ فاروق اعظم جلال میں آ گئے اور کہا کہ میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں گھر سے تلوار لا کر اس منافق کی گردن اڑا دیئے اور ارشاد فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کو نہ مانے اس کے لئے میرا یہی فیصلہ ہے پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کی خبر لگی کہ حضرت عمر نے اس مسلمان کو قتل کر دیا ہے جو حضور کی بارگاہ میں فیصلہ کرانے کے لئے آیا تھا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے عمر سے ایسی امید نہیں ہے کہ کسی مومن کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تائید کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اے محبوب تمھاری رب کی قسم وہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ تسلیم کر لیں پھر جو کچھ تم فرما دو اپنے دلوں میں اسے رُکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں اس سے پتہ چلا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جس کو قتل کیا وہ مسلمان ہی نہیں تھا اس بات کی تصدیق قرآن نے کر دی۔

اللہ کا دشمن

تاریخ الخلفا میں یہ بیان موجود ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن ابو یعلی بیان فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہنے لگا کہ جبرئیل فرشتہ جس کا تذکرہ تمھارے نبی کرتے ہیں جس کا ذکر تمھارے رسول کرتے ہیں وہ ہمارا سخت دشمن ہے اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اس کے رسولوں کا اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ جس الفاظ کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودی کو جواب دیا بالکل وہی الفاظ کے ساتھ قرآن مجید کی آیت کریمہ نازل ہوئی آپ قرآن کھول کر دیکھئے پہلا پارہ ۱۲رواں رکوع سورۃ بقرہ میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ مَن كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ﴾

آیت کے الفاظ وہی ہیں جن الفاظ میں فاروق اعظم نے یہودی کو جواب دیا تھا یہ ہے عظمت فاروق اعظم۔

قبول اسلام کا واقعہ

معزز سامعین کرام! تاریخ الخلفا اور دیگر تاریخ کی کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے میں مختصر انداز میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کی وجہ سے دن بدن مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اسلام کا دائرہ وسیع ہو رہا تھا ایمان کی روشنی پھیل

رہی تھی کفار مکہ پریشان تھے روز روز میٹنگیں ہورہی تھیں آپس میں صلاح ومشورہ کیا جارہا تھا کہ آخر اس کا کیا حل نکلے کہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہوں اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑیں روز کفار قریش کی میٹنگ ہوتی اور اس میں یہ طے پاتا کہ معاذ اللہ صدبار معاذ اللہ محمد کو قتل کر دیا جائے مگر سوال پیدا یہ ہوتا کہ ان کو قتل کون کرے۔

مجمع میں اعلان ہوا کہ ہے کوئی بہادر، جوان کو قتل کر دے، ہے کوئی جانباز، جو محمد کو قتل کر دے۔ پورا مجمع خاموش رہا مگر حضرت عمر نے کہا کہ میں ان کو قتل کر سکتا ہوں لوگوں نے کہا بے شک تم بہادر ہو یہ کام تم ہی کر سکتے ہو پھر حضرت عمر اٹھے اور تلوار لے کر چل دیئے۔

راستے میں ایک شخص ملا انھوں نے پوچھا اے عمر! کہاں جارہے ہو؟ کہا میں محمد عربی کو قتل کرنے جارہا ہوں اس شخص نے کہا کہ ان کو قتل کرنے کے بعد تم بنی ہاشم سے کس طرح بچ پاؤ گے ؟ وہ تمہیں ان کے بدلے میں قتل کر دیں گے یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بگڑ گئے اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے تم نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے لاؤ میں پہلے تم کو ہی قتل کر دیتا ہوں اور حضرت عمر نے تلوار کھینچ لی اس شخص نے جواب دیا ہاں میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور انھوں نے بھی اپنی تلوار میانسے باہر کر لی اس شخص نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمھاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمھارے بہنوئی سعید بن زید دونوں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر کو اور زیادہ غصّہ پیدا ہو گیا اور سیدھا اپنی بہن کے گھر پہنچے وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ دروازہ بند کئے ہوئے دونوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولنے کو کہا ان کی آواز سن کر حضرت خباب

رضی اللہ عنہ گھر کے ایک کونے میں چھپ گئے بہن نے دروازہ کھولا آپ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ یہ آواز کس کی تھی؟

آپ کے بہنوئی بات کو ٹال دیئے اور کوئی واضح جواب نہ دیئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا ہے بہنوئی نے جواب دیا باپ دادا کا دین باطل ہے دوسرا دین حق ہے۔ یہ سنا تھا کہ حضرت عمر بہنوئی پر بے تحاشہ ٹوٹ پڑے اور زمین پر چیخ کر خوب مارا ان کی بہن چھڑانے کے لئے دوڑیں تو ان کے منہ پر ایسا گھونسہ مارا کہ خون سے تر بتر ہو گئیں آخر وہ بھی حضرت عمر کی بہن تھیں وہ بھی نڈر اور بہادر تھیں کہنے لگیں اے عمر اسن لو! تم ہم کو اس وجہ سے مار رہے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں کان کھول کر سن لو تم مار مار کر ہمارے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ نکال لو لیکن ہمارے دل سے ایمان ہر گز نہیں نکال سکتے ہو۔

میں گواہی دیتی ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں بے شک ہم مسلمان ہو گئے ہیں تم سے جو ہو سکے کر لو۔ بہن کا سخت جواب سن کر، بہن کا کرارا جواب سن کر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا آپ نے نرمی سے کہا اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تم پڑھ رہے تھے تاکہ میں بھی اس کو پڑھوں آپ کی بہن نے سخت انداز میں کہا تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا پھر کتاب پڑھی جب اس آیت پر پہنچے "بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو اس آیت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل سے

تاریکی دور کر دی اور نور ایمان کی روشنی جلادی۔

حضرت عمر نے کہا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے چلو جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ باہر نکل آئے اور کہا اے عمر! میں تم کو خوش خبری دیتا ہوں کہ جمعرات کی شب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا الہ العالمین عمر اور ابوجہل میں سے جو تجھے محبوب اور پیارا ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما معلوم ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا تمھارے حق میں قبول ہو گئی ہے۔

محترم حضرات! میں گفتگو یہیں ختم کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالی آپ کو اور ہم کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو کچھ کہنے اور سننے میں غلطی اور لغزش ہوئی ہو اللہ پاک معاف فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

☆☆☆



حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَ سَيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْنِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ۔

محبان گرامی و قار! شمع رسالت کے پروانوں بادۂ توحید کے متوالو گفتگو سے پہلے ایئے ہم اور اپ انتہائی خلوص و محبت عقیدت و احترام کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر اس بھیک دینے والے داتا و آقا مدنی تاجدار دونوں عالم کے مالک و مختار ہم غریبوں کے غم خوار سید ابرار و اخیار آقائے نامدار شہنشاہ ذی و قار نائب پروردگار گلشن ہستی کے اولین فصل بہار انیس الغریبین مراد المشتاقین جان عالمین سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ کملی والے مصطفیٰ محمد عربی روح فدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہدۂ درود سلام پیش کرنے کی سعادت کریں۔

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما، نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما۔

محترم سامعین! ابھی ابھی جو میں نے خطبہ مسنونہ کے بعد آیت کریمہ کی تلاوت پیش کی ہے وہ آیت کریمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تعلق سے نازل ہوئی۔

آج میرا عنوان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت ہے۔ آج کا میرا موضوع حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں امام عشق و محبت امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

قرآن مقدس کی یہ آیت کریمہ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰه، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر اسلام کے لئے مسلمان سپاہیوں کے لئے اللہ کی راہ میں لڑنے والوں کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے والوں کے لئے اللہ کی راہ میں اپنی گردن کٹانے والوں کے لئے راہ خدا میں شہید ہونے والوں کے لئے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثاروں کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ سامان کے ساتھ پیش کئے ایک ہزار اونٹ سامان کے ساتھ راہ خدامیں دے دیئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درہم اس موقع پر صدقہ کئے اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے اس میں سے میں چار ہزار درہم اپنے اہل وعیال کے لئے چھوڑ دیا اور چار ہزار درہم آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو تم نے رکھے اور جو تم نے دیئے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے وہ جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دینے کے بعد

احسان نہیں کرتے اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں ان کا اجر و ثواب اللہ کے پاس ہے اور نہ انھیں کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔اس آیت کریمہ میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مال خرچ کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ شان عثمان غنی ہے کہ ان کے صدقہ و خیرات کا تذکرہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا تذکرہ اللہ کی راہ میں مال قربان کرنے کا تذکرہ قرآن مقدس میں ہے۔

ذالنورین کالقب

محترم سامعین !آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوگا، آپ حدیث کی کتابوں کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا، آپ سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مقام کافی بلند و بالا ہے مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں بھی آپ کا نام عثمان تھا اور زمانہ اسلام میں بھی آپ کا نام عثمان تھا آپ کا سلسلہ نسب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عبد مناف میں مل جاتا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک مبارک لقب ”ذوالنورین ہے جس کا مطلب ہے دو نور والے علمائے کرام نے ذوالنورین کی الگ الگ تشریح کی ہے علمائے کرام نے ذوالنورین کا مطلب الگ الگ بیان کیا ہے بعض علما کہتے ہیں جب آپ جنت میں داخل ہوں گے اس وقت دو مرتبہ نورانی تجلیاں ظاہر ہوں گی اس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ آپ نماز وتر میں پورا قرآن ختم کر دیا کرتے تھے ایک نور تر ہے اور دوسرا نور قرآن مقدس ہے اس لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ بعض علماء بیان فرماتے ہیں کہ آپ اولین مسلمانوں میں سے ہیں آپ نے دونوں قبلوں کی

طرف نماز پڑھی ہے اس لئے آپ ذوالنورین کہلاتے ہیں۔ زیادہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے یہ باعث اعجاز اور فخر کی بات ہے آپ تاریخ کا مطالعہ کریں انبیائے کرام کی سیرت کو پڑھیں حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام کی زندگی کو دیکھیں اس دار گیتی پر کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام اور رسولان عظام تشریف لائے ان میں سے صاحب اولاد بھی تھے کوئی لڑکے والے تھے کوئی لڑکی والے بھی تھے کوئی نبی لڑکے کے والد تھے کوئی نبی لڑکی کے والد تھے کوئی نبی لڑکے اور لڑکی کے والد تھے لیکن کسی بھی نبی نے کسی کو یکے بعد دگر دو لڑکیاں نکاح میں نہیں دیا کسی بھی رسول نے فرد واحد سے اپنی دو بیٹی کا نکاح نہیں کیا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ روئے زمین پر کوئی بھی شخص نبی کی دو صاحبزادیوں کو اپنے نکاح میں نہیں لایا یہ شرف صرف اور صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ نبی نہیں بلکہ نبیوں کے نبی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں آپ کی نکاح میں آئیں اسی لئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی ارشاد فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

محترم حضرات! بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی ہے بات یہیں تک محدود نہیں ہے آیئے اس کے آگے ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماعت فرمائیے حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اگر میری چالیس

لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا یہاں تک کہ کوئی لڑکی باقی نہ رہتی۔ بیہقی نے اپنے سنن میں لکھا ہے کہ عبداللہ ضعفی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعلی نے دریافت کیا کہ تمھیں معلوم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کا لقب کیوں ملا؟ میں نے کہا نہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں آئیں گی اس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

قبول اسلام

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کر لئے تھے مؤرخین کا بیان ہے کہ صدیق اکبر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر لئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب اسلام لے آئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب اسلام قبول کر لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب اسلام کے دامن میں آ گئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تو آپ کا پورا خاندان بھڑک اُٹھا آپ کا پورا خاندان ناراض ہو گیا آپ کا پورا خاندان آپ سے ناراضگی کا اظہار کرنے لگا آپ کا پورا خاندان برہم ہو گیا آپ کا پورا خاندان سخت دست کہنے لگا۔ آپ کے چچا حکم ابن ابی العاص اس قدر سخت ناراض ہوئے اس قدر برہم ہوئے اتنا سخت غصہ ہوئے کہ آپ کو پکڑ کر رسی سے باندھ دیا اور سخت وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ تم نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر لیا

ہے تم نے اپنے آباواجداد کے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرلیا ہے تم اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک کر کے ایک دوسرے دین میں داخل ہو گئے ہو جب تک تم اس نئے دین کونہیں چھوڑو گے جب تک تم اس نئے مذہب کونہیں چھوڑو گے جب تک تم اس دین کوترک نہیں کرو گے میں تمہیں اس طرح باندھ کر رکھوں گا یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پُرجوش انداز میں فرمایا: وَاللهِ لَا آدَعَهُ أَبَدًا وَلَا أُفَارِقَهُ، خدائے ذوالجلال کی قسم، رب دوجہاں کی قسم میں مذہب اسلام کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا، میں دین اسلام کو کبھی ترک نہیں کروں گا میں مذہب اسلام سے جدانہیں ہوسکتا ہوں اور نہ میں اس نعمت سے دست بردار ہوسکتا ہوں تم میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردو میرے اعضا کو الگ الگ کردو میری گردن ماردو میری جان لے لو۔

فرشتے حیا کرتے ہیں

محترم سامعین ! بلا شبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان کافی بلند و بالا ہے انکا مقام کافی اونچا ہے آئیے مشکوۃ شریف کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کے سامنے پیش کروں ایک مرتبہ دورد شریف کا ہدیہ پیش کریں پھر اپنی گفتگو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

الله رب محمد صلى عليه و سلما نحن عباد

محمد صلى عليه و سلما

مشکوۃ شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ تاجدار عرب وعجم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیے ہوئے اپنے دولت کدے پر آرام فرماتے تھے اور آپ کی پنڈلی سے کپڑا ہٹا ہوا تھا اسی

دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب فرمائی اور اندر آکر بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر کرم فرماتے ہوئے انھیں بھی اجازت دی وہ بھی اندر آکر بیٹھ گئے اور گفتگو کرنے لگے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی فوراً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلی مبارک کو ڈھانپ لیا پھر حضرت عثمان غنی کو اندر آنے کی اجازت دی جب سبھی حضرات تشریف لے گئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے کہ میرے والد صاحب آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے اور اپنی پنڈلی کو بھی نہیں ڈھانپا فاروق اعظم تشریف لائے تو بھی آپ اسی طرح لیٹے رہے اور پنڈلی کھلی رہی لیکن جب عثمان غنی آئے تو آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلی کو ڈھانپ لیا۔ اللہ کے حبیب تاجدار عرب وعجم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ !سنو اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

جنت کا چشمہ

محترم سامعین !اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے میں ذرا بھی دریغ نہیں کیا کرتے تھے دل کھول کر راہ خدا میں مال لٹاتے راہ خدا میں اپنا مال خرچ کرکے خوش ہوتے تھے۔ طبرانی میں یہ واقعہ ہے کہ جب کفار قریش اور کفار مکہ نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے

لگے، عرصہ حیات کو تنگ کر دیا ان ظالموں نے مسلمانوں کو خوب ستایا تو مکہ کے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے یہاں کا پانی کھارا ہونے کی وجہ سے مہاجرین کو راس نہ آیا مہاجرین کو پریشانی ہونے لگی۔ رومہ نام کا ایک چشمہ تھا جس کا پانی میٹھا تھا اس چشمے کا مالک اس چشمہ کو بیچنا چاہ رہا تھا وہ اس کی قیمت مانگ رہا تھا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا تم اپنا چشمہ میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے بدلے بیچ دو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری روزی روٹی اسی سے ہے یا رسول اللہ! میرے اہل وعیال کی کفالت اس سے ہوتی ہے یا رسول اللہ میرے بال بچوں کی معاش اسی سے ہے جب یہ خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گی تو آپ نے اس چشمہ کو ۳۵ ہزار نقد دے کر خرید لیا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح سے آپ چشمہ کے مالک سے فرما رہے تھے کہ چشمہ کے بدلے جنت کا چشمہ آپ عنایت فرمائیں گے اگر میں خرید لوں تو کیا آپ جنت کا چشمہ مجھے عنایت کریں گے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اے عثمان! اس کے بدلے میں تمہیں جنت کا چشمہ دوں گا حضرت عثمان غنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا یا حبیب اللہ! میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے اور میں مسلمانوں کے لئے وہ وقف کرتا ہوں۔

میرا ہاتھ عثمان کا ہاتھ

محترم حضرات! یہ مقام عثمان غنی ہے، یہ عظمت عثمان غنی ہے، یہ رفعت عثمان غنی ہے، یہ فضیلت عثمان غنی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ کو

عثمان غنی کا ہاتھ قرار دیا ہے۔ تاریخ الخلفا میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے بیت اللہ شریف کی حاضری کے لئے خانہ کعبہ کے دیدار کے لئے صحابہ کرام کے ساتھ مکہ معظّمہ روانہ ہوئے راستے میں مقام حدیبیہ میں آپ نے قیام فرمایا صحابہ کرام نے پڑاؤ ڈالا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا قاصد بنا کر اپنا نقیب بنا کر اپنا پیامبر بنا کر کفار قریش کے پاس بھیجا، کفار مکہ کے پاس روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ جا کر ان سے کہنا کہ ہم لڑائی کے ارادے سے مکہ نہیں آرہے ہیں۔ ہم جنگ کے ارادے سے مکہ نہیں آرہے ہیں ہم جنگ و جدال کے لئے مکہ نہیں آرہے ہیں ہم جہاد کے لئے مکہ نہیں آرہے ہیں ہم تو صرف عمرہ کے لئے مکہ آرہے ہیں جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ پہنچ کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام قریش مکہ کو بتایا تو انھوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم محمد ابن عبد اللہ کو اس سال مکہ نہیں آنے دیں گے۔ قریش مکہ نے حضرت عثمان غنی سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں بغیر تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کروں گا پھر وہاں سے مکہ کے مسلمانوں کے پاس آئے اور کہا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ فتح ہونے کی بشارت دی ہے۔ صحابہ کرام حضرت عثمان غنی کے متعلق یہ فرمانے لگے کہ حضرت عثمان غنی بڑے خوش نصیب ہیں کہ مکہ پہنچ گئے ہیں خانہ کعبہ کی زیارت کر رہے ہوں گے خانہ خدا کا طواف کر رہے ہوں گے یہ سن کر تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے بغیر عثمان خانہ کعبہ کا طواف نہیں کریں گے۔ مکہ معظّمہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس آنے میں دیر ہوگئی تو صحابہ کرام میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ کفار قریش نے

حضرت عثمان غنی کو شہید کر دیا ہے اس بات سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا تا جدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے جہاد میں ثابت قدم رہنے کے لئے بیعت لی اس بیعت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور میں عثمان سے بھی بیعت لیتا ہوں۔ محترم حضرات! آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت عثمان غنی کس قدر خوش نصیب ہیں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمان غنی کا ہاتھ قرار دے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک کے مبارک ہاتھ کو قرآن مقدس میں اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔

ایک نکتہ

برادران اسلام! ایک نکتہ کی طرف آپ کا ذہن مبذول کرانا چاہتا ہوں ذرا آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ جب صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان غنی کتنے خوش نصیب ہیں کہ مکہ پہنچ گئے ہیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا میرا عثمان میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان غنی کے عشق سے واقف تھے اللہ کے رسول عثمان غنی کی محبت سے واقف تھے اللہ کے نبی حضرت عثمان غنی کی چاہت سے واقف تھے اور آپ جانتے تھے کہ میرا چاہنے والا میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا مجھ سے محبت کرنے والا میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا میرا عاشق میرے بغیر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا میرا جاں نثار میرے بغیر خانہ کعبہ کا

طواف نہیں کرے گا ادھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کفار قریش نے پیش کش کی، کفار مکہ نے دعوت دی اگر تم چاہو تو خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہو عثمان غنی حدیث سے واقف تھے، عثمان غنی قرآن کو جانتے تھے، حدیث میں کہیں نہیں ہے کہ بغیر رسول کے آپ خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ بغیر نبی کے آپ خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتے لیکن ایک عاشق رسول جانتا ہے کہ بغیر رسول کے میں خانہ کعبہ کا طواف کیسے کر سکتا ہوں ایک رسول کا چاہنے والا جانتا ہے کہ بغیر رسول کے وہ خانہ کعبہ کا طواف کیسے کر سکتا ہے۔ اس لئے عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کفار قریش کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور خانہ کعبہ کے طواف کرنے سے انکار کر دیا حضرت عثمان کو یقین کامل تھا کہ یہ تو صرف کعبہ ہے کعبے کا کعبہ تو مدینہ منورہ میں ہے اس لئے امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

ہر قدم پر ایک غلام

میرے بزرگو اور دوستو! جامع المعجزات کے حوالے سے ایک واقعہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے غریب خانے میں تشریف لائیں یا رسول اللہ! آپ اپنا قدم مبارک میرے گھر پر رکھیں تا کہ میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھوں تا کہ میرے مقدر کا ستارہ بلند ہو جائے سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی دعوت قبول فرمالی اور صحابہ کرام کے ساتھ عثمان غنی کے گھر کی طرف تشریف لے چلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ساتھ ایک خادم کی طرح چل رہے ہیں اور پیچھے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک قدم مبارک کو گن رہے ہیں حضور کے قدم مبارک کو شمار کررہے ہیں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اے عثمان! یہ تم کیا کررہے ہو؟ میرے ہر ہر قدم کو کیوں گن رہے ہو؟ آخر میرے قدم کو گننے کی کیا وجہ ہے؟ کس مقصد کے لئے میرے قدم کو شمار کررہے ہو؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دست بستہ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ میرے غریب خانے میں تشریف لے جارہے ہیں تو میں چاہتا ہوں آپ کے استقبال میں، آپ کی تعظیم وتوقیر میں، آپ کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کروں اسی لئے میں آپ کے قدم مبارک کو گن رہا ہوں اور حضرت عثمان غنی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کردیا۔

عثمان غنی کی سخاوت

حضرت عبد الرحمٰن ابن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں تاجدار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا آپ تنگ دستوں کی مدد کے لئے لوگوں کو جوش دلا رہے تھے پریشان حال لوگوں کی مدد کے لئے صاحب استطاعت کو جوش دلا رہے تھے صاحب ثروت لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے آپکی باتیں سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سو اونٹ سامان

کے ساتھ خدا کی راہ میں پیش کروں گا اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدد کے لئے ترغیب دلائی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو سو اونٹ سامان کے ساتھ راہ خدا میں نذر کروں گا۔ اس کے بعد پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سامان جنگ و اسباب کے لئے مسلمانوں کی توجہ دلائی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تین سو اونٹ سامان کے ساتھ راہ خدا میں حاضر کروں گا۔ تاجدار عرب و عجم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترتے ہوئے یہ فرما رہے تھے مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ایسا اعلیٰ ہے حضرت عثمان کا یہ عمل اللہ کے نزدیک اتنا پسندیدہ ہے حضرت عثمان کا یہ عمل اتنا محبوب ہے حضرت عثمان کا یہ عمل اللہ کے نزدیک اتنا مقبول ہے کہ ان کے درجات کی بلندی کے لئے کافی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں قحط پڑا لوگ تنگدستی اور بھوک مری میں مبتلا ہو گئے لوگ مالی بحران کا شکار ہو گئے لوگوں کے گھروں میں اناج ختم ہو گیا اس قحط سالی کے دور میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غریبوں کی مدد کے لئے ایک ہزار دینار لائے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دیناروں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے اور زبان مبارک سے فرما رہے تھے۔ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملہ کو دوبارہ ارشاد فرمایا اس جملہ کا مطلب یہ ہوتا ہے اس جملہ کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر حضرت عثمان

غنی رضی اللہ عنہ سے آج کے بعد کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو یہ ان کا عمل اس غلطی کا کفارہ بن جائے گا۔

اُحد پہاڑ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے اچانک احد پہاڑ ہلنے لگا تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ اُحد پہاڑ کو ٹھہرنے کا حکم دیا اُثْبُتْ أُحدْ مَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ اَوْصِدِيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ ۔ اے اُحد پہاڑ ٹھہر جا کیا تجھے معلوم نہیں ایک نبی ہیں ایک صدیق ہیں اور دو شہید موجود ہیں پہاڑ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پہاڑ پر بھی چلتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسوں پہلے علم غیب سے بتا دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہونے والے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پختہ یقین تھا کہ میں ایک روز ضرور راہ خدا میں شہید ہو جاؤں گا کیونکہ پہاڑ اپنی جگہ سے مل سکتا ہے دریا کا رُخ بدل سکتا ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا اس میں کوئی تبدیلی نہیں اس میں کوئی تغیر نہیں اللہ کے رسول نے جو فرما دیا وہ ہو کر رہنا ہے اس لئے آپ اپنی شہادت کا انتظار فرما رہے تھے اس لئے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

ایک درخت کے بدلے ایک باغ

محترم سامعین ! تفسیر روح البیان کے حوالے سے یہ واقعہ آپ کو سنا رہا ہوں صاحب تفسیر روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

کہ مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا اپنے نفاق کو چھپا کر رکھا تھا اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھا تھا بغض و عناد کو ظاہر نہیں کیا تھا اس منافق کا ایک درخت تھا جو ایک انصاری کے گھر پر جھکا ہوا تھا اس درخت کا پھل انصاری کے مکان میں گرتا تھا جس سے انصاری کو تکلیف ہوتی تھی انصاری نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس درخت کا ذکر کیا اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس منافق کو بلا کر کہا کہ تم اپنا درخت انصاری کے ہاتھ بیچ دو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں درخت عطا فرمائے گا مگر اس منافق نے درخت بیچنے سے انکار کر دیا اس ایک نبی ہیں ایک صدیق ہیں اور دو شہید موجود ہیں پہاڑ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پہاڑ پر بھی چلتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برسوں پہلے علم غیب سے بتا دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہونے والے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پختہ یقین تھا کہ میں ایک روز ضرور راہ خدا میں شہید ہو جاؤں گا کیونکہ پہاڑ اپنی جگہ سے مل سکتا ہے دریا کا رُخ بدل سکتا ہے لیکن حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا اس میں کوئی تبدیلی نہیں اس میں کوئی تغیر نہیں اللہ کے رسول نے جو فرما دیا وہ ہو کر رہنا ہے اس لئے آپ اپنی شہادت کا انتظار فرمارہے تھے اس لئے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

شہادت عثمان غنی

ابن سبا یہودی اور مروان کی شرارت سے اہل مصر اور اہل کوفہ وبصرہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور ہزاروں کی تعداد میں مدینہ منورہ آگئے صحابہ کرام نے عرض کیا اے امیر المومنین ! آپ ہم کو لڑائی کا حکم دیجئے تاکہ ہم ان کو یہاں سے مار بھگائیں آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے رب ذوالجلال کی میرے لئے تم لوگ کسی مسلمان کا ایک قطرہ خون نہ بہانا ورنہ میں قیامت میں خدا کو کیا جواب دوں گا ؟ پھر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ مکہ معظّمہ چلے جائیں یا ملک شام چلے جائیں وہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کا لشکر ہے آپ نے فرمایا دوستو! میں آخری وقت میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کو کیسے چھوڑ کر چلا جاؤں ہاں میں مسجد میں جاتا ہوں اور فرمایا اے مصری لوگو! تم لوگ مجھے قتل کیوں کرنا چاہتے ہو؟ میری عمر تھوڑی سی رہ گئی ہے میں خود بخود انتقال کر جاؤں گا۔ خدا کی قسم جب کبھی لوگوں نے کسی نبی کو قتل کیا ہے تو ہزار ہا آدمی اس کے بدلے قتل ہوئے ہیں اور میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوں میرے بدلے میں اسی ہزار قتل ہوں گے۔ خدا کی

قسم! تم تو اس وقت میری موت چاہتے ہو اور میرے قتل ہو جانے کے بعد یوں تمنا کرو گے کہ کاش عثمان کی ایک ایک سانس ایک ایک برس کے برابر ہوتی۔

بلوائیوں نے سیکڑوں کی تعداد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مکان گھیر لیا اور کہا کہ ہم ان کو بغیر قتل کئے نہیں چھوڑیں گے سب کا آمد و رفت بند کر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی کو نماز کے لئے بھی گھر سے نکلنے نہ دیا۔ یہاں تک کہ پانی بھی بند کر دیا جب اسی حالت میں سات دن گزر گئے تو حضرت عثمان غنی نے اپنے گھر کی کھڑکی سے سر نکالا اور آواز دی کہ حضرت علی ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا پھر فرمایا سعد ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا آپ نے فرمایا اے امت محمدیہ! روس و فارس کے بادشاہ بھی اگر کسی کو قید کرتے ہیں تو قیدی کو ضرور دانہ پانی دیتے ہیں اے لوگو! کیا میں تمھارا ایسا گنہگار قیدی ہوں کہ مجھے پانی بھی نہیں دیتے۔ ہے کوئی اللہ کا بندہ جو عثمان کو ایک پیالہ پانی دے بروز محشر جو مجھے حوض کوثر سے پیالہ ملے گا میں اسے دوں گا لیکن ان شقی القلب کو حضرت عثمان غنی کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔

جب یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے پانی بھرے تین مشکیزے بھجوائے مگر وہ پانی مشکل سے آپ تک پہنچا اس پانی پہنچانے کے سبب بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی غلام زخمی ہو گئے اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہوا کہ یہ فسادی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں آپ نے اپنے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم دونوں اپنی تلوار لے کر حضرت عثمان غنی کے دروازے پر پہرے داروں کی طرح ہوشیار ہو جاؤ اور کسی بھی فسادی اور بلوائی کو اندر ہرگز نہ جانے دو۔

اہل مدینہ کو بہت غصہ آیا اور اپنی تلوار لے کر حضرت عثمان غنی کے پاس آئے اور کہنے لگے ان لوگوں کی زیادتی بہت بڑھ گئی ہے اب ہمیں لڑنے کی اجازت دیجئے۔

حضرت عثمان غنی نے فرمایا تم لوگ میرے لئے اپنی جانیں ضائع نہ کرو اگر مجھے لڑنا منظور ہوتا تو اب تک ہزار ہا فوج شام اور عراق سے منگوالیتا اور آن واحد میں ان کا کام تمام کر دیتا میں لڑنا نہیں چاہتا ہوں آپ نے اہل مدینہ کو واپس کر دیا۔ جب سختی اور زیادہ کر دی گئی حضرت عثمان نے اپنا سر کھڑکی سے باہر نکالا فرمایا تم جانتے ہو جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ آئے تھے یہاں پانی بہت انمول تھا میں ایک یہودی سے ۳۵/ہزار میں ایک کنواں خرید کر تم پر وقف کیا۔ میں وہی ہوں کہ آج چالیس دن سے دانہ اور پانی کو ترس رہا ہوں میرے بال بچے پانی کے لئے ترس رہے ہیں لوگو! تم کو معلوم ہے مسجد نبوی بہت تنگ تھی میں ۲۵/ہزار میں زمین خرید کر مسجد نبوی میں شامل کی آج مجھے اسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دو گے؟ پچاس روز تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکان میں قید رہے اس عرصہ میں برابر روزہ رکھتے رہے ایک رات آپ نے خواب دیکھا کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے روضہ اقدس سے باہر تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق بھی تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عثمان کے پاس آئے اور فرمایا اے عثمان! کیا تمہیں پیاس بہت لگی ہے؟ تم نے چالیس دن تک روزہ رکھا۔ اے عثمان تم آکر ہمارے پاس روزہ کھولو گے ہم حوض کوثر سے تمہارا روزہ کھلوائیں گے اے عثمان! کل تم شہید کئے جاؤ گے۔

محمد بن ابو بکر نے جب دیکھا کہ دروازہ پر سخت پہرہ ہے اندر جانا بہت مشکل

ہے توانھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تیر چلانا شروع کر دیا جس میں سے ایک تیر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو لگ گیا اور آپ زخمی ہوگئے ایک تیر مروان کو بھی لگا محمد بن طلحہ بھی زخمی ہوگئے اور ایک تیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر کو بھی لگ گیا جب محمد بن ابوبکر نے ان لوگوں کو زخمی دیکھا تو ان کو ڈر لاحق ہوا کہ اگر بنی ہاشم حضرت امام حسن اور دیگر زخمیوں کو دیکھیں گے تو وہ بدلہ لینے پر آمادہ ہوجائیں گے اور نئ مصیبت پیدا ہوجائے گی محمد بن ابوبکر نے دو آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہمارے ساتھ چلو پڑوس کے مکان میں پہنچ کر عثمان کے گھر میں کود پڑیں گے اور انھیں قتل کر دیں گے اس کے بعد محمد بن ابوبکر دو بلوائیوں کو لے کر حضرت عثمان غنی کے گھر کی چھت پر سے اندر داخل ہوگئے اس وقت امیر المومنین کے پاس آپ کی اہلیہ نائلہ تھیں۔ سب سے پہلے محمد بن ابوبکر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑلی تو آپ نے فرمایا اگر تمھارے باپ حضرت ابوبکر صدیق تجھے میرے پاس ایسی گستاخی کرتے ہوئے دیکھتے تو کیا کہتے؟ یہ سن کر محمد بن ابوبکر نے داڑھی چھوڑ دی لیکن اس کے دونوں ساتھی آگئے ان میں سے سودان بن حمران آیا اور کہنے لگا اے عثمان تو کس دین پر ہے؟ آپ نے جواب دیا میں دین محمدی پر ہوں اس نے زور سے آپ کا گلا گھونٹا پھر ایک ظالم آپ کے پاس آیا اور آپ کے چہرہ پر طمانچہ مارا اور تلوار آپ کی جانب اُٹھائی آپ نے ہاتھ سے تلوار روکا آپ کا ہاتھ کٹ گیا آپ نے فرمایا یہ ہاتھ ہے جو وحی لکھا کرتا تھا آج راہ خدا میں کٹا ہے یہ وہ ہاتھ ہے جس کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی جس دن سے یہ ہاتھ نبی کے ہاتھ سے ملا ہے کسی گندی چیز کو نہیں چھوا۔ وہ دونوں شقی القلب حضرت امیر المومنین پر جھپٹ پڑے اور بے دردی سے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کو آپ کی شہادت کی خبر ملی سب کے ہوش اُڑ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس صورت حال سے اتنا غصہ آیا کہ اپنے بیٹے امام حسن کو ایک طمانچہ مارا اور امام حسین کے سینہ پر ایک گھونسا مارا اور کہا: كَيْفَ قُتِلَ آمِيرُالْمُؤْمِنِينَ وَأَنتُمَا عَلَى الْبَابِ۔ جب تم دونوں دروازے پر تھے تو امیر المومنین کیسے شہید کر دیئے گئے؟ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ قاتل دروازے سے نہیں داخل ہوئے تھے بلکہ پڑوس کے مکان سے کود کر آئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نائلہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ امیر المؤمنین کو کس نے شہید کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ میں ان لوگوں کو نہیں جانتی جنہوں نے امیر المؤمنین کو شہید کیا ہے البتہ ان کے ساتھ محمد بن ابوبکر تھے جنہوں نے امیر المؤمنین کی داڑھی پکڑ لی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابوبکر کو بلا کر قتل کے بارے میں ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا: نائلہ سچ کہتی ہیں بے شک میں گھر کے اندر ضرور داخل ہوا تھا لیکن جب انہوں نے میرے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو میں ان کو چھوڑ کر ہٹ گیا۔ میں اپنے اس فعل پر بہت نادم اور شرمندہ ہوں، اللہ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے امیر المؤمنین کو قتل نہیں کیا ہے۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جو دو فسادیوں نے امیر المؤمنین کو قتل کیا تھا وہ مصر کے رہنے والے تھے۔ ایک کا نام اسود اور دوسرے کا نام حمار تھا۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۸۲ سال کی عمر میں ۳۵ھ میں ماہ ذی الحجہ میں جام شہادت نوش فرمائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی ہمیں اور آپ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نقش

قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین!

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغَ۔



حضرت علی المرتضیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْ نِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ: فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم: یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ط وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ط اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا: صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ۔

محترم حضرات! ہر مقرر، ہر واعظ، ہر خطیب، ہر ادیب کسی نہ کسی آیت مقدسہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا آئیے اس کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے سے قبل تاجدار عرب و عجم، سیاح لا مکاں، مالک انس و جاں، مالک و مختار، عرب کا ناقہ سوار، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، مخزن اجناس عالیہ، معدن خصائص کاملہ، اسد میدان شجاعت، اعتدال یزدان عدالت، راحت قلوب پژمردہ، دوائے دلہائے افسردہ، شمع شبستان ماہ منور، قندیل فلک مہر انور، فاتح مغلقات حقیقت، سر اسرار طریقت، مدلول حروف مقطعات، منشائے فضل و کمالات، حجت حق الیقین، تفسیر قرآن مبین امام جماعت انبیاء، مقتدائے زمرہ اتقیاء، مظہر حالات

مضمرہ، مخبر اخبار ماضیہ، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، نیر اعظم، قائد اعظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

الله رب محمد صلی علیه و سلما نحن عباد

محمد صلی علیه و سلما

نہ ہو گا خانہ دل میں جو احترامِ علی

بروز حشر خدا لے گا انتقامِ علی

خدا کا فضل ہے سرکار کی عنایت ہے

"علی امامِ من است و منم غلامِ علی"

اٹھا کے "دوش مبارک" پہ شاہ عالم نے

بلند خوب کیا "کعبے" میں مقام علی

جو دیکھنی ہو رسائی "غلام سرور" کی

تو دیکھ لینا مصیب میں لے کے "نامِ علی"

برادرانِ اسلام! ہر مقرر ہر واعظ خطبہ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی آیت کریمہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بناتا ہے میں نے اس قانون اور ضابطے کے تحت قرآن مقدس کی ایک آیت پاک کو تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ میرا آج کا عنوان ہے عظمت

حضرت علی رضی اللہ عنہ میں آپ کے سامنے مختصر وقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ان کا مقام، ان کی عظمت، ان کی رفعت، ان کا رتبہ، ان کی شان، بیان کروں گا آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں۔

محترم سامعین! سورۂ دہر کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور آپ کی باندی فضہ کی حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ حضرات پہلے آیت کریمہ کا ترجمہ سماعت فرمائیں پھر میں آپ کو شان نزول بتاؤں گا ترجمہ یہ ہے اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے یہ تھا اس آیت کریمہ کا ترجمہ جو آپ نے ابھی سنا اب میں شان نزول بیان کرتا ہوں شان نزول یہ ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو آپکے والدین کریمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انکی صحت یابی کے لئے تین روزوں کی منت مانی کہ اے پروردگار اگر ہمارے بچے اچھے ہو گئے تو ہم تین روزے رکھیں گے یا الہ العالمین! اگر ہمارے حسن اور حسین صحت یاب ہو گئے تو تیری رضا کے لئے تین روزے رکھیں گے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دونوں بھائیوں کو شفا عطا فرمائی اور دونوں بھائی اچھے ہو گئے۔

تو اب منت پوری کرنے کا وقت آیا گھر میں افطار کا کوئی بندوبست نہیں تھا افطار کے لئے گھر میں کوئی چیز نہ تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے کچھ جو ادھار کر کے لائے تاکہ افطار کا بندوبست ہو سکے ادھار لائے ہوئے جو میں سے ایک حصہ کی روٹی

پہلے دن بنائی گئی جب افطار کا وقت آیا اور یہ حضرات افطار کے لئے بیٹھے تو ایک مسکین آیا اور کھانے کا سوال کیا اس روٹی کے علاوہ اور کوئی دوسری چیز کھانے کیلئے نہ تھی آپ نے مسکین کو واپس کرنا مناسب نہ سمجھا روٹی مسکین کو دیدیئے اور پانی سے افطار کر کے دوسرے دن کا روزہ رکھ لئے دوسرے دن اس جو میں سے دوسرے حصے کی روٹی بنائی گئی جب افطار کا وقت آیا تو ایک یتیم نے کھانے کا سوال کیا اس روٹی کے علاوہ گھر میں کچھ نہ تھا آپ نے اس یتیم کو خالی ہاتھ لوٹانا مناسب نہ سمجھا روٹی یتیم کو دیدی اور خود پانی سے روزہ افطار فرمالیا اور تیسرے دن کے لئے روزہ رکھ لیا تیسرے دن اس میں سے افطار کے لئے روٹی بنائی گئی جب افطار کا وقت آیا تو ایک قیدی نے کھانے کا سوال کیا گھر میں اس روٹی کے علاوہ کچھ نہ تھا آپ نے قیدی کو اپنے دروازے سے مایوس لوٹانا مناسب نہیں سمجھا آپ نے قیدی کو روٹی دے دی اور خود پانی سے افطار کر لئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضرت علی کی عظمت بیان کی گئی ہے آیت کریمہ میں یہ ذکر ہے کہ صرف اللہ کی محبت کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نام و نمود کے لئے نہیں لوگوں کو دکھاوا کے لئے نہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں۔ آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے یہ فرمایا۔ خداوند قدوس نے یہ بھی واضح کر دیا یہ میرے محبوب بندے کھانا کھلا کر اس کا بدلہ طلب نہیں کرتے ہیں یہ میرے محبوب بندے کھانا کھلا کر بدلہ نہیں مانگتے ہیں میرے یہ محبوب بندے کھانا کھلانے کے عوض شکر گزاری کے خواہشمند نہیں ہیں۔

برادران اسلام! قربان جائیے حضرت علی کی سخاوت پر، قربان جائیے حضرت

علی رضی اللہ عنہ کی داد و دہش پر تین دن تک خود بھوکے رہے، تین دن تک پانی سے افطار کرتے رہے لیکن اپنے دروازے سے سائل کو واپس نہیں کیا۔ خود پانی سے افطار کرتے رہے سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹائے، خود پانی سے افطار کرتے رہے سائل کو اپنے دروازے سے مایوس نہ کیا۔ خود پانی سے افطار کرتے رہے سائل کا دامن مراد بھر دیا۔ خود تین دن تک بھوکے رہے لیکن سائل کو بھوکے نہ رہنے دیا۔ خود تین دن سے پانی سے افطار کرتے رہے لیکن بھکاری کو بھوکے نہ رکھا یہ ہے حضرت علی کی شان، یہ ہے حضرت علی کی عظمت، یہ ہے حضرت علی کا مقام، یہ ہے کہ حضرت علی کا تقویٰ، یہ ہے حضرت علی کی سخاوت۔

جامع کمالات

محترم سامعین! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار خوبیاں اللہ نے عطا کی تھیں آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا شوہر نامدار ہیں، آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چچا کے بیٹے ہیں۔ آپ شیر خدا ہیں۔ آپ فاتح خیبر ہیں۔ آپ خلیفہ رسول ہیں، آپ امام حسن اور امام حسین کے والد گرامی ہیں۔ آپ صاحب ذوالفقار ہیں۔ آپ صاحب شجاعت ہیں، آپ صاحب سخاوت ہیں، آپ صاحب کرامت ہیں، آپ صاحب فصاحت ہیں، آپ صاحب بلاغت ہیں، آپ صاحب ریاضت ہیں آپ صاحب خطابت بھی ہیں۔ آپ صاحب علم بھی ہیں۔ آپ صاحب علم بھی ہیں اور آپ کی سب سے بڑی شان یہ ہے کہ آپ کی پیدائش ہوئی تو خانہ کعبہ میں اور شہادت ہوئی تو مسجد میں۔

پیدائش کی بشارت

محترم حضرات! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل آپ کے والد گرامی کو آپ کی ولادت کی خوشخبری مل چکی تھی حضرت مشرم یمن کے زاہدوں میں سے تھے آپ کی عمر ایک سو نوے سال تھی آپ مستجاب الدعوات تھے آپ کی ہر دعا قبول ہوتی تھی ایک دن آپ نے رب کی بارگاہ میں دعاء کی اے رب العالمین! اے پروردگار عالم، اپنے حبیب آخری نبی کے کسی قریبی رشتہ دار سے میری ملاقات کرادے آپ کی یہ دُعا قبول ہوگئی۔ حضرت ابو طالب یمن کے سفر پر آئے تو حضرت مشرم سے ملاقات ہوگئی دوران گفتگو حضرت مشرم نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہے آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ آپ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں ابو طالب نے جواب دیا میرا نام ابوطالب ہے مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں قبیلہ بنی ہاشم سے تعلق رکھتا ہوں میرے والد کا نام عبد المطلب ہے اتنا سننا تھا کہ حضرت مشرم بہت خوش ہو گئے اور فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری دُعا قبول فرمائی اور آپ کی زیارت کرادی۔ میری بات آپ توجہ سے سنیں میں نے پہلے کی کتابوں میں پڑھا ہے حضرت عبدالمطلب کے دو پوتے ہوں گے ان میں سے ایک نبی برحق ہوگا اس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور دوسرا ولی کامل ہوگا اس کے باپ کا نام ابوطالب ہوگا جب وہ نبی تیئیس سال کے ہوں گے اس وقت وہ ولی کامل پیدا ہوگا ابوطالب نے کہا کہ وہ نبی برحق پیدا ہو چکے ہیں اور ان کی عمر ۲۹ سال ہے حضرت مشرم نے کہا ابو طالب تمھیں مبارک ہو اس سال تمھیں بیٹا پیدا ہوگا جو مومنوں کے پیشوا ہوں گے، متقیوں کے امام ہوں گے اے ابوطالب! جب تم مکہ مکرمہ پہنچو تو اپنے بھتیجے نبی برحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور

یہ بھی عرض کرنا کہ مشرم آپ کے غائبانہ آپ کے عقیدت مندوں میں سے ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ یہ باتیں سن کر ابوطالب نے حضرت مشرم سے کہا کہ آپ مجھے کوئی کرامت دکھائیں تو آپ کی باتوں کو تسلیم کروں حضرت مشرم نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں بتائیں میں جو دعا کروں گا مجھے امید ہے کہ میرا رب ضرور قبول کرے گا۔ ابوطالب نے ایک سوکھے انار کے درخت کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ دُعا کریں کہ یہ درخت تر و تازہ ہو کر پھل دے حضرت مشرم نے دعا کی تو وہ سوکھا درخت تر و تازہ ہو کر پھل دے دیا حضرت مشرم کی پیشین گوئی کے مطابق اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

پیدائش کعبہ میں

محترم حضرات! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رب نے یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں جلوہ فرما تھے طواف کے دوران آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد کو دردزہ محسوس ہوا اور طواف کے چوتھے چکر میں آپ کو تکلیف کا احساس زیادہ ہونے لگا تو آپ نے یہ دعا کی! پروردگار عالم بچے کی ولادت میرے لئے آسان فرما دے اچانک خانہ کعبہ کی دیوار شق ہو گئی اور آپ اس میں تشریف لے گئیں خاندان کے لوگوں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر آپ نہ ملیں لوگ حیران تھے کہ کہاں چلی گئیں سب لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہمیں عرض کیا کہ آپ کی چچی صاحبہ کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا آپ لوگ اطمینان رکھیں وہ

جہاں بھی ہیں خیریت سے ہیں اور انشاء اللہ وقت آنے پر خیریت سے واپس آجائیں گی حکم الٰہی نہیں ہے کہ راز کو ظاہر کیا جائے۔

چوتھے دن حضرت فاطمہ بنت اسد اپنے لخت جگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر خانہ کعبہ سے باہر آئیں آپ کے پدر بزرگوار ابو طالب آگے بڑھے بچے کو گود میں لیا سینے سے لگایا پیار کیا پیشانی کو بوسہ دیئے لیکن بچے کے چہرے پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں دل ڈوب گیا حیران ہو گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا میرا بچہ ہر طرح خیریت سے ہے بالکل ٹھیک ہے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے جس سے مجھے پریشانی ہو رہی ہے میرے خدشات بڑھ رہے ہیں ایسا تو نہیں کہ بچہ آنکھ سے محروم ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فوراً بچہ کو اپنی گود میں لیا پیار کیا اور اپنے چا ابو طالب سے فرمایا چچا جان دیکھئے بچے نے دونوں آنکھیں کھول رکھی ہیں ابو طالب نے دیکھا تو واقعی بچے نے دونوں آنکھیں کھول رکھی تھیں اور ٹکٹکی باندھ کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت کر رہے تھے۔ پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بچے کو غسل دیا پھر کپڑا پہنایا اپنی گود میں لے کر اپنی زبان مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ میں رکھ دی اور حضرت علی شیر خدا فاتح خیبر رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک کو دیر تک چوستے رہے اور چہرہ مبارک کی زیارت فرماتے رہے۔

ایک مرتبہ تاجدار عرب و عجم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! جب تم پیدا ہوئے تو تم نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی تھیں جب میں نے گود میں لیا تو تم نے فوراً آنکھیں کھول دیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری تمنائی تھی، یارسول اللہ میری خواہش یہ تھی، یارسول اللہ میرا ارمان یہ تھا، یاحبیب اللہ میری آرزو یہ تھی کہ جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ کسی کی اور گلشن پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ دنیا کی خوبصورتی پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں اپنی آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ دنیا کی بہاروں پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ کسی پھول کی رنگت پر نہ پڑے، جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ کسی انسان کے چہرے پر نہ پڑے جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو میری نگاہ میرے ماں باپ کے چہرے پر نہ پڑے یارسول اللہ میری دلی خواہش یہ تھی کہ جب دنیا میں آنکھیں کھولوں تو سب سے پہلے حبیب خدا کے چہرے کی زیارت کروں یارسول اللہ میری تمنا یہ تھی جب میں دنیا میں آنکھیں کھولوں تو سب سے پہلے آخری نبی کے رخ زیبا کی زیارت کروں یاحبیب اللہ میری آرزو یہ تھی کہ جب دنیا میں آنکھیں کھولوں تو سب سے پہلے آپ کے مبارک چہرے کو دیکھوں اس لئے جب میں ماں کی گود میں تھا آنکھیں بند رکھا جب میں اپنے والد کی گود میں تھا آنکھیں بند رکھا جب آپ کی گود مبارک میں آیا تو اپنی آنکھیں کھول دیں۔

علی نام رکھتا ہوں

محترم سامعین کرام! یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ آپ کی پرورش سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی آپ کا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رکھا آپ کی تعلیم و تربیت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی آپ کی

پرورش حضور ﷺ کے زیر سایہ ہونے لگی آنکھ کھلتے ہی مصطفیٰ جان رحمت کا چہرہ دیکھا۔

آقائے دو جہاں کی باتیں سنیں، محبوب خدا کی عادتیں سیکھیں، اس لئے آپ نے کبھی بت پرستی نہ کی آپ کا دامن بت پرستی سے پاک رہا اسی وجہ سے کرم اللہ وجہ آپ کو لقب ملا۔ نبی دو جہاں ﷺ نے اپنی چچی اور چچا سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ اس کا کیا نام رکھنا چاہتے ہیں ان دونوں نے کہا جو نام آپ رکھ دیں وہی نام ہمیں منظور ہے جو نام آپ رکھ دیں وہی نام ہمیں پسند ہے سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس بچہ کا نام علی رکھتا ہوں آپ کی چچی فاطمہ بنت اسد نے فرمایا خدا کی قسم خانہ کعبہ میں ایک غیبی آواز آئی تھی کہ اس بچہ کا نام علی رکھنا میں نے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ الحمد اللہ آپ نے وہی نام تجویز فرمایا۔

محترم حضرات! کتنا خوش نصیب ہے یہ بچہ آنکھیں کھولیں تو نبی کی آغوش میں ، پہلا نسل دیا تو نبی پاک نے ، نام رکھا تو حبیب خدا نے ، پرورش کی تو حبیب خدا نے۔

آغوش نبوت میں

محترم سامعین کرام! تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو مکہ میں زبردست قحط پڑا قریش قحط کے شکار ہو گئے لوگ پریشان ہو گئے قحط سالی نے اپنا دامن پھیلا دیا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے چچا جان ابو طالب کثیر العیال ہیں، زیادہ بال بچے والے ہیں کفالت کا

بوجھ ان پر زیادہ ہے قحط سالی نے اور پریشان کر دیا ہے آئیے ان کے بچوں کی کفالت کریں ان کے بال بچوں کا بوجھ اپنے کاندھے پر لے لیں ان کا کچھ بوجھ ہلکا کریں اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابو طالب کے پاس آئے اور اپنا ارادہ ظاہر فرمایا اور کہا کہ ہم آپ کے بچوں کی کفالت کرنا چاہتے ہیں ہم آپ کے بچوں کی پرورش کرنا چاہتے ہیں اتنا سننے کے بعد ابو طالب نے کہا کہ عقیل کو میرے پاس رہنے دو باقی جسے چاہو لے لو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی پرورش میں لے لیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر کو اپنی تربیت میں لے لیا اس طرح سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت کے پروردہ ہو گئے۔

قبول اسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کم عمری میں ہی اسلام قبول کر لئے تھے جب آپ کی عمر صرف آٹھ سال تھی آپ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے جب آپ بچے تھے اس وقت آپ نے اسلام قبول کر لیا تھا صرف آٹھ سال کی عمر میں آپ مسلمان ہو چکے تھے آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یوں ہے کہ آپ نے ایک دن سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضرت خدیجتہ الکبری رضی اللہ عنہا کو رات میں نماز پڑھتے دیکھا جب نماز سے فارغ ہو چکے جب آپ نے نماز ادا کر لی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا ایسا دین ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لئے منتخب کیا ہے اس کی تبلیغ کے لئے رسول کو بھیجا ہے اس کی اشاعت کے لئے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا ہے۔ اسی دین کو پھیلانے کے لئے اللہ نے اپنے رسول کو دنیا میں بھیجا ہے۔ اے علی! میں تم

کو بھی اپنے معبود کی طرف بلاتا ہوں۔اے علی! میں تم کو اپنے معبود کے دین کی دعوت دیتا ہوں،اے علی! تم اس دین کو قبول کرلو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اپنے والد ابوطالب سے دریافت کرلیتا ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے کہا اے علی !اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو ابھی اس معاملہ کو پوشیدہ رکھو، حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح ہوتے ہی آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا اور آپ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابوطالب نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ نے پوچھا کہ یہ تم کیا کرتے ہو، تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ طریقہ اللہ کے دین کا ہے یہ طریقہ تمام فرشتوں کا ہے یہ طریقہ تمام انبیاء کرام کا ہے یہ طریقہ رسولان عظام کا ہے اور یہ طریقہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے خداوند قدوس نے مجھ کو اس لئے پیدا فرمایا ہے کہ میں بندوں کو ہدایت دوں، بندوں کی رہنمائی کروں۔ بندوں کو سیدھے راستے پر چلاؤں، بندوں کو خدا کی طرف بلاؤں اے چچا جان! یہ دین سب سے پہلے آپ کو قبول کرنا چاہئے ابو طالب نے کہا میں ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہوں مگر تم اپنا کام کرتے رہو اپنا مشن آگے بڑھاتے رہو اپنا مقصد لے کر آگے بڑھو میں زندگی میں ہر طرح سے تمھارا ساتھ دوں گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بیٹے !تم اپنے چچیرے بھائی محمد ابن عبد اللہ کی پیروی کرتے رہو یہ تمہیں برائی کی طرف نہیں لے جائیں گے یہ تمہیں برائی سے بچائیں گے یہ تمہیں نیکی کی راہ بتائیں گے اور نیک راستے پر لے جائیں گے۔

عظمت علی احادیث کی روشنی میں

محترم حضرات! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بے شمار احادیث موجود ہیں۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ جتنی حدیثیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں نہیں ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ دست بستہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جارہے ہیں اور مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر چھوڑے جارہے ہیں تو سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هارُونَ مِنْ مُوسٰى۔

اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو؟ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو؟ کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے وقت چالیس دن کے لئے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا تھا اس طرح جنگ تبوک میں روانہ ہوتے وقت میں تم کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر جارہا ہوں جو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا وہی مرتبہ میرے نزدیک تمہارے لئے ہے سوائے نبوت کے۔ اے علی! تم کو خوش ہو جانا چاہیئے یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تسلی ہوگئی اور آپ خوش ہوگئے۔

آیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک حدیث اور پیش کرتا ہوں۔ ترمذی

شریف کی حدیث ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو منافق ہوگا وہ علی سے محبت نہیں کرے گا اور جو مومن ہوگا وہ علی سے بغض وعداوت نہیں رکھے گا۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی سے محبت کرنا مومن ہونے کی علامت ہے حضرت علی سے محبت کرنا ایمان والا ہونے کی دلیل ہے حضرت علی سے محبت کرنا مومن ہونے کی نشانی ہے حضرت علی سے محبت کرنا مومن ہونے کا ثبوت ہے اور حضرت علی سے بغاوت کرنا منافق ہونے کی دلیل ہے حضرت علی سے کینہ رکھنا منافق ہونے کی علامت ہے۔

محترم سامعین! محبت حضرت علی میں ایک حدیث اور سماعت فرمائیں مشکوۃ شریف کی حدیث ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي، جس نے حضرت علی کو برا بھلا کہا یقیناً اس نے مجھے برا بھلا کہا۔ اس حدیث پاک سے اندازہ لگائیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی سے کتنی الفت اور محبت فرماتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور سے اتنا قرب حاصل ہے، کتنی نزدیکی حاصل ہے کہ جس نے حضرت علی کی توہین کی گویا اس نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی جس نے حضرت علی کے ساتھ گستاخی کی گویا اس نے رسول خدا کی شان میں گستاخی کی جس نے حضرت علی کو برا بھلا کہا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کو برا بھلا کہا۔

مَن کُنتُ مَولَاہُ

برادرانِ اسلامیہ !آپ تاریخ الخلفاء کا مطالعہ کریں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا اندازہ ہو جائے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام کا پتہ چل جائے گا حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھلے میدان میں بہت سے لوگوں کو اکٹھا کیا ایک دن حضرت علی نے بہت سے افراد کو جمع کیا اور فرمایا اے لوگو! میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسول اکرم صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے متعلق یوم غدیر خم میں کیا ارشاد فرمایا تھا اے لوگو! بتاؤ میرے بارے میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کہا تھا۔ اے لوگو! بتاؤ میرے بارے میں فرمان نبی کیا تھا اس مجمع میں سے تمہیں لوگ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے گواہی دی کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس روز آپ کے متعلق فرمایا تھا: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اللّٰھُمْ وَال مَنْ وَالَاہُ وَعَاد مَنْ عَادَاہُ۔ میں جس کا مولی ہوں علی بھی اس کا مولی ہے میں جس کا آقا ہوں علی بھی اس کا آقا ہے میں جس کا سردار ہوں علی بھی اس کا سردار ہے اے پروردگار عالم! جو شخص علی سے محبت رکھے اے رب العالمین! جو شخص علی سے الفت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اے خداوند قدوس! جو علی سے دشمنی رکھے، اے سارے جہان کے پالن ہار جو علی سے بغاوت رکھے، اے خالق کائنات جو علی سے کینہ رکھے، اے سارے جہان کے معبود جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

علم کا دروازہ

محترم سامعین ! آپ حضرات حضرت علی کے شیدائی ہیں۔ آپ حضرات حضرت علی کے دیوانے ہیں آپ حضرات حضرت علی کے چاہنے والے ہیں آپ حضرات حضرت علی سے محبت کرنے والے ہیں آئیے چند احادیث اور آپ کے سامنے پیش کروں ۔ طبرانی کی روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دونوں جہاں کے مالک و مختار سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا ، میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی اس کے دروازہ ہیں۔

محترم حضرات! اس حدیث پاک سے آپ اندازہ لگائیں کہ شیر خدا فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی محبت فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو علم کا شہر کہہ رہے ہیں اور حضرت علی کو اس شہر کا دروازہ فرمارہے ہیں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ تک آتا ہے تو حضرت علی کے ذریعے آؤ اگر مجھ تک پہنچنا ہے تو حضرت علی کے وسیلے سے آؤ اگر مجھ تک رسائی حاصل کرنی ہے تو حضرت علی کے دامن کو تھام لو کیونکہ میں شہر ہوں شہر میں آنے سے پہلے دروازے سے سابقہ پڑے گا شہر میں آنے سے پہلے دروازے سے واسطہ پڑے گا شہر میں داخل ہونے سے پہلے دروازے کے سامنے سر جھکانا ہو گا اگر تم چاہتے ہو کہ مجھ تک پہنچو تو حضرت علی کے دامن سے لپٹ جاؤ مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتے ہیں کہ سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ اللّٰه، جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ

سے محبت کی۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہیں خاموش نہیں ہو جاتے ہیں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی پر خاموشی اختیار نہیں فرما لیتے ہیں بلکہ آگے ارشاد فرماتے ہیں: وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَقَدْ أَبْغَضَ اللهَ۔ یعنی جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی۔ محترم حضرات اذرا غور کریں اس حدیث پاک پر توجہ دیں تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے علی سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے علی سے دوستی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی۔

دو گروہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا اے علی! تمھاری حالت عیسی علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے ایسی دشمنی کی کہ ان کی والدہ حضرت مریم پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام سے حد سے زیادہ محبت کی کہ ان کو خدا کا بیٹا کہہ دیئے۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو سنو! میرے بارے میں دو گروہ ہوں گے ایک گروہ تو وہ ہوگا جو میری محبت میں حد سے تجاوز کر جائے گا میری محبت میں حد سے بڑھ جائے گا اور وہ باتیں میری طرف منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا گروہ مجھ سے اس قدر عداوت اور دشمنی رکھے گا کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔

معزز حضرات! اس حدیث کی روشنی میں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم غیب تھا جو پیشین گوئی آپ نے کی حرف بحرف درست ہوئی حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق دو فرقے ہو کر ہلاک و برباد ہو گئے ان دونوں نے اپنی دنیا و آخرت خراب کر لی اس میں سے ایک فرقہ رافضی ہے اور دوسرا فرقہ خارجی ہے۔ رافضی اس لئے ہلاک ہوئے کہ حضرت علی کی محبت میں ان سب باتوں کو حضرت علی کی طرف منسوب کر دیا جو باتیں آپ میں نہ تھیں۔ اور خارجی اس لئے ہلاک و برباد ہو گئے کہ آپ سے اس قدر بغض اور عداوت رکھا کہ معاذ اللہ سو بار معاذ اللہ آپ کو کافر کہہ دیا۔

حضرت علی کی محبت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور ان کا ذکر کرنا بھی عبادت ہے۔

برادران اسلام! ذرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام کا اندازہ لگائیں ان کی عظمت کو دیکھیں ان کی شان کو ملاحظہ فرمائیں اگر ان کا چہرہ دیکھا جائے تو عبادت ان کا ذکر کیا جائے تو عبادت ان کا نام لیا جائے تو عبادت ان کی گفتگو کی جائے تو عبادت ان کے چہرے کی زیارت کی جائے تو عبادت ان کی تعریف کریں تو عبادت ان کی توصیف کریں تو عبادت یہ ہے شان علی، یہ ہے عظمت علی۔

شہادت علی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت خارجیوں کی منظم سازش سے ہوئی۔ تین خارجی، عبدالرحمن بن علیم، برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکیر مکہ معظّمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہم تینوں تین افراد کو قتل کریں ایک علی بن طالب کو دوسرا معاویہ بن ابوسفیان کو اور تیسرا عمرو بن عاص کو اپنے مقصد کے مطابق تینوں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح سویرے بڑے لڑکے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے میرے بیٹے! آج رات خواب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ، آپ کی امت نے میرے ساتھ کج روی اختیار کی ہے اور سخت نزاع برپا کردیا ہے یہ سن کر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم ظالموں کے لئے دعا کرو تو میں نے اس طرح دُعا کی اے رب العالمین! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کردے جو بڑا ہو، ابھی آپ یہ بیان ہی فرمارہے تھے کہ موذن نے فجر کی اذان دی اور آپ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے اور راستے میں لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے جارہے تھے اتنے میں ابن ملجم آپ کے سامنے آگیا اس نے اچانک تلوار سے بھرپور وار کیا وارا تنا سخت تھا کہ آپ کی کنپٹی پیشانی کے ساتھ کٹ گئی۔ تلوار لگتے ہی آپ نے زبان سے فرمایا: فزت برب الکعبۃ ، رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا۔ آپ کے زخمی ہوتے ہی لوگ چاروں طرف سے دوڑے اور ابن ملجم کو پکڑ لیا۔ زخمی حالت میں آپ کئی دن بقید حیات رہے۔ ۲۱ ، رمضان المبارک ۴۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

محترم حضرات! میں اپنی گفتگو اب ختم کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور ہم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلْغَ.



اعلیٰ حضرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَ سَيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ.

محترم حضرات! ہر مقرر، ہر واعظ، ہر خطیب، ہر ادیب کسی نہ کسی آیت مقدسہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا آئیے اس کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے سے قبل تاجدار عرب وعجم، سیاح لامکاں، مالک انس وجاں، مالک و مختار، عرب کا ناقہ سوار، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، مخزن اجناس عالیہ، معدن خصائص کاملہ، اسد میدان شجاعت، اعتدال یزدان عدالت، راحت قلوب پژمردہ، دوائے دلہائے افسردہ، شمع شبستان ماہ منور، قندیل فلک مہر انور، فاتح مغلقات حقیقت، سر اسرار طریقت، مدلول حروف مقطعات، منشائے فضل وکمالات، حجت حق الیقین، تفسیر قرآن مبین امام جماعت انبیاء، مقتدائے زمرہ اتقیاء، مظہر حالات مضمرہ، مخبر اخبار ماضیہ، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، نیر

اعظم، قائد اعظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

الله رب محمد صلى عليه و سلما نحن عباد
محمد صلى عليه و سلما.

مفسر بھی مجدد بھی محدث بھی مفکر بھی
عقل حیران ہے کیا کیا میرے احمد رضا تم ہو
اگلوں نے تو لکھا ہے بہت علم دین پر
جو کچھ ہے اس صدی میں، وہ تنہا رضا کا ہے

ایوان نجدیت ہو کہ قصر وہابیت
سب ہے تہس نہس وہ دھماکہ رضا کا ہے

وادی رضا کی، کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے، وہ علاقہ رضا کا ہے

بتاتا کون عشقِ مصطفیٰ ہم اہلِ سنت کو
بریلی میں اگر احمد رضا پیدا نہیں ہوتا

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حضراتِ گرامی! آج کی اس مقدس تاریخ میں، اس پر نور و بابرکت کانفرنس میں چودھویں صدی ہجری کے عظیم مجدد، امام عشق و محبت، عظیم البرکت، دریائے نعمت، یادگار اسلاف، سیدی شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی عظیم ذاتِ بابرکات پر خطاب کرنے کا موقع ملا ہے۔

تمام تعریفیں اس خالقِ دو جہاں کے لیے جس نے لفظ "کن" سے ساری کائنات کی تخلیق فرمائی۔ درود و سلام کی مقدس ڈالیاں نچھاور ہوں اس رسولِ پناہ اللہ کی بارگاہِ اقدس میں جس نے تاریکیوں میں انسانیت، اخوت، محبت اور اخلاق کا چراغ منور و درخشاں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ روح اللہ تک، تمام انبیا علیہم السلام نے اس آخری رسولِ معظّم کی آمد کی بشارت دی۔ کائنات پر تاریکیاں مسلط تھیں، مجروح انسانیت زخموں سے چور تھی، اندھیری رات کا مسافر کسی رہنما کی جستجو میں بھٹک رہا تھا، ظلم و ستم، جبر و استبداد کی چکی میں پسنے والی مظلوم، سسکتی، کراہتی، بلکتی انسانیت عدل و انصاف، رحم و کرم کے لیے مضطر و بے چین و بے قرار تھی۔ رفتہ رفتہ وہ دن قریب سے قریب تر ہوا، بالآخر ایک دن رحمتوں کا سویرا ہوا، روح کی بہاروں کی رت بدلی، خوش بختیوں کا اجالا ہوا اور دنیا جھوم کر بولی، اب سسکتی انسانیت کو نجات دلانے والا اللہ کا آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار بختیوں اور اقبال مندیوں کا امین، لطف و کرم اور جمال و جلال کا پیکر، رحمتوں اور ہدایتوں کا سرچشمہ سیال، عظمتوں اور رفعتوں کا معدن و مخزن، محسن انسانیت، معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربیع النور شریف کی ۱۲ویں تاریخ کو حضرت آمنہ کی آغوش مبارکہ میں جلوہ گر ہو چکا ہے۔

حضرات گرامی! میرے آقا و مولیٰ پر نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، اب کوئی نبی

نہیں آئے گا۔ کبھی رب نے آدم علیہ السلام کو بھیجا، کبھی رب تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا، کبھی خدائے پاک نے موسیٰ کو علیہ السلام بھیجا، کبھی رب کعبہ نے ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا، کبھی اللہ رب العزت نے اسماعیل علیہ السلام کو بھیجا، کبھی عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اور سب سے اخیر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ عالم تصور میں دنیا عرض کرتی ہے:

میرے رب! تو نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا، اب ہماری ہدایت و رہنمائی کے لیے کون آئے گا؟ تو قدرت نے آواز دی: بندوں گھبراؤ نہیں، میں نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے مگر ولایت کا دروازہ میں نے بند نہیں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی ضرورت پڑی تو ہدایت و رہنمائی کے لیے غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، کبھی ضرورت پڑی تو اجمیر شریف میں عطائے رسول خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو بھیجا، کبھی ضرورت پڑی تو مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، جب کبھی ضرورت پڑی تو حضور محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، کبھی ضرورت پڑی تو مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور کبھی ضرورت پڑی تو محلہ سوداگران بریلی شریف کی مقدس زمین پر خالق کائنات نے شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کے روز اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو پیدا فرمایا جو نسبتاً پٹھان، مذہباً سنی، مسلک حنفی، مشرباً قادری ہیں۔

آپ کا اسم گرامی "محمد"، تاریخی نام "المختار" ہے اور جد محترم مولانا رضا علی خان نے احمد رضا رکھا اور اس نام سے مشہور بھی ہوئے۔ آگے چل کر اپنے نام کے ساتھ بالالتزام عبد المصطفیٰ لکھنا شروع کیا اور اس نسبت غلامی اور ادائے محبت کو تاحیات برقرار رکھا۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بیٹھا دیے ہیں

علومِ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کا یہ عالم کہ چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم کیا، آٹھ سال کی عمر میں درسِ نظامی کی بہت ہی مشہور و معروف کتاب "ہدایۃ النحو" کی شرح لکھی، دس سال کی عمر میں "مسلم الثبوت" پر حاشیہ لکھا۔ چودہ سال کی عمر میں اپنے والد گرامی حضرت مولانا نقی علی خان صاحب قبلہ سے جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے اور اسی سال دار الافتاء کی ذمہ داری سپرد کی گئی۔

۲۲ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ آفتاب طریقت و شریعت حضرت مولانا سید آل رسول مارہروی قدس اللہ سرہ النورانی سے شرف بیعت حاصل کیا اور اسی وقت مرشد کامل نے اجازت و خلافت اور توجہ اتحادی سے سرفراز فرمایا۔

پہلی بار ۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۸۷۸ء میں والد گرامی کے ہمراہ حج بیت اللہ و زیارت نبوی کے لیے حاضر ہوئے۔ اس سفر مبارک میں مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک نظم تحریر فرمائی جو واردات و کیفیات قلبیہ کے آئینہ دار ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے محبت پھوٹ رہی ہے۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو　　کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

اس سفر مقدس میں اکابر علماے کرام حرمین شریفین سے مختلف علوم و فنون کی سند اجازت حاصل کی اور اسی سفر مبارک میں حرم شریف میں بعد نماز مغرب شیخ حسین ابن صالح امام شافعیہ بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھے اور فاضل بریلوی

کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے، فرط محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے رہے اور جوشِ عقیدت میں فرمایا: اِنی لأجد نور الله فی هذا الجبین ''
بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں۔ شیخ حسین ابن الح موصوف نے آپ کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ سمالیہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ رضویہ، ص۴۰۱)

بارگاہِ رسول محترم میں عقیدت و محبت کے ساتھ درود شریف پڑھ لیا جائے۔

الله رب محمد صلى عليه و سلما نحن عباد
محمد صلى عليه و سلما.

حضرات گرامی! بے شمار قبیح ہتھ کنڈوں کے باوجود آپ کے علم وفضل کا آفتاب پوری علم تمازت کے ساتھ جگمگا رہا ہے اور کائنات بھر کے فقہاء، علماء و دانشورانِ قوم وملت کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔

آپ کے کارناموں میں ایک بہت بڑا کارنامہ "کنزالایمان" ہے جسے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں محبتِ رسول کے ان ایام میں ڈوب کر علم و ادب اور عشق و محبت کا شاہکار بنا دیا۔ قرآنِ پاک کے اس ترجمہ سے سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت کی آنکھیں ٹھنڈی، جگر تازہ اور جانیں سیراب ہوئیں۔ رسولِ اعظم اللہ کے عاشقِ صادق نے جس انداز میں یہ ترجمہ محبت اہلِ وفا کو عطا کیا وہ داستانِ محبت بھی عجیب ہے۔

حضراتِ گرامی! تراجم کے ہجوم میں جو فضیلت و برتری اور پیشانی امتیاز ترجمہ پاک کنزالایمان کو حاصل ہے وہ اہلِ ادب، اہلِ ذوق، اہلِ عشق و محبت پر اظہر من

الشمس ہے۔ دنیا کچھ بھی کہے، میرا عقیدہ یہ کہتا ہے:

زمانے والو! یہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت ہے۔ جس ادب واحتیاط اور عقیدت و محبت کے سانچے میں ڈھل کر، جس سلیقے اور قرینے سے اسے سجایا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ کسی عام انسان کا نہیں۔ قسم خدا کی یہ کام کسی ایسے عاشقِ صادق، مقبول بارگاہِ حق اور عاشقِ آفتاب رسالت و نبوت کا ہے جس کے پاس علمِ لدنی کا انمول خزانہ ہو۔ کسی دیوانہ پر سول نے سچ ہی کہا ہے۔

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں

فیضانِ محبت عام سہی عرفانِ محبت عام نہیں

عزیزانِ ملتِ اسلامیہ! آج کچھ نام نہاد مسلمان اعلان کرتے ہیں کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی بد عقیدوں سے نفرت کرنے کا سبق نہیں دیا۔ ایک واقعہ سماعت کریں:

جب ہندوستان کے چند نام نہاد مولویوں نے رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گالیاں لکھ کر عظمتِ رسول گھٹانے کا ہولناک فتنہ کھڑا کیا تو آپ نے کوہِ استقامت بن کر اس فتنۂ عظیم کا مقابلہ کیا۔ ان دشمنانِ دین نے جل بھن کر اپنے رسالوں، اخباروں اور کتابوں میں آپ پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی، مگر اس کچھارِ محمدی کے شیر نے ان گالیوں سے بے نیاز ہو کر اپنی ذات کو عظمت رسول کے لیے سپر ہی بنائے رکھا۔

ایک مرتبہ حضرت الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس اللہ سرہ النورانی نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور آپ کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتا ہے کہ

آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہیں اور کتاب کو پھینک دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ اس کتاب میں صرف گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ اس طرح حضور کے دلائل و براہین کو بھی نہیں دیکھتے اور ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ لہذا اگر حضور نرمی اور خوش بیانی سے بدعقیدوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کے دلدادہ جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی حضور کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں گے اور حضور کے لاجواب دلائل سے ہدایت پائیں گے۔

حضرت صدر الافاضل کی یہ گفتگو سن کر سیدی اعلیٰ حضرت قدس اللہ سرہ النورانی آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا مولانا! تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ایک ہاتھ میں تلوار ہوتی اور دوسرے ہاتھ میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں تو میں اپنے ہاتھوں سے ان گستاخوں کا سر قلم کرتا اور اس طرح سے گستاخی اور توہین کا سدباب کرتا۔ لیکن تلوار سے کام لینا اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ ہاں اللہ نے قلم عطا فرمایا ہے، تو میں قلم سے سختی اور شدت کے ساتھ ان بے دینوں کا رد کرتا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ، ص:۱۳۲)

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

میرے عبد المصطفیٰ احمد رضا تیرا قلم
دشمنان مصطفیٰ کے واسطے شمشیر ہے

مرد حق آگاہ لیٹا ہے تیری آغوش میں
سینہ باطل پہ اس کا نام بھی اک تیر ہے

آپ قادری ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ چشتی ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ سہروردی ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ نقشبندی ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ فردوسی ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ ابوالعلائی ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ حیدری ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ اشرفی ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟
آپ سنی ہیں اور اعلیٰ حضرت کو نہیں جانتے، حیرت ہے؟

کون اعلیٰ حضرت؟ وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے 1911ء میں قرآن عظیم کا شاندار ترجمہ بنام "کنزالایمان" امت کو تحفہ میں دیا۔

کون اعلیٰ حضرت؟ وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے ۱۸۵۶ء سے ۱۹۲۱ء تک کی ۶۵ سالہ حیات مبارکہ میں تقریباً ۶۵ علوم و فنون پر ایک ہزار کتب و رسائل تصنیف فرمائیں۔

کون اعلیٰ حضرت؟ وہ اعلیٰ حضرت جنہوں نے عشق و ایمان سے لبریز ۱۲ ہزار صفحات پر مشتمل فقہی مسائل کا انمول خزانہ "فتاویٰ رضویہ" کی شکل میں قوم کو عطا کیا۔

کون اعلیٰ حضرت؟ وہ اعلیٰ حضرت جو ۱۴ سال کی عمر میں مسندِ افتا پر جلوہ گر ہوئے۔ درود شریف کا ورد کر لیا جائے باآواز بلند۔ صلی اللہ علی محمد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضراتِ گرامی! اعلیٰ حضرت کا ہر ہر لمحہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں گزرا ہے، گستاخِ رسول سے آپ نے کبھی بھی صلح نہ کی بلکہ بد عقیدوں پر لعنت ہی لعنت برساتے رہے۔

ایک دلچسپ واقعہ سماعت کریں:

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں: ایک مرتبہ علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لے کر آیا، اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا یہ رافضی ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی یہ رافضی ہے۔ اس نے کہا میں اپنے گھر لکھنؤ جا رہا تھا، صرف آپ کی زیارت کے لیے راستے میں اتر گیا ہوں۔ کیا آپ اہل سنت میں ایسے ہیں جیسے ہمارے یہاں مجتہدین؟ میں نے التفات نہ کیا۔ غرض کہ وہ رافضی اپنی طرف مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف اپنا چہرہ پھیر لیتا تھا۔ آخر کار وہ اٹھ کر چلا گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہی روایت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوا لیا اور اسے نکلوایا۔ (الملفوظ حصہ اول؛ص: ۱۱۲)

پتہ یہ چلا کہ بے دینوں اور بد عقیدہ لوگوں سے ہر حال میں دور رہنا چاہیے۔
یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے:

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں سے کیا مروت کیجیے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجیے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے
کیجیے چرچا انھیں کا صبح و شام
جان کافر پر قیامت کیجیے

خطبہ مسنونہ کے بعد آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے:
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔
اور سچوں کے ساتھ ہو جانا اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا یہی مسلک اعلیٰ حضرت کی علامت ہے۔
حضرات گرامی! ایک مسلمان پر فرض ہے کہ اللہ کے تمام دوستوں سے عقیدت و محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے، یہی ہمارا ایمان ہے۔
"الحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ"
خالق دو عالم کے ولیوں سے محبت رکھے۔ کیونکہ اللہ والے اللہ سے محبت

رکھتے ہیں اور جو اللہ کی محبت کے جلوؤں سے اپنے قلب و جگر کو جگمگا رہے ہیں، یقیناً وہی سچے اور اچھے ہیں۔

واقعہ:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے عالم طفلی میں بھی تقویٰ، طہارت، اتباع سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت کے اوصاف سے مزین ہو چکے تھے۔ آپ کی عمر ابھی ساڑھے تین سال کی تھی، صرف جسم پر کرتا پہنے ہوئے باہر سے دولت خانہ کی طرف تشریف لا رہے تھے کہ سڑک پر ایک گاڑی میں چند طوائفیں بیٹھی کسی امیر و کبیر کی تقریب میں گانے بجانے کے لیے جا رہی تھیں۔ ان پر نظر پڑتے ہی فوراً آپ نے کرتے کا دامن اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر طوائفیں ہنسنے لگیں۔ پھر ان میں سے ایک بولی: واہ میاں صاحبزادے! اپنی آنکھوں کو تو چھپا لیا اور ستر کھول دیا۔ سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ امام عشق و محبت، فرماتے ہیں: جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔ یہ جواب سن کر وہ خاتون سکتہ کے عالم میں ہو گئی۔

آپ کے اس جواب سے پتہ چلتا ہے کہ جو ننھی سی عمر میں اس قدر فکر و شعور کا مالک ہو ان کی جوانی کا عالم کتنا بہتر و احسن ہو گا۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آنکھوں کو چھپانا ہی تھا تو ہاتھوں سے چھپا لیتے، دامن سے کیوں؟ تھوڑی سی توجہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے اگر آپ ہاتھوں سے آنکھیں چھپا لیتے تو اس طوائف کو سوال کرنے کا موقع نہیں ملتا اور نہ اس کو

وہ نصیحت آموز جواب ملتا جو آپ نے عنایت فرمایا، نہ دوسرے مسافروں کو وہ تعلیم ملتی جو نہایت ہی بصیرت افروز ہے۔

حضرات! یہ تھے بچپنے کے آداب، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ بچنے کی ادائیں نہیں ہوا کرتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس ننھی سی ادا میں علم النفس کے حقائق پوشیدہ تھے۔ اعلیٰ حضرت علی فتنے کے بچپن میں جو مولوی صاحب آپ کو پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن بچوں نے ان کو سلام کیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا۔ جیتے رہو۔ اس وقت میرے امام، نبی اکرم کے غلام اعلیٰ حضرت علی فتنے نے مولوی صاحب سے فرمایا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وعلیکم السلام کہنا چاہیے۔ آپ کے استاذ محترم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ آپ کی عمر جب چھ برس کی ہوئی تو آپ نے دریافت کیا بغداد شریف کدھر ہے پھر اس وقت سے دم آخر بغداد شریف کی جانب پاؤں نہ پھیلایا۔

بالائے سرش ز ہوشمندی　　　　می تافت ستارہ بلندی

(سوانح اعلیٰ حضرت ص:108 تا 109، از علامہ بدرالدین احمد قادری عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ)

دوسرا حج بیت اللہ:

دوسری بار ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۵ء میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کے لیے گئے۔ یہی وہ مبارک سفر تھا جس میں آپ کے علم وفضل کا آفتاب پورے طور پر چمکا۔ عرب وعجم، حل وحرم، مصر وحجاز، بلاد مغرب بالخصوص حرمین طیبین کے بزرگ ترین علما ومشائخ نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور احترام وعقیدت سے اپنی

اپنی گردنیں جھکا دیں۔ پھر اجازت و خلافت اور سندوں کا جلد نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس مبارک سفر میں علمائے مکہ معظّمہ کی گزارش پر علم غیب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حوالے سے ایک عظیم اور تاریخی کتاب بخار عالم میں ساڑھے آٹھ گھنٹے میں "الدولة المكية بالمادةالغيبيه" کے نام سے تحریر فرمائی جس نے علمائے حرمین شریفین کو انگشت بدنداں کر دیا۔ (انوار کنز الایمان)

اے امام اہلسنت، تاجدار علم و فن
خوب کی تجدید ملت، تم نے اے سرو چمن
دین حق کی خدمت واحیائے سنت کے سبب
اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

دیدار مصطفی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم:

دوسری بار جب اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے، تو حج سے فارغ ہونے کے بعد ۲۴ صفر المظفر ۱۳۲۴/اپریل ۱۹۰۶ء کو مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ شریف پہنچ کر بارگاہ رسالت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو بھی فقیر آپ کی بارگاہ میں آتا ہے اسے آپ خیرات سے نوازتے ہیں۔ لجپال! میری دوسری حاضری کرم فرماؤ۔ خواب میں تو کرم فرماتے ہو۔ آج اگر میری گنہ گار آنکھوں کو دیدار ہو جائے تو احمد رضا کا دونوں جہاں میں بیڑا پار ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ روتے روتے وہیں جھولی گویا بچھا دی، کاسائے دل بچھایا۔ اپنی آنکھوں کو کاسا بنایا۔ اور صدا دی۔

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

روتے رہے، جواب نہیں آیا۔ پھر اپنی بے بسی، بے کسی پہ روتے رہے یہاں تک کہ آپکے ہونٹوں پر وہ مشہور زمانہ نعت آگئی۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

مٹتے مٹتے روتے روتے گویا گھٹنے مٹی پہ لگے، بے بسی، بے کسی کا اعتراف کیا۔

اور کہا:

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا — تجھ سے کُتے ہزار پھرتے ہیں

اتنا کہنا تھا کہ حضور کا چہرہ سامنے آیا۔ پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے نعرہ لگایا۔

اور کہا:

جان و دل، ہوش و خرد سب تو دینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا ، سارا تو سامان گیا

حضرات! اس سے ہمیں امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی مقبولیت بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معلوم ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو، عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔

حضرات محترم! اس آخری بات کو میں آپ کے سامنے رکھ کر اپنی گفتگو کو ختم کرنا

چاہتا ہوں۔ امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو اس دارِ فانی سے دار البقا کی طرف کوچ کر گئے اور جیسے ہی عاشقِ رسول ﷺ اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی روح پاک تن سے جدا ہوتی ہے فوراً مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتی ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ اِرم، تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

وما علینا إلا البلاغ

محفل میلاد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّـلَ سَـيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَـلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَـفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّـيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْــمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: لَقَـدْ مَنَّ اللّٰـهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِذْ بَعَـثَ فِيهِمْ رَسُولًا: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُولُهُ الْكَرِيْمُ۔

نصیب چمکے ہیں فرشیوں کے کہ عرش کے چاند آرہے ہیں
جھلک سے جن کی فلک ہے روشن وہ شمس تشریف لا رہے ہیں

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شب ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابو لہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پارہے ہیں

زمانہ بھر کا یہ قاعدہ ہے کہ جس کا کھانا اسی کا گانا
تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہیں انہیں کے گیت ہم بھی گا رہے ہیں

برادران اسلام و معزز سامعین! ابھی ابھی میں نے خطبہ کے بعد جس آیت مبارکہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر اور مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم تمامی حضرات اپنے آقا و مولی حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بصد خلوص و عقیدت ہدیہ صلوۃ و سلام عرض کریں۔ پڑھیے بلند آواز سے:

الله رب محمد صلی علیه و سلمانحن عباد
محمد صلی علیه و سلما۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

جہاں ذکر حبیب ہوتا ہے
خود خدا بھی قریب ہوتا ہے
ان کی محفل میں بیٹھنے والا
آدمی خوش نصیب ہوتا ہے

محترم حضرات: آج میرے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ آج کی اس نورانی و عرفانی بزم میلاد مصطفیٰ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خراج عقیدت پیش کرنے کا مجھے سنہرا موقع مل رہا ہے۔ میں اپنے چشم تصور سے دیکھ رہا ہوں کہ اس محفل پاک میں فیوض و برکات اور رحمت وانوار کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟۔۔۔ ذکر ہے تو کس کا؟۔۔۔ بات ہے تو کس کی؟۔۔۔ بلا شک و شبہ

اس کا ہے جو نور حق ہے، بات اس کی ہے جو ظل رب ہے، تذکرہ اس کا ہے جو خدا کی عطاء سے مالک کائنات ہے اس لئے اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں انکے ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

برادران اسلام! جس جگہ بھی اللہ تبارک و تعالی اور اس کے پیارے حبیب سرکار دوعالم ہی تم کا ذکر جمیل ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاکمیں آیا ہے کہ عِندَ ذِکْرِ الصَّالِحِینَ تَنْزِلُ الرَّحمۃُ۔ یعنی اللہ والوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

برادران اسلام! جس جگہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب سرکار دوعالم نور مجسم سلام کا ذکر جمیل ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ عِندَ ذِکْرِ الصَّالِحِینَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ یعنی اللہ والوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج ۷، ص ۳۳۵)

میرے بزرگو اور دوستو! ذرا آپ غور تو کیجئے جب صالحین کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو جو پیشوا اور سردار ہیں اور جن کا ذکر خود خدائے تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ان کے تذکرے کے وقت کس قدر رحمتوں کا نزول ہوتا ہوگا۔ اور ایسی مقدس محفلوں میں شرکت کرنے والوں کے مراتب کس درجہ بلند ہوں گے۔ بھلا

اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ حضرت حامد لکھنوی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

جو یاد مصطفی سے دل کو بہلایا نہیں کرتے
حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

پڑھئے بلند آواز سے درود شریف:

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما.

حضرات گرامی! حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو کون نہیں جانتا ہے۔ آپ اپنی کتاب ”فیوض الحرمین میں اپنی چشم دید شہادت تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا جو مکہ معظّمہ میں ۱۲/ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔ جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یک بیک کچھ انوار اس محفل پاک سے بلند ہوئے۔ غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار رحمت الٰہی اور ان فرشتوں کے تھے جو ایسی مقدس محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جس جا پہ پڑھی جاتی ہے نعت شہ ابرار
نازل ہوا کرتی ہے وہاں رحمت غفار
آتے ہیں ملک کرنے اس بزم کا دیدار
کرتے ہیں کھڑے ہو کے برابر یہی اذکار

محترم سامعین! آج کل کچھ لوگ اکثر کہہ دیا کرتے ہیں کہ جشن میلاد مصطفےٰ سے کیا فائدہ؟ اس سلسلے میں ایک روایت مجھے یاد آرہی ہے جس کے راوی حضرت عباس ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے کہا کہ جب سے میں مرا ہوں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ لیکن پیر کے دن عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور صرف اس لیے کہ حضور پر نور سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوش خبری میری لونڈی ثوبیہ نے مجھے سنائی تھی میں نے اس خوشخبری سنانے کے عوض خوش ہو کر اسے آزاد کر دیا تھا۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! ابولہب جیسا کٹر دشمن اور مڑا ہوا کافر اگر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میلاد کی خوشی میں اگر لونڈی آزاد کرے تو اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے، تو کیا ہم غلامان مصطفیٰ اگر میلاد شریف کی محفل سجائیں۔ جشن میلاد منائیں۔ میلاد پڑھیں یا پڑھوائیں اور اس طرح فرح دوسروں کا مظاہرہ کریں تو کیا ثواب سے محروم ہو سکتے ہیں ہر گز نہیں، بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے۔

جو محفل میلاد محمد کو پڑھائے
اللہ سے مانگے جو مراد اپنی وہ پائے
محتاج کسی کا نہ ہو کچھ دکھ نہ اٹھائے
مرجائے تو جنت میں بڑے شوق سے جائے
صلوات کے پڑھنے کی سزاوار ہے محفل
جنت کے دلانے کی مددگار ہے محفل

پڑھئے درود پاک بلند آواز سے:

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما.

محترم حاضرین! اس سلسلے میں ایک اور واقعہ سماعت فرماتے ہوئے چلئے جسے حضرت امام جلال الدین سیوطی نے اپنی مشہور تصنیف جمع الجوامع میں میلاد شریف کے فیضان کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بغداد شریف میں عبد الجبار نامی ایک بڑا ہی عاشق رسول سوداگر رہا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی عقیدت و محبت میں ہر سال خوب اہتمام سے محفل میلاد پاک منعقد کیا کرتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک یہودی بھی رہا کرتا تھا ایک بار میلاد شریف کے دن یہودی کی بیوی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج سوداگر کے گھر میں کیسی خوشی ہے۔ یہودی نے بتایا کہ جشن میلاد النبی ہے۔ عورت میلاد پاک کے تصور میں سوگئی خواب میں دیکھتی ہے کہ سوداگر کا مکان نور سے معمور ہے۔ پھر یکایک کیا دیکھتی ہے کہ ایک سواری نہایت شان و شوکت کے ساتھ آئی۔ اس شان و شوکت سے کہ فرشتوں کی فوج اور اصحاب کا لشکر سبھی موجود اور سب کی زبان پر صَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ صَل عَلَى شَفِيعِنَا صَلِّ عَلى مُحَمد کا ترانہ ہے جس وقت صاحب سواری رونق افروز ہوئے۔ سوداگر کا مقدر جاگ اٹھا تمام گھر آفتاب کے مثل روشن ہو گیا۔ یہودی کی بیوی کہتی ہے کہ میلاد پاک کے ختم ہونے کے بعد وہ بزرگ میرے مکان کی طرف سے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہیوں سے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں تو ایک شخص نے جواب دیا۔

شمس الضحیٰ یہی تو ہیں | سید کل یہی تو ہیں
بدر الدجیٰ یہی تو ہیں | خضر سبل یہی تو ہیں
جن کو پکارتی ہے خلق | صبح و مسا یہی تو ہیں
شافع ہیں روز حشر کے | خیر الوریٰ یہی تو ہیں

حضرات گرامی! جس وقت یہودی کی بیوی نے سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک نام سنا تو فرط مسرت اور عقیدت و محبت سے بے قرار ہو گئی اور نہایت ہی ادب و احترام سے سر جھکا کر سلام عرض کیا اور رو رو کر کہا۔ اے رسول گرامی وقار! آپ رحمۃ للعالمین ہیں میں غیر مذہب ہوں۔ خدارا مجھے مشرف با سلام فرما کر اپنے دامن رحمت میں جگہ دیجئے۔ پس سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس یہودیہ کو کلمہ پڑھا کر دولت ایمان سے سرفراز فرمایا۔ عورت خواب سے بیدار ہوئی تو پوری طرح متاثر تھی۔ حضور سرکار دوعالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمال جہاں آرا اس کی نظر میں گردش کر رہا تھا۔ اور اس کا دل عشق و محبت کی نورانیت سے معمور تھا۔ اس نے محفل میلاد پاک کی تیاریاں شروع کر دیں۔

تیاریوں کو دیکھ کر یہودی نے دریافت کیا تو اس عورت نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ یہودی نے کہا کہ اے بیوی تو سچ کہتی ہے رات کو میں نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے کلمہ طیب پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی شرف قدم بوسی حاصل کیا اور کلمہ طیب لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحمد رَسُولُ اللّٰہ پڑھ کر خود کو حلقہ غلامی میں داخل کر لیا ہے۔ بس پھر کیا تھا دونوں میاں بیوی نے رحمت خداوندی کے نزول کے حصول پر اللہ کا شکریہ ادا کیا۔

عالم ارواح میں میلاد پاک

میلاد کا سب سے پہلا اجتماع عالم ارواح میں اللہ تعالی نے خود منعقد فرمایا اس اجتماع میں حاضرین و سامعین تمام انبیاعلیہم السلام تھے۔ اس محفل کے انعقاد کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت، فضائل اور شمائل کا بیان تھا۔ اس محفل میں تمام انبیاء کرام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عہد لیا گیا اور اس عہد پر انبیاء کرام ان کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بھی گواہ بنی۔ قرآن کریم میں اس عہد و میثاق کا بیان ان الفاظ میں کیا:

وَاِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا أَتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابِ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذٰلِكُمْ إِصْرِى قَالُوا أَقْرَرْنَاقَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِينَ۔ (آل عمران: ۱۸)

ترجمہ: اور (اے محبوب)! وہ وقت یاد کریں جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمھارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمھارے ساتھ ہوں گے تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے۔ فرمایا! کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب (انبیاء) نے عرض کیا ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

گویا کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے محفل کا انعقاد سنت الہیہ ہے اور سب سے پہلی

محفل خود اللہ پاک نے منعقد فرمائی۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے :

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا ۔ (النحل ۱۸)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکو گے۔

مگر کسی نعمت پر احسان نہیں جتلا یا سوائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ذات کی نعمت کے اور اسلام کے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنْفُسِهِمْ ۔

(آل عمران 164)

ترجمہ: بے شک اللہ پاک نے ان میں ہی سے اپنا رسول بھیج کر مومنین پر احسان کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا شکر ہم مسلمانوں پر لازم نہیں ہے؟

یقیناً لازم ہے بلکہ اس عظیم نعمت کا ذکر و شکر، حکم باری تعالیٰ ہے:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ (۱۱)

ترجمہ: اپنے رب کی دی ہوئی نعمت کا تذکرہ کرو۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر اس کی حمد و ثناء کریں اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات و کمالات سے آگاہ ہوں اور جیسے جیسے لوگ آپ کے درجات و کمالات سے آگاہ ہوں گے آپ کے دل میں عشق کی آگ دل میں روشن ہوگی۔

اللہ تعالی نے خود انبیاء کرام علیہم السلام کے یوم ولادت پر سلام بھیج کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب دی ہے۔

حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ولادت کے حوالے سے سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وسلام علیه یوم ولد (سورہ مریم-15)

ترجمہ: (اللہ کی طرف سے) ان (حضرت یحیٰ علیہ السلام) پر سلام ہو اُن کے میلاد کے دن۔ یہی الفاظ اور سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ (سورہ مریم-33)

ترجمہ: مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

صحابہ کرام کی محفل میلاد

طبرانی کبیر اور مسند احمد میں حدیث موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام کا جم غفیر موجود تھا آپ نے اپنے غلاموں کو اس طرح اکٹھے دیکھا تو فرمایا: ما اجلسكم يه جلسہ کس لئے ہے؟ صحابہ کرام میں نے کہا جلسنا تذكر الله و نحمده على هدانا لدينه و منعلينا بك "ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد کے لئے بیٹھے ہیں کیونکہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان الله عزوجل يباهي بكم الملائكة۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس عمل پر ملائکہ میں خوشی کا اظہار فرما رہا ہے۔ (طبرانی، مسند احمد)

کیا یہ حدیث میلاد و محفل کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے اصل نہیں کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب عطا فرمایا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفل میلاد کی اصل احادیث میں آپ میں اور ان کا یہ عمل ہے کہ مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کیے بعض لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا آپ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر اللہ تعالی کے شکر کا اظہار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اپنی ولادت کی خوشی منائی۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریا تیرا

محترم سامعین! آپ نے دیکھا کہ محفل میلاد مصطفیٰ سے کتنا فائدہ ہوا۔ اس لیے صرف میری ہی نہیں بلکہ آپ لوگوں کی بھی یہ دعا ہونی چاہیے کہ خداوند قدوس ہم تمام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے کہ ہم لوگ اپنے آقا و مولیٰ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میلاد شریف منعقد کریں۔ اپنی حیثیت کے مطابق آمد مصطفیٰ کی خوشی میں جھنڈیاں لگائیں محلوں اور گلیوں کو سجائیں۔ اسٹیج بچھائیں اور اس کے ذریعہ خدا کی رضا اور مصطفیٰ کی مرضی حاصل کریں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

خدا کی ہے رضا بیشک رضا جو مصطفیٰ کی ہے
کہ جو مرضی محمد کی وہی مرضی خدا کی ہے

امام احمد رضا فاضل بریلوی بھی یہ فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برادران اسلام! اب میں اپنی تقریر اس شعر کے ساتھ ختم کر رہا ہوں۔

عید میلاد النبی پر خوب خوشیاں کیجئے
رحمتو بخشش کے دن بخشش کا ساماں کیجئے
جن کے صدقے میں ہمیں اللہ نے سب کچھ دیا
ان کے نام پاک پر صدقے دل و جان کیجئے
ان کی آمد حق تعالیٰ کا بڑا احسان ہے
مانئے احسان حق اور شکر احسان کیجئے

وما علینا الا البلاغ

★★★



فضائل اولیائے کرام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَ سَيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ : فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُولُهُ الْكَرِيْمُ۔

محبان گرامی! شمع رسالت کے پروانوں، بادۂ توحید کے متوالو، قرآن کریم کے فدا کارو، گفتگو سے قبل ہم اورآپ انتہائی خلوص و محبت اور عقیدت و احترام کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر اپنے آقا و مولی آفتاب رسالت، مہتاب نبوت، کونین کی زینت غمگسارامت، صاحب شریعت، مالک جنت، محسن انسانت، کونین کے مختار، دونوں عالم کے تاجدار، محبوب رب غفار، شفع روز محشر، بے قراروں کے قرار، فخر موجودات، خلاصہ کائنات، جناب احمد مجتبیٰ کملی والے مصطفیٰ محمد عربی ﷺ کے دربارِ شاہانہ میں نذرانہ درود شریف پیش کریں...

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما ونحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما۔

وہ ہیں محبوب حق کونین میں ہے احترام ان کا
یہاں بھی فیض عام ان کا وہاں بھی فیض عام ان کا

نماز ان کی درود ان کا دعا ان کی سلام ان کا
وہ دیوانے جو ہر سانس میں لیتے ہیں نام ان کا
محمد کاشف راز الٰہی بن کے آئے ہیں
نام اللہ کی تفسیر ہیں حسن کلام ان کا
وہ مالک ہیں اللہ نے انہیں مالک بنایا ہے
جبھی تو لکھ دیا دروازہ جنت پہ نام ان کا

درود شریف پڑھیے!اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد و اله وبارك وسلم۔

صحبت صالح ترا صالح کند

حضرات! دوستی بھی کیا چیز ہے۔ نیکوں کی دوستی آدمی کو نیک بناتی ہے، اور بروں کی دوستی برا بناتی ہے۔ ایک دوستی ایسی بھی ہوئی کہ ایک تالاب میں ایک مینڈک رہا کرتا تھا۔ اور اسی تالاب کے کنارے ایک چوہا بھی رہتا تھا۔ آپس میں ان کی دوستی ہوئی۔ جب دوستی ہوگئی تو مینڈک تالاب کے کنارے پر آجاتا اور چوہا اپنے بل سے باہر نکل آتا اور دونوں میں گفت وشنید ہوتی۔ باتیں ہوا کرتیں۔

ایک دن چوہے نے مینڈک سے کہا کہ بھائی تم تو تالاب میں رہتے ہو، اور میں سوراخ میں رہتا ہوں۔ اگر کبھی کسی کو ضرورت محسوس ہو، اور فوراً ملنا ہو تو کیسے ایک دوسرے کو خبر کرسکتے ہیں؟ تو آپس میں یہ طے کیا کہ ایک دھاگہ لے لیا جائے اور اس کا ایک سرا تم اپنی ٹانگ میں باندھ لو اور دوسرا سرا میں اپنی دم میں باندھ لیتا ہوں۔

جب یہ بات طے ہوگئی تو ڈورا باندھ لیا گیا اور جب ضرورت پڑتی، چوہا دھاگے کو کھینچ لیتا اور مینڈک تالاب کے کنارے آجاتا، پھر جب مینڈک کو ضرورت پڑتی تو دھاگے کو کھینچ لیتا اور چوہا بل سے باہر آجاتا۔ بات چیت ہوجاتی۔

اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دن چوہا باہر نکلا اور جیسے وہ اپنے بل سے نکلا تو فوراً چیل نے جھپٹا مارا اور چوہے کو لے کر اڑ گیا۔ چوہا اور مینڈک دونوں ایک دھاگے میں بندھے ہوئے تھے، اب چوہا کے ساتھ مینڈک بھی چیل کا شکار بن چکا تھا۔ چوہے کے ساتھ میں مینڈک بھی چلا جارہا تھا، اور دیکھنے والے حیرت زدہ ہیں کہ معاملہ کیا ہے؟

چوہا تو جا ہی رہا ہے، یہ مینڈک کیوں جارہا ہے۔ پتہ چلا کہ دونوں میں دوستی ہوگئی تھی اور دونوں نے خود کو ایک دھاگے سے باندھ لیا تھا۔ اللہ ایسی دوستی سے بچائے کہ جس سے کسی کی جان خطرے میں پڑ جائے۔ سب سے بری وہ دوستی ہے جس سے ایمان خطرے میں پڑ جائے، اور دنیا و آخرت سب کچھ تباہ و برباد ہوجائے۔

محترم حضرات! دوستی اچھی چیز بھی ہے اور بری چیز بھی ہے۔ اچھوں کی دوستی نیک بناتی ہے اور بدوں کی دوستی بد بناتی ہے۔ حقیقت میں وہی دوست ہوتا ہے جو آدمی کو مصیبت کے وقت میں کام آئے۔ پریشانیوں میں ہاتھ بٹائے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شعر فارسی زبان میں ہے۔ آپ نے فرمایا

دوست آں باشد کہ گیری دوست
دوستدر پریشاں حالی و درماندگی

دوست وہ ہوتا ہے کہ اپنے دوست کا ہاتھ پکڑ لے، درماندگی یعنی عاجزی اور

پریشانی کے وقت۔ بھائیو! ہاتھ پکڑنے کا مفہوم کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مصیبت کے موقعے پر اس کی مدد کرے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ جہاں تک ہو سکے، اس کا ہاتھ بٹائے۔ اس کی مدد کرنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ کسی کا ایک نادان دوست تھا۔ دونوں دوست ساتھ میں کہیں چلے جارہے تھے۔ اتفاق سے دوست کا کوئی دشمن مل گیا اور اس کو مارنا شروع کر دیا تو اس کا نادان دوست اپنے دوست کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ظاہر ہے کہ جب اس کا ہاتھ ہی پکڑ لیا تو دشمن کو اور موقعہ مل گیا اور اس کی اچھی پٹائی کر دی۔ جب دشمن چلا گیا تو اس آدمی نے اپنے نادان دوست سے کہا کہ بھائی تم نے تو غضب ہی کر دیا۔ تم نے یہ نہیں سمجھا کہ جب تم میرا ہاتھ ہی پکڑ لو گے تو ہم اس کے مارنے کا جواب کیسے دیں گے؟ ایسی صورت میں ہم اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتے ۔ نادان دوست نے جواب دیا کہ تم نہیں جانتے کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ:

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشانی ہائے وے و در ماندگی

یعنی پریشانی کے عالم اپنے دوست کا ہاتھ پکڑ لو، اسی لیے میں نے تمھارا ہاتھ پکڑ لیا۔ بھائیو! اس نادان دوست نے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے شعر کا مطلب ہی نہیں سمجھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نادان دوستوں سے سب کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

اولیائے کرام کے فضائل وخصائص

اللہ تعالیٰ نے آیت مقدسہ میں اپنے دوستوں کا ذکر فرمایا ہے:

الا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(سورہ یونس: آیت ۶۲)

ترجمہ: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔

(کنزالایمان)

خبر دار ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف طاری ہوتا ہے، نہ کوئی غم۔ اللہ کے دوست کون ہیں؟ اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس دوستی کا اظہار رب کائنات فرما رہا ہے۔ اولیائے کرام نے اپنی زبان سے یہ نہیں فرمایا کہ ہم اللہ کے دوست ہیں، بلکہ اولیائے کرام کی شان تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی دوستی کو چھپاتے ہیں۔ ظاہر نہیں ہونے دیتے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے:

الا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

خبر دار ہو جاؤ کہ خدا کے دوستوں پر نہ کوئی خوف طاری ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ خوف کیوں طاری ہو، اور غمگین کیوں ہوں، اس لیے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ (اللہ اکبر) اللہ سب سے بڑا ہے اور جب سب سے بڑے سے ان کی دوستی ہو گئی تو اب انہیں کس بات کا خوف ہو، اور کس بات کا غم ہو، اس لیے اللہ کے ان نیک بندوں کو نہ کسی طرح کا کوئی خوف ہوتا ہے، نہ غم ہوتا ہے۔

مسلمانو! اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے دوست کتنے پیارے ہیں۔ اس کا اندازہ اس واقعے سے لگائیے کہ اللہ کا ایک بندہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا، اور رب تبارک و تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا کہ تم دنیا سے کیا لائے؟ تو وہ عرض

کرے گا۔اے کریم ورحیم پروردگار! میں نے اتنی اتنی فرض نمازیں پڑھیں اور اتنے اتنے نوافل بھی پڑھے، اور وہ کہے گا کہ میں نے فرض روزے بھی رکھے۔ میں نے رمضان کا پورا روزہ رکھا، اور اس کے ساتھ ساتھ نفل روزے بھی بے شمار رکھے۔ اے اللہ تونے مجھے دیا تھا تو میں نے تیرے راستے میں خوب زکوٰۃ بھی دی، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ میں نے صدقہ وخیرات بھی خوب کیا، اور تیرے لیے حج فرض بھی ادا کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سے نفل حج بھی ادا کیے۔ یہ سب بیان کرنے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا:

هَلْ وَالَيْتَ لِي وَلِيًّا وَعَادَيْتَ لِي عَدُوًّا ۔ (حلية الاولياء ج١٠ص٣١٧)

ترجمہ: کیا تونے میرے کسی دوست سے دوستی کی، یا میرے کسی دشمن سے دشمنی کی۔

مسلمانو! اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کی دوستی بھی بہت بڑی چیز ہے، اسی لیے فرائض ونوافل کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کی دوستی کا سوال فرمایا۔ اسی طرح اللہ کے دشمنوں سے دشمنی یعنی ان کو برا جاننا اور ان سے تعلق منقطع کرنا بھی ضروری ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ جو رسول اللہ کا دشمن ہوگا، وہ اللہ کا بھی دشمن ہوگا۔ اللہ کا دشمن رسول اللہ کا دشمن ہے تو گویا رسول اللہ کی دشمنی مول لینا اللہ کی دشمنی مول لینا ہے۔ ان کی دشمنی اللہ کی دشمنی ہے تو خدارا جہاں آپ اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دوستی کا دم بھرتے ہیں اور ان کو اپنا مددگار جانتے ہیں، ان کو خدا کی بارگاہ میں واسطہ بناتے ہیں، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے بھی دور رہیے۔ یہ لوگ اللہ کے دوستوں کے دشمن ہیں، اور جو دوست کا دشمن ہوتا ہے وہ بھی

دشمن ہوتا ہے۔

محترم حضرات! قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

اَلاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (سورہ یونس: آیت ۶۲)

ترجمہ: سن لو، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

یعنی خبر دار ہو جاؤ کہ خدا کے دوستوں پر نہ کوئی خوف طاری ہوتا ہے، اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

ولی کسے کہتے ہیں

آج لوگ ولی کے معاملے بڑا دھوکا کھا جاتے ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں، ولی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ کوئی پاگل نظر آیا، دیوانہ نظر آیا تو اس کو آپ ولی بنا لیے۔ اس کو ولی سمجھ لیا اور اس کے پیچھے پڑ گئے۔ کوئی چلتا پھرتا آدمی میلا کچیلا، بال بکھرے ہوئے، لوگ اس کو ولی سمجھنے لگتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ لوگ ولیوں کو سمجھنے میں بہت دھوکا کھاتے ہیں لیکن قرآن نے خود فرما دیا کہ ولی کون ہیں؟ ولی وہ لوگ ہیں جو مومن اور متقی ہیں۔ رب تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ (سورہ یونس: آیت ۶۳)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے، اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

ولی وہ حضرات ہیں جنہوں نے ایمان لایا، اور تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کی۔ جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اور تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتے ہیں، حقیقت میں وہی

اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ ولیوں کا مقام بہت ہی ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔ یہ اللہ کے ایسے مقبول بندے ہیں کہ کل قیامت کے دن جب ساری دنیا کے لوگ پریشان ہوں گے، اور سی نفسی کا عالم ہوگا۔ اس وقت ان اولیائے کرام کی شان و شوکت کا ظہور ہوگا۔اسکو سمجھنے کے لیے قیامت کا پس منظر سمجھنا ہوگا۔

روز محشر اور اولیائے کرام

محترم حضرات !قیامت کوئی معمولی چیز نہیں۔ وہ خطرات سے بھرا ہوا ایک دن ہے۔قیامت کے بارے میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔ (سورہ حج آیت۱)

ترجمہ: بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔(کنزالایمان)

مسلمانو! قیامت جب قائم ہوگی تو زمین تانبے کی بنادی جائے گی، اور سورج جو آج زمین سے بہت دور، ہزاروں برس کی راہ پر ہے، وہ سر پر آچکا ہوگا۔ ذرا سوچیے کہ قیامت کا دن کیسا دن ہوگا اور پھر ذرا سوچیے کہ وہ دن کیسا دن ہوگا۔ ہزار برس کا ایک دن ہوگا نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ لوگ پریشان ہوں گے۔ لوگوں کو اتنا پسینہ نکلے گا کہ لوگ اپنے پسینے میں غوطے کھا رہے ہوں گے۔ کسی کے ٹخنے تک پسینہ ہوگا، کسی کے گھٹنے تک ہوگا، کسی کی کمر تک ہوگا، کسی کے سینے تک ہوگا۔ کسی کے گلے تک ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے ہمیں اور آپ کو اور سب کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

اس دن کیسا عجیب منظر ہوگا اور اس دن انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام بھی

پریشان ہوں گے۔ انبیائے کرام کو اپنے اعمال پر پریشانی نہیں ہوگی، بلکہ انہیں اپنی امت کے اعمال کی وجہ کی پریشانی ہوگی۔

قیامت کے دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصروفیات کے بارے میں صحابہ کرام سے کسی نے پوچھا تھا۔ یارسول اللہ! یہاں تو ہم آپ کی زیارت کرلیتے ہیں، آپ سے ملاقات کرلیتے ہیں لیکن میدان قیامت میں آپ سے کہاں ملیں گے تو سرکار نے ارشاد فرمایا تھا کہ تمہیں اگر تلاش کرنا ہو تو میزان عمل پر تلاش کرنا کہ جہاں نامہ اعمال تولے جارہے ہوں گے، وہیں ملیں گے۔

دیکھو! اللہ کے پیارے رسول اپنی امت کو کس قدر چاہنے والے ہیں کہ میزان عمل پر جہاں امتیوں کے اعمال تولے جارہے ہیں، وہاں پر آپ تشریف فرما ہوں گے۔ عرض کیا کہ وہاں اگر ملاقات نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہاں ملاقات نہ ہو تو حوض کوثر پر تلاش کرلینا کہ سرکار اس دن پیاسوں کو پانی پلا رہے ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ اگر وہاں نہ مل سکوں تو مجھے پل صراط پر تلاش کرلینا کہ امتی پل سے گزر رہے ہوں گے تو اللہ کے پیارے رسول یہ کہ تم وہاں کھڑے ہو کر لوگوں کو گزار رہے ہوں گے۔

یہاں یہ بھی سمجھیے کہ پل کس قدر خطرناک ہوگا۔ وہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور عالم یہ ہے کہ لوگ کٹ کٹ کر گر رہے ہوں گے۔ چلتے ہیں، دوڑتے ہیں، پھر کٹ کٹ کر گرتے ہیں، لیکن اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوں گے جو اس طرح گزر رہے ہوں گے جیسے بجلی ایک کنارے پر چمکی اور دوسرے کنارے پر چلی گئی۔ وہ اللہ کے پیارے رسول رب سلم، رب سلم کی صدائیں بلند کر

رہے ہوں گے کہ: اے رب توان کو سلامتی سے گزار دے، سلامتی سے گزار دے،
اسی لیے تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

رضا پل سے اب وجد کرتے گذریے
کہ ہے رب سلّم صدائے محمد

اعلیٰ حضرت ایک سچے عاشق رسول ہیں۔ ایمان ہو تو ایسا ہو، اعتقاد ہو تو ایسا ہو، انہوں نے کس انداز سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حال کی ترجمانی فرمائی ہے: سبحان اللہ!

محترم حضرات! اس دن عالم یہ ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امتوں کے لیے پریشان ہوں گے لیکن ایک جماعت ایسی بھی ہوگی جو عرش الٰہی کے سائے تلے چین و آرام کی نیند سورہی ہوگی۔ ان کی حالت یہ ہوگی کہ ان پر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بھی رشک آرہا ہوگا۔ وہ سونے کے تختوں پر عرش الٰہی کے نیچے آرام فرما رہے ہوں گے۔ یہ کون لوگ ہوں گے۔ یہ اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہوں گے۔

میرے بزرگو! اور دوستو! دیکھو، یہ ہیں اللہ کے دوست۔ ان سے دوستی اللہ سے دوستی ہے، ان سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے، اسی لیے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هَلْ وَالَيْتَ لِي وَلِيًّا وَعَادَيْتَ لِي عَدُوًّا۔ (حلیۃ الاولیاء ج۱۰ ص۳۱۷)

ترجمہ: کیا تو نے میرے کسی دوست سے دوستی کی، یا میرے کسی دشمن سے دشمنی کی۔

اولیائے کرام سے وابستگی

مسلمانو! جن دوستوں کی دوستی کا دم بھرتے ہو، ان کا دامن کرم پکڑ لو، اور دامن پکڑنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ صرف زبانی دعویٰ کیا جائے کہ ہم نے غوث اعظم کا دامن پکڑ لیا، بلکہ دامن پکڑنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تم ان کے نقش قدم پر چلو، ان کی زندگیوں کو اپناؤ، ان کی سیرت اپناؤ، ان کی صورت کو اپناؤ، ان کی ایک ایک ادا کو دیکھو اور ان کے نقش قدم پر چلو۔ دامن پکڑنے کا مطلب یہی ہوتا ہے۔

لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج مسلمان اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ غوث اعظم سے محبت رکھتے ہیں لیکن یہ نہیں غور کرتے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہنے والے یہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو کہ سرکار کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، کتنے متقی اور کیسے پرہیز گار تھے۔ کتنی نمازیں پڑھا کرتے تھے، کس انداز میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ غوث اعظم کے روزے کا عالم یہ تھا کہ غوث اعظم جب دنیا میں تشریف لائے تو چاند رات ہے، رمضان کی پہلی رات ہے اور صبح پہلا روزہ ہے۔ رات کے وقت دنیا میں جلوہ افروز ہوئے، اور پہلے ہی دن سے آپ نے روزہ رکھنا شروع کر دیا۔

پیران پیر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ماننے والو! ذرا سوچو اور غور کرو کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ماں کی گود میں روزہ رکھ رہے ہیں اور تمھارا عالم یہ ہے کہ روزہ سے غافل نظر آتے ہو۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نمازوں کا یہ عالم ہے کہ نماز پڑھتے ہیں تو ساری ساری رات نماز پڑھتے ہیں۔ عشا کی نماز پڑھ لینے کے بعد رات بھر نماز نفل غوث اعظم رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے۔

ہمارا یہ نعرہ کہ غوث اعظم کا دامن نہیں چھوڑیں گے، یہ کھوکھلا نعرہ ہے۔ جب ہمان کے نقش قدم پر نہیں چلتے ہیں تو ہم نے ان کا دامن ہی نہیں پکڑا، چھوڑنے کی بات الگ ہے۔ حقیقت میں تو یہ ہونا چاہیے کہ ہماری زندگی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔

بفضلہ تعالیٰ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ جہاں میں جاتا ہوں۔ میں اس طرح کی گفتگو کرتا ہوں کہ ہماری باتیں لوگوں کو سمجھ میں بھی آئے اور رب تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو لوگ اس پر عمل بھی کریں، اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ آج مسلمان عمل سے بہت دور ہو چکا ہے۔

یہ سچ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور بالخصوص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہمارے دلوں میں ہے۔ یہ سچ ہے کہ سرکار غوث اعظم کے ہم چاہنے والے ہیں۔ اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہمیں محبت ہے، لیکن میں یہ بھی دیکھ رہا ہو کہ عملی طور سے مسلمان بالکل غافل ہو چکا ہے۔ آج کا مسلمان اللہ کے نیک بندوں کی عملی زندگی سے بالکل ناآشنا ہوتا چلا جارہا ہے، اور جس کے دل میں جو آرہا ہے، وہ کرتا چلا جارہا ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عمل صالح کی توفیق عمل عطا فرمائے۔

مسلمانو! پیران پیر غوث اعظم دستگیر کی زندگی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کا نمونہ تھی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کو اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کی سیرت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو سرکار غوث اعظم کی صورت کو آپ دیکھیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت آپ کی نظر میں آجائے گی، اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کو دیکھیں

گے تو اللہ کے پیارے رسول کی سیرت یاد آجائے گی، اور اتنا قرب ہے کہ اللہ ! اللہ !
ہر معاملے میں قرب نظر آرہا ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میرا ہر قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہے۔ معلوم ہوا کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا کوئی عمل ایسا نہیں ہوتا تھا کہ جو سنت رسول کے خلاف ہو۔

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خصائل وعادات اور ان کی زندگی سرکار دوعالم سلمان پہ نم کی زندگی کی آئینہ دار ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بڑا معجزہ تھا کہ سرکار نے ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک دعوت میں دستر خوان سے ہاتھ پونچھ لیے تھے، اور اس سے اپنا منھ صاف کر لیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے دوستوں کو دعوت دی تو وہ آئے۔ خادمہ جو دستر خوان لے کر آئی تھی، وہ گندہ تھا۔ حضرت انس نے فرمایا کہ اس کو تنور میں ڈال دو، جب اسے تنور میں ڈالا گیا تو اسے بالکل جل جانا چاہیے تھا لیکن جب اس کو حکم دیا نکالنے کا اور وہ کپڑا نکالا گیا ہے تو وہ بہت صاف ستھرا ہو گیا۔

احباب کو بہت تعجب ہوا کہ کپڑا کو آگ نے جلایا نہیں، بلکہ دیکھنے میں آیا کہ یہ اور صاف ستھرا ہو گیا۔ کتنا گندہ تھا لیکن صاف ستھرا ہو گیا تو حضرت انس نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس اس سے مس ہو گیا تھا۔ اس کپڑے سے چھو گیا تھا۔ یہ سرکار کا معجزہ ہے کہ اب اس کپڑے کو آگ نہیں جلا سکتی۔

محترم حضرات! جس کپڑے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ لگا دیں، اسے آگ نہیں جلاتی ہے تو جو امتی عشق رسول اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وادب کے سبب آپ کا مقبول بارگاہ ہو جائے، اسے کیسے جہنم کی آگ جلا سکتی ہے۔ رب تعالیٰ کی رحمت سے

امید ہے کہ عاشقان دربار رسالت کو عشق مصطفوی کے سبب نجات حاصل ہو جائے گی۔ اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

وما علینا إلا البلاغ : وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆



علم دین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّـلَ سَـيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَـلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَـفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَـبِيْلِ اللّٰهِ: فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: **يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ**: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ۔

آئے سب سے پہلے ہم اور اپ دونوں مل کر احترام و عقیدت کے بھرپور جذبات کے ساتھ آقائے نامدار کونین کے مالک و مختار ہم غریبوں کے غمگسار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف کی ڈالی نچھاور کریں اور بلند آواز سے پڑھیں

الله رب محمد صلى عليه و سلما نحن عباد
محمد صلى عليه و سلما۔

منزل ہے ان کے آگے مگر راستہ نہیں
تعلیم و تربیت سے جنہیں واسطہ نہیں
تری عزت کرے دنیا زمانہ یار ہو جائے
اگر تعلیم حاصل ہو تو بیڑا پار ہو جائے

حل ہوتے ہیں تعلیم سے جب سارے مسائل
ایسے میں بھلا کیوں رہیں ہم ان پڑھ و جاہل
اس زندہ حقیقت سے کسی کو نہیں انکار
تعلیم نہیں جس میں وہ انسان ہے بیکار
خدا کا نام لے کر پڑھ یہی پہلی وحی اتری
یہ آیت کیا ترے دل میں بھی اے مسلم کبھی اتری
علوم دیں بھی ہم کو چاہئے تعلیم دنیا بھی
یہ دونوں علم حاصل ہوں تو سونے پر سہاگہ ہے
حیرت ہے کہ تعلیم و ترقی میں ہے پیچھے
جس قوم کا آغاز ہی اقراء سے ہوا تھا

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۔ [المجادلة: ١١]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبر دار ہے"۔

دین کا علم حاصل کرنا قرآن و سنت کی تعلیم کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنا دین کی سمجھ حاصل کرنا اللہ رب العزت کے ہاں انتہائی عظیم عمل ہے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس عمل کی بڑی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے اور اس کی زبردست ترغیب دی گئی ہے سب سے پہلے قرآن کریم کے چند مقامات آپ کی خدمت میں

پیش کرتا ہوں، سورہ ال عمران میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

(شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰئِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔ (آل عمران:۱۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے توحید بیان کرتے ہوئے اپنے اور فرشتوں کے ساتھ علماء کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ انداز علماء کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اگر علماء سے بڑھ کر کوئی اور عزت و شرف والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اور فرشتوں کے ساتھ علماء کا تذکرہ کر کے علم اور علماء کا مقام بیان کیا ہے۔ سورۃ طہ پڑھیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۔ [طه: ۱۱۴]

غور کیجئے! اللہ رب العزت نے پورے قرآن میں صرف ایک چیز زیادہ مانگنے کا اپنے محبوب پیغمبر کو حکم دیا ہے اور وہ چیز دین کا علم ہے:

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴾ [طه: ۱۱۴]

بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ علم کی بہت بڑی فضیلت کے لیے صرف یہ ایک آیت ہی کافی ہے۔ سورۃ العنکبوت میں اللہ رب العزت علم اور علماء کا تذکرہ اس طرح بیان فرماتا ہے:

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۔ [العنکبوت: ۴۹]

بلکہ یہ (قرآن) تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں ہماری آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے اور کوئی نہیں۔اسی سورت میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتِلْكَ الأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَلِمُونَ۔

[العنکبوت: ۴۳]

ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرمارہے ہیں انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔ سورۃ فاطر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمُوا ۔ [فاطر: ۲۸]

کہ اللہ کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔کہ اللہ کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں، دراصل جس قدر اللہ کی معرفت اور پہچان زیادہ ہو اُسی قدر اللہ کا ڈر دل میں زیادہ ہوگا اور اللہ کی معرفت اور پہچان علم دین سے حاصل ہوتی ہے اس لیے فرمایا کہ علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ سورہ رعد میں فرمایا:

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ) [الرعد: ۱۹]

"کیا وہ ایک شخص جو یہ علم رکھتا ہو کہ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے جو اُتارا گیا ہے وہ حق ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھا ہو نصیحت تو وہی قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہوں"۔

غور کیجئے! دین کا علم رکھنے والے کو بینا اور بے علم اور جاہل کو نابینا اور اندھا کہا گیا ہے۔

سورۃ المجادلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ [المجادلة: ۱۱]

اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اس کام سے جو تم کر رہے ہو خوب خبر دار ہے۔

حقیقت ہے دین کا علم دنیا میں بھی بلندی مقام اور عزت و شرف کا ذریعہ ہے اور آخرت میں بھی درجات کی بلندی کا سبب ہے۔

یہ قرآن کریم کے چند مقامات ہیں جن میں خالق کائنات نے علم اور علماء کی فضیلت و منفعت بیان فرمائی ہے۔

احادیث:

وَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِـي اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ : ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّين ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِـم وَاللّٰهُ يُعْطِي ۔ (صحيح البخارى، كتاب فرض الخمس ، باب قوله تعالى : (فان الله خمسه وللرسول)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین اسلام کی سمجھ بھی عطا کرتا ہے اور بلا شبہ میں علم کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ہی علم میں فہم) عطا کرتا ہے"۔

اور دوسری حدیث میں فرمایا:

عَنِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِى اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبْ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِيالْاِسْلَام اِذَا فَقِهُوا)۔ (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب الأرواح جنود مجندة، و، رقم: ٦٧٠٩.)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں، جو لوگ (دور) جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ ان میں فقاہت موجود ہو"۔

عَن ابْن مَسْعُودِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ : (لَا حَسَدَاِلَّا فِى اثْنَتَيْن ؛ رَجُلٌ أَتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِى الْحَقّ، وَرَجُلٌ أَتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِى بِهَا وَيُعَلِّمُهَا) (صحيح البخارى، كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، رقم: ٧٣.)

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”صرف دو انسان ہیں جن پر حسد کرنا درست ہے۔ ایک وہ انسان جس کو اللہ نے مال عطا کیا اور اس کو راہ صواب میں خرچ کرنے پر مسلط کیا ہے اور ایک وہ انسان جس کو اللہ نے شریعت کا علم عطا کیا وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے۔

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِى اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلَهُ إِلَّا ثَلَالَة أَشْيَاءِ؛ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ، أَوْ عِلْمٍ ينتفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحِ يَدْعُو لَهُ۔

(صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب ما يلحق الإنسان من

الثواب بعد الميت (١٦٣١) وابوداود(٢٨٨٠)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
انسان جب فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تین اعمال کے سوا دیگر اعمال کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے صدقہ جاریہ اور ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور نیک اولاد جو میت کے لیے دُعا کرتی ہے۔

وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِی بَیْتٍ مِّنْ بُیُوتِ اللّٰہِ یَتْلُونَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَدَارَسُونَھُمْ، لا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِینَةُ وَ عَشِیَّتُھُمُ الرَّحْمَةُ وَ حَقَّتْھُماالْمَلَائِکَةُ وَ ذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیمَنْ عِنْدَہُ)(صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن الخ، رقم: ٦٨٥٣)

"اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں درس و تدریس میں منہمک رہتے ہیں تو ان پر سکینت وطمانیت کا نزول ہوتا رہتا ہے اور رحمت الٰہی ان پر سایہ متمکّن رہتی ہے اور فرشتے ان کا احاطہ کیئے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتا ہے"۔

کثیر بن قیس یہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں ابوالدرداء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا: ابوالدرداء! میں تیرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر سے ایک حدیث (سننے) کے لیے آیا ہوں میں کسی دوسرے کام سے نہیں آیا بلکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

بیان کرتے ہیں۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظم فرمار ہے تھے:

(مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ : طَرِيقًا مِنْ طُرُقِالْجَنَّةِ وَ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رَضِىَ لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَ إِنَّالْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِى السَّمَوَاتِ وَ مَنْ فِى الْأَرْضِ وَالْحِيتَانُ فِيجَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِعَلَىالْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِعَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْيُورِثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَإِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ آخَذَهُ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ) (جامع الترمذی، كتاب العلم، باب فى فضل الفقه على العبادة (٢٦٨٢).

کہ جو علم طلب کرنے کی راہ پر چلا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ پر چلائے گا اور فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کی خوشنودی کے لیے بچھاتے ہیں اور عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اور پانی کے اندر رہنے والی مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ چودھوی رات کے چاند کو دیگر تمام ستاروں پر فضیلت ہے۔ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام دینار اور درہم کا ورثہ نہیں چھوڑتے بلکہ انہوں نے علم کا ورثہ چھوڑا ہے۔ پس جس شخص نے اس سے (علم) حاصل کیا اس نے وافر حصہ لیا۔

ابوامامہ باہلی وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو انسانوں کا تذکرہ کیا گیا۔ ان میں ایک عابد اور دوسرا عالم تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِى عَلَى أَدْنَاكُمْ). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ

اللہ : (انَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہُ وَ أَھْلَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْض حَتَّاالنَّمْلَۃَ فِی جُحْرِھَا ، وَ حَتَّی الْحُوتَ ، لَیُصَلُّونَ عَلَی مُعَلِّم النَّاس الْخَیْرَ اللہ)(جامع الترمذی ، کتاب العلم ، باب فی فضل الفقہ علی العبادۃ (٢٦٨٢).

عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح تم میں سے ادنی درجہ کے انسان پر میری فضیلت ہے۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین میں رہنے والے حتی کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی (سمندر میں) بھی اس شخص کے لیے دُعائیں کرتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِيّ رَضَی اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ : لَنْ یَشْبعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَیْر یَسْمَعُہُ حَتَّی یَکُونَ مُنْتَھَاہُ الْجَنَّۃَ۔ (جامع الترمذي ، کتاب العلم ، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ ، رقم : ٢٦٨٨)

ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”مومن علم کی باتیں سننے سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

چند ترغیبی واقعات:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفے کے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: قرآن مجید کی کوئی آیت اور سورت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کہاں کہاں نازل ہوئی اور کس مسئلے کے بارے میں نازل ہوئی۔

اللہ اکبر! کتنے بڑے عالم تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیکن مزید علم کی تڑپ دیکھئے فرماتے ہیں: اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کسی جگہ کوئی عالم ہے جس کے پاس کسی آیت کے متعلق وہ علم ہے جو مجھے نہیں تو اگر اس عالم تک اونٹ پہنچا سکتے ہوں تو میں وہاں جاؤں اور وہ علم لے کر آؤں۔

حضرت سلیط رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قیمتی باغ ہبہ کیا وہ اس کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئے۔ شام کے وقت جب شہر میں آتے لوگ بتلاتے کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنے مسئلے سمجھائے۔ آج اتنے مسئلے سمجھائے۔

حضرت سلیط رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ میں تو علم سے محروم ہو رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ باغ واپس لے لو مجھے ایسی چیز کی ضرورت نہیں جس نے مجھے آپ سے اور (دین کے علم سے) دور کر دیا ہے۔

جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ جو بہت بڑے تابعی محدث اور مفسر تھے۔ ان کی والدہ محترمہ انہیں دین پڑھنے کے لیے روانہ کرتی ہیں اور کہتی ہیں بیٹا بے فکر ہو کر دین پڑھنا معاش کے فکر میں نہ پڑنا۔ میں چرخہ کات کے تیری ضرورتیں پوری کروں گی۔ آؤ! قرآن کریم اور سنت نبوی پڑھنے اور سیکھنے کے لیے اپنے بچوں میں سے ذہین اور فطین بچہ وقف کرو۔ اُسے دین کا عالم باعمل بناؤ۔ کل قیامت کے دن آپ کو محسوس ہو گا کہ آپ کو سب سے زیادہ نفع دینے والا وہی بچہ ہے جس نے دین پڑھا اور پڑھایا ہے۔

حیرت ہے کے تعلیم و ترقی میں ہے پیچھے
جس قوم کا آغاز ہی اقرأ سے ہوا تھا

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

☆☆☆



ماہ محرم کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّـلَ سَـيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَـلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَـفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَـبِيْلِ اللّٰهِ: فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: اِنَّ عِدَّةَ الشُّـهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اِثْنَا عَشَـرَ شَـهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُولُهُ الْكَرِيْمُ۔

شمع رسالت کے پروانو! غوث اعظم کے دیوانو! خواجہ غریب نواز کے چاہنے والو! مخدوم سمناں کے جاں نثارو! حیدر کرار کے شیدائیو! مرکز اہل سنت فاضل بریلی کے متوالو! چمنستان رضوی کے مہکتے ہوئے پھولو! آئیے سب سے پہلے سید ابرار واخیار، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، قائد اعظم، نیر اعظم، سیاح لامکاں، مالک انس وجاں، ہم دکھوں کے غمگسار، عرب کے ناقہ سوار، حجت حق الیقیں، تفسیر قرآن مبین، تصحیح علوم متقدمین، سند الانبیاء والمرسلین، کاشف سر مکنون، خازن علم مخزون شمع شبستان ماہ منور، قندیل فلک مہر انور، معدن نہار سخاوت، منطقہ بروج سعادت، نور نگاہ شہود، مقبول رب ودود، جان عالم وایمان، آمنہ کا لعل، بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانے والا، اپنے امتی کے لئے رات رات بھر رونے والا، دے کر احسان نہ جتانے والا، دشمنوں کو بھی دعا دینے والا، تیموں کو گلے لگانے والا،

رونے والوں کے آنسو پوچھنے والا، بے سہاروں کو سہارا دینے والا، انبیا و مرسلین کی امامت کرنے والا۔ براق کی سواری کرنے والا، لا مکاں کا سفر کرنے والا، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عقیدت اور محبت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں اور بآواز بلند پڑھیں۔

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلمانحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما

جگا جگا کے تھک چکے ہیں تمہیں ہنگامے
نشاط لذتِ خواب گراں بدل ڈالو
غلط روی سے منازل کا بعد بڑھتا ہے
مسافروں روش کا رواں بدل ڈالو
کشتی کنارے سے اب بھی لگ تو سکتی ہے
ہوا کے رخ پر چلو بادباں بدل ڈالو

محترم سامعین! خطبہ مسنونہ کے بعد ہر مقرر ہر واعظ، ہر خطیب ہر ادیب، کسی نہ کسی آیت کریمہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے بھی قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ کو اپنا عنوان سخن بنایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مقدس کے دسویں پارے میں ارشاد فرماتا ہے ۔ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں چار حرمت والے ہیں۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! اس آیت کریمہ میں یہ بتایا جارہا ہے کہ مہینوں کی گنتی

بارہ ہے

اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینے پیدا کئے ہر مہینہ اللہ کا ہے ہر رات اللہ کی ہے۔ ہر دن اللہ کا ہے، ہر ساعت اللہ کی ہے۔ ہر لمحہ اللہ کا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کچھ مہینے پیارے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک کچھ ایام محبوب ہوتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک کچھ راتیں متبرک ہوتی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک کچھ ساعتیں مبارک ہوتی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک کچھ لمحے پیارے ہوتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن مبارک دن ہوتا ہے اسے سید الایام بھی کہا جاتا ہے۔ پیر کا دن حضور کے یوم ولادت کی وجہ سے مبارک دن ہے۔ شب قدر مبارک رات ہوتی ہے۔

برادران ملت اسلامیہ! اسی طرح کچھ مہینے حرمت والے ہوتے ہیں کچھ مہینے فضیلت والے ہوتے ہیں۔ قرآن مقدس نے چار مہینے کو حرمت والا مہینہ قرار دیا ہے اس میں سے ایک مہینہ محرم الحرام کا مہینہ ہے محرم الحرام کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورہ بھی ہے جس میں عبادت کرنے والوں کو اجر عظیم عطا کیا جاتا ہے۔ اس رات عبادت کرنے والوں کو بڑا ثواب دیا جاتا ہے اس رات عبادت کرنے والوں کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اس رات عبادت کرنے والوں کی توبہ قبول کی جاتی ہے اس رات عبادت کرنے والوں کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اس رات عبادت کرنے والوں کے نامہ اعمال سے گناہ مٹائے جاتے ہیں اس رات عبادت کرنے والوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔

برادرانِ اسلام! خوش نصیب ہے وہ بندہ مومن جو عاشورہ کے دن روزہ

رکھے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو اس دن روزہ رکھے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات عبادت کرے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات اللہ کی بارگاہ میں توبہ استغفار کرے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات عبادت و نوافل میں گزارے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات تلاوت قرآن میں گزارے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات اپنے پیارے نبی پر خوب خوب درود و سلام پیش کرے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی پیشانی کو جھکائے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے، خوش نصیب ہے وہ انسان جو عاشورہ کی رات یاد الٰہی میں مشغول رہے۔

شہیدوں کا ثواب

محترم سامعین کرام! "غنیۃ الطالبین میں غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے محرم کی دس تاریخ یعنی عاشورہ کے دن روزہ رکھا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو دس ہزار شہیدوں اور دس ہزار حج و عمرہ کرنے والوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے جنت میں اسکے درجات کو بلند فرمائے گا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کسی مومن کو روزہ افطار کروایا گویا اس نے اپنی طرف سے

پوری امت محمدیہ کو روزہ افطار کرایا اور ساری امت کا پیٹ بھرا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے دن کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمینوں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لوح و قلم کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سمندروں کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو عاشورہ کے دن جنت میں داخل فرمایا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ عاشورہ کے دن قبول فرمائی، اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام قربانی عاشورہ کے دن کیا، فرعون عاشورہ کے دن دریا میں غرق ہوا حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف عاشورہ کے دن دور ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش عاشورہ کے دن معاف ہوئی۔ حضرت عیسی علیہ السلام عاشورہ کے دن پیدا ہوئے اور قیامت عاشورہ کے دن ہی قائم ہو گی۔

گناہ معاف

محترم سامعین کرام! اس حدیث کو سماعت فرمائیں ماہ محرم الحرام کے روزے کی اہمیت کا اندازہ لگائیے مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں آئندہ سال بقید حیات رہا، اگر آئندہ سال میری زندگی باقی رہی تو نویں محرم الحرام کا بھی روزہ رکھوں

گا۔ سیدنا حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاشورہ کے روزے کی فضیلت پوچھی گئی، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاشورہ کے روزے کے ثواب کے بارے میں پوچھا گیا، رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاشورہ کے روزوں کی عظمت پوچھی گئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عاشورہ کا روزہ گزشتہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

عاشورہ کے روزے کا ثواب

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تبارک و تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اس کو فرشتوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ محترم سامعین کرام! پیران پیر دستگیر غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "غنیتہ الطالبین" میں بیان فرماتے ہیں کہ جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح سے ادا کی جس نے چار رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور پچاس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا یعنی سورہ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے پچاس برس کے گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا اور نور کے ہزار محل تعمیر کرائے گا۔

آسمان سے رحمت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی عظمت عطا فرمائی ہے، یا رسول اللہ رضی اللہ عنہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عاشورہ کے روزے کے ساتھ ہم کو بڑی برکت عطا فرمائی ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ! ایسا ہی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرش وکرسی کو اسی دن پیدا فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جن وانس پر اسی دن حکومت عطا فرمائی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے عاشورہ ہی کے دن آسمان سے پہلی بارش نازل فرمائی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو طوفان سے اسی دن نجات عطا فرمائی، جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے سوا کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔ جس نے عاشورہ کے دن پتھر کا سرمہ لگایا تمام سال اس کو آشوب چشم نہیں ہوگا حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کسی مریض کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولاد آدم کی عیادت کی جس نے عاشورہ کے دن کسی پیاسے کو ایک گھونٹ پانی پلایا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔

موت کا احساس نہ ہوگا

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سید الانبیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر ہر سال ایک دن یعنی عاشورہ کا روزہ فرض تھا بنی اسرائیل پر

عاشورہ کا روزہ فرض کیا گیا تھا، بنی اسرائیل پر عاشورہ کا روزہ رکھنا لازم تھا بنی اسرائیل پر عاشورہ کا روزہ رکھنا ضروری تھا تو تم بھی اس دن روزہ رکھو تم بھی اس دن روزے کا اہتمام کرو اور اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کرو جس نے اس دن اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو پورے سال آسودگی عطا فرماتا ہے جس نے عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ پورے سال اس کو فراخ دستی عطا فرماتا ہے۔ جس نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا جس نے عاشورہ کے دن روزے کا اہتمام کیا تو عاشورہ کا روزہ اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ جو شخص عاشورہ کی رات عبادت میں مشغول رہے۔ جو شخص عاشورہ کی رات عبادت و ریاضت میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات یاد الٰہی میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات درود شریف کی کثرت کرے جو شخص عاشورہ کی رات تلاوت قرآن میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات توبہ و استغفار میں گزارے جو شخص عاشورہ کی رات سجدے میں گزارے اور صبح کو روزہ رکھے تو اس شخص کو موت اس طرح آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس بھی نہ ہو گا۔

عاشورہ کا روزہ جانور بھی رکھتے ہیں

حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگلی جانور بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ماہ رمضان کے فرض روزہ کے بعد سب سے افضل روزہ ماہ محرم الحرام کا روزہ ہے۔ فرض روزوں کے بعد سب سے اعلیٰ روزہ محرم کا روزہ ہے۔ فرض روزہ

کے بعد سب سے فضیلت والا روزہ ماہ محرم کا روزہ ہے فرض روزہ کے بعد نفل روزوں میں سب سے عظمت والا روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے فضیلت والی نماز تہجد کی نماز ہے، فرض نماز کے بعد سب سے اہم نماز تہجد کی نماز ہے فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے اور تہجد کی نماز کے بعد سب سے افضل نماز یوم عاشورہ کی نماز ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ماہ محرم میں اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی توبہ قبول فرمائی اور کچھ لوگوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ ایک اور جگہ فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کی رات عبادت کی اللہ تبارک وتعالیٰ جب تک چاہے گا اس کو زندہ رکھے گا۔

محترم حضرات !ایک بزرگ حضرت سلیمان عیینہ فرماتے ہیں کہ مجھے اطلاع ملی کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں پر زیادہ خرچ کرتا ہے جو بندہ خدا عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں پر زیادہ خرچ کرتا ہے جو شخص عاشورہ کے دن اپنے بال بچوں پر خرچ میں کشادگی کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پورا سال روزی میں وسعت فرماتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا پچاس سال تک تجربہ کیا اور ہمیشہ روزی میں فراخی میسر ہوئی۔

تمام سال روزہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ذی الحجہ کے آخری دن اور محرم الحرام کے پہلے دن روزہ رکھا گویا اس

نے سال گزشتہ روزوں میں ختم کیا اور آئندہ سال روزوں سے شروع کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے روزوں کو پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنادے گا۔

ام المومنین ہم تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور مکہ شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو رمضان کے روزے فرض کئے گئے پھر جس نے چاہا عاشورہ کا روزہ رکھا اور جس نے چاہا اسے چھوڑ دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا جب اسکی وجہ دریافت کی گئی تو یہودیوں نے جواب دیا آج کے دن موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ حاصل ہوا تھا اس کی وجہ سے ہم اس دن کو عظیم سمجھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری یہ نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق زیادہ ہے اس کے بعد تاجدار عرب و عجم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورہ کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

محترم حاضرین! ابن ماجہ شریف میں ہے کہ محمد بن صیفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے عاشورہ کے دن فرمایا تم میں سے آج کسی نے کچھ کھایا ہے ہم نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض نے کھایا ہے اور بعض نے نہیں کھایا ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بقیہ دن پورا کرو جو کھایا ہو وہ بھی بقیہ دن نہ کھائے اور جو نہ کھایا ہو وہ بھی بقیہ دن نہ کھائے اور گاؤں والوں کی طرف آدمی بھی جو

کہ وہ بھی بقیہ دن کچھ نہ کھائیں۔

محترم سامعین ! ہمیں عاشورہ کے روزوں کا اہتمام کرنا چاہئے عاشورہ کی رات عبادت و ریاضت میں گزاریں اس رات خود عبادت الٰہی میں گزاریں اور اپنے گھر والوں کو بھی تاکید کریں کہ عاشورہ کے دن نماز، روزہ پابندی کے ساتھ ادا کریں اور اللہ کی نعمتیں اور برکتیں حاصل کریں۔ دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عاشورہ کی عبادتوں سے فیض اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلغ

★★★



حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْ نِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم: قُل لَّا اَسْـتَلُکُمْ عَلَیْہِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِي الْقُرْبٰی: صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُولُہُ الْکَرِیْمُ۔

محبان گرامی! شمع رسالت کے پروانوں، بادۂ توحید کے متوالو، قرآن کریم کے فدا کارو، گفتگو سے قبل ہم اورآپ انتہائی خلوص و محبت اور عقیدت و احترام کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر اپنے آقا و مولی آفتاب رسالت، مہتاب نبوت، کونین کی زینت غمگسار امت، صاحب شریعت، مالک جنت، محسن انسانت، کونین کے مختار، دونوں عالم کے تاجدار، محبوب رب غفار، شفیع روز محشر، بے قراروں کے قرار، فخر موجودات، خلاصہ کائنات، آمنہ کے لال جناب احمد مجتبیٰ کملی والے مصطفیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ شاہانہ میں نذرانہ درود شریف پیش کریں...

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما نحن عباد
محمد صلی علیہ و سلما۔

لیکر اک آس ترے در پہ میں آیا خواجہ
اپنے منگتا پر ہمیشہ رہے سایہ خواجہ

تم ہی داتا ہو سخی ابن سخی خواجہ پیا
صدقہ دربار سے کس نے نہیں پایا خواجہ
سب کی بگڑی کو بناتا ہے خدا تیرے سبب
تیری نظروں نے مری بگڑی بنایا خواجہ
تنگ داماں ہوں میں کچھ اور بھی صدقے کرتا
ایک ٹوٹا ہوا دل تھا وہی لایا خواجہ
فاصلہ کتنا بڑا ہے انا ساگر کا مگر
حکم پاتے ہی ترا کوزے میں آیا خواجہ
ایک تم سے ہی ہمیں ہند میں تسکین ہے بس
ورنہ اس ملک میں سب کچھ ہے پرایا خواجہ
در پہ منگتا ہے رفیعؔ اذنِ مدینہ دے دو
در سے ملتا ہے ٹکٹ لینے میں آیا خواجہ

اللہ عزوجل نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء تشریف لائے سب نے انسانوں کے ساتھ خیر خواہی کا بھرپور مظاہرہ فرمایا اور راہ بھٹکے انسانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی دعوت دیتے رہے۔ ظاہری بات ہے کفر کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اور ظلم وعصیاں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے انسانوں کے لئے راہ راست پر جلدی آنا آسان تو نہ تھا چنانچہ دعوت دین دینے والے مقدس

انبیاء کرام پر نصیحت کے جواب میں پتھر برسائے گئے اور کبھی ناشائستہ جملوں کے تیر برسا کر ان کے کلیجے کو چھلنی کیا گیا۔ لیکن اللہ کے فرستادہ پیغمبر ہر ظلم سہتے رہے اور لوگوں پر شفقت و مہربانی کے بادل بن کر برستے رہے۔

اگر ہم قرآن مقدس کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ بے شمار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانوں کے سامنے اپنے خیر خواہ ہونے کے دلائل پیش کرتے رہے۔ جیساکہ حضرت نوح ع علیہ السلام نے فرمایا:

أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(سورہ اعراف، آیت نمبر ۶۲)

ترجمہ: تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمھارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں بھٹکے ہوئے انسانوں کے سامنے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا مقصد اور منصب بیان فرمایا۔ اسی طرح سے اگر ہم دوسرے مقام پر دیکھیں تو حضرت صالح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم سے یہی ارشاد فرمایا۔ جیساکہ قرآنِ مقدس میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا"

لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِن لَّا تُحِبُّونَ النّٰصِحِينَ"

ترجمہ: بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمھارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کو دوست نہیں رکھتے۔ (سورہ اعراف، آیت ۷۹)

مذکورہ آیت کریمہ میں قوم کی ہٹ دھرمی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ خیر خواہوں سے تم کو کوئی غرض ہی نہیں۔ اس سے یہ بات سمجھ

میں آتی ہے کہ جہالت کی وادیوں میں بھٹکنے والے انسان اور کفر و ضلالت کی تاریکی میں گم ہونے والی قوم بھلے اور برے کی تمیز سے محروم رہتی ہے۔

اگر ہم حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا جائزہ لیں تو اس قوم کی بے راہ روی اور گمرہی کا اندازہ لگ سکتا ہے۔

اسی طرح سے حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کا قول"

یٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَ نَصَحۡتُ لَکُمۡ فَکَیۡفَ اٰسٰی عَلٰی قَوۡمٍ کٰفِرِیۡنَ"

اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی تو کیوں کر غم کروں کافروں کا۔

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ کے جلیل القدر پیغمبر نے اپنی ذمہ داری منصب کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمادیا کہ رسالت اور نصیحت ہم نے پہنچادی اب اگر تم ایمان نہ لاؤ تو قصور تمہارا ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے دیوانو! ایک اور مقام پر حضرت ہود علیہ السلام نے اسی بات کو دوسرے انداز میں فرمایا" أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبّی وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِین تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں۔(سورہ اعراف، آیت:۶۸)

کفار کا حضرت ہود علیہ السلام کی جناب میں یہ گستاخانہ کلام کہ تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں، جھوٹا گمان کرتے ہیں، انتہائی درجے کی بے ادبی اور کمینگی تھی اور وہ مستحق اس بات کے تھے کہ انہیں سخت ترین جواب دیا جاتا مگر آپ نے اپنے اخلاق و آداب

اور شانِ علم سے جو جواب دیا اس میں شان مقابلہ ہی نہ پیدا ہونے دی اور ان کی جہالت سے چشم پوشی فرمائی۔ اس سے دنیا کو سبق ملتا ہے کہ سفہاء اور بد خصال لوگوں سے اس طرح مخاطبہ کرنا چاہیئے مع ہذا آپ نے اپنی رسالت اور خیر خواہی وامانت کا ذکر فرمایا اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اہل علم و کمال کو ضرورت کے موقع پر اپنے منصب وکمال کا اظہار جائز ہے۔

میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے دیوانو! آپ دیکھتے چلے جائیں کہ انسانوں کی خیر خواہی کے لئے شب و روز کاوشیں کرنے والے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کیا کیا سمجھتی رہی اور کہتی رہی لیکن صبر و استقامت کے پیکر بن کر وہ لوگوں کو دین حنیف کی طرف بلاتے رہے اور جواباً دنیا کیا کہہ رہی ہے اس کی پرواہ تک نہ کی اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خالق عزت اللہ ہے اور بھلائی کی دعوت دینا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

حرص دنیا کی لالچ میں اندھی قوم اور دنیا ہی کے لئے جینا دنیا ہی کے لئے مرنا اس ضابطہ پر عمل کرنے والی قوم یہ تصور کرتی رہی کہ نصیحت کے عوض میں انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام شاید ہمیں دعوتِ اسلام دے کر اور دین کی اعلیٰ قدروں سے آشنا کرا کر کچھ مالو منفعت کے خواہش مند ہوں گے تو دولت و ثروت کی لالچ دے کر دعوت دین کے فروغ کو روکنے کے لئے انہوں نے کوشش کی حتی کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جزیرۃ العرب کی جو زمین اور جو دوشیزہ پسند ہو اس کی پیش کش کی گئی لیکن معبودِ برحق کے فرستادہ پیغمبر درد انسانیت سے لبریز سینہ لے کر جس مقصد کے تحت اس فرش گیتی پر تشریف لائے تھے اس مقصد کو کیسے چھوڑ سکتے تھے، اس لئے ان

کے شکوک و شبہات کو رفع کرتے ہوئے اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ‘‘ اور واضح کر دیا کہ مال وزر کی حرص تو بہت دور کی بات ہے اگر چاند و سورج بھی میرے ہاتھوں میں رکھ دیئے جائیں تو بھی لمحے بھر کے لئے میں اپنے مقصد سے انحراف نہیں کر سکتا۔

ارے جس رسول مختار کو اللہ اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادے اور جس کے ارد گرد پہاڑ سونے اور چاندی کے بن کر چلنے کے لئے تیار ہوں اسے کسی انسان سے مال و دولت کی کیا حاجت۔ سچ کہا ہے بریلی کے تاجدار سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے۔

مالک کونین ہیں جو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شفقت، رحمت اور بے غرضی سے انسانوں کے دلوں کا تزکیہ فرمایا اور دیکھتے دیکھتے تیئیس سال کی قلیل مدت میں ایک لاکھ سے زائد انسانوں کو شربت اسلام پلا کر نشہ اسلام میں مخمور کر دیا اور وہ لوگ جن کے دل اتنے سخت تھے کہ جنہیں بچیوں کے زندہ در گور کرنے پر احساس جرم تک نہ تھا ان کے دلوں میں یتیم بچیوں کی پرورش کرنے کا جذبہ پیدا فرما کر یہ واضح کر دیا کہ اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے جس کے ایک ایک حکم میں ہزارہا بھلائیاں اللہ نے رکھی ہیں۔

چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی بن کر تشریف لائے تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا تو ممکن نہ تھا تو اللہ عزوجل نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعہ فروغ اسلام کا کام لیا، ان کے بعد تابعین نے یہ ذمہ داری

سنبھالی اور پھر تبع تابعین نے۔ غرض کہ خلافت راشدہ کے بعد چوں کہ ملوکیت کے دور کا آغاز ہو چکا تھا لہذا جو کام خلیفہ وقت کیا کرتے اور مضطرب انسانوں کو قانونِ اسلام کا پابند کر کے اطمینان و چین کی دولت سے مالا مال فرماتے، وہ کام آہستہ آہستہ ملوکیت کے عروج کے ساتھ ساتھ مدھم پڑتا رہا۔ چوں کہ اسلام خیر خواہی کا مذہب ہے اس لئے بھٹکے ہوئے انسانوں کی خیر خواہی کے لئے اللہ کے وہ بندے جن کو رب نے اپنی دوستی کا تاج عطا فرمایا وہ میدانِ عمل میں کود پڑے اور اپنے پاکیزہ کردار اور بے لوثی کے ذریعہ مخلوق خدا کی ایسی خدمت کی اور ایسا بھلا چاہا کہ دنیا ان کے حسنِ اخلاق و خیر خواہی سے متاثر ہو کر دامنِ اسلام میں پناہ لینے لگی۔ انہیں بندوں میں سلطان الہند، عطائے رسول ﷺ، خواجہ خواجگاں معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ہیں جن کے وصال کو آج صدیاں گزر گئیں لیکن آج بھی دکھی انسانوں کی خیر خواہی اور مضطرب انسانوں کو چین کی دولت اپنے مزار پر انوار سے بانٹتے نظر آتے ہیں۔

میرے پیارے آقا ﷺ کے پیارے دیوانو! خواجہ خواجگاں، خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مرضی سے ہند کی زمین پر تشریف نہیں لائے بلکہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے انہیں سلطان الہند بنا کر ہندوستان کی سرزمین پر اجمیر کے علاقے میں جانے کا حکم عطا فرمایا۔

ہند کی سرحد میں داخل ہونے سے پہلے شہاب الدین غوری کی شکست خوردہ فوج کا ایک سپاہی جو پرتھوی راج سے شکست خوردہ فوج کا ایک سپاہی تھا، اس نے غریب نواز کو جب دیکھا کہ آپ عازم اجمیر ہیں تو عرض کرنے لگا اے اللہ کے برگزیدہ بندے اخدا کے لئے تم اجمیر نہ جاؤ، ابھی ہم پرتھوی راج کی فوج سے شکست

کھا کر لوٹ رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ کوئی برا سلوک وہ کر بیٹھے لہذا میری گزارش ہے کہ آپ اجمیر کا ارادہ ترک کر دو۔

سلطان الہند غریب نواز علیہ الرحمہ نے اس کے کلمات جب سنے تو آپ کا عشق الٰہی جوش میں آیا اور برجستہ آپ نے ارشاد فرمایا "اے شہاب الدین غوری کی شکست خوردہ فوج کے سپاہی! کان کھول کر سن لے تم لوگ جب چلے تھے تو تلواروں کے بھروسے پر اور معین الدین چلا ہے تو اللہ کے بھروسے پر کچھ ہی دنوں میں دنیا نے دیکھ لیا کہ بوسیدہ لباس میں ملبوس اور اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے اس عاشق نے صرف اجمیر کی دھرتی ہی کو تکبیر کے لاہوتی نغموں سے مسحور نہ کیا بلکہ لاکھوں انسانوں کے دلوں میں شمع اسلام کو جلا کر یہ واضح کر دیا کہ جب بھی مادی طاقتوں کا مقابلہ روحانی طاقتوں سے ہوا تو اللہ عزوجل نے اپنے فرمان قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ کے مطابق کامیابی انہیں کو عطا فرمائی جن کا دل یاد الٰہی اور یادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دردِ امت میں تڑپتا ہے۔

آئیے ان تمہیدی کلمات کے بعد سلطان الہند خواجہ خواجگاں، خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے حالات زندگی اور سوانح عمری پڑھیں اور اپنے دل کو ان کی محبت سے منور مجلی کریں۔

خاندان

حضرت خواجہ خاندان رسالت کے وہ روشن چراغ ہیں جس کی نورانی شعاعوں نے نہ صرف سرزمین ایشیا میں ہزاروں قلوب کو نور توحید وضیائے معرفت سے منور

کر دیا بلکہ تمام عالم میں اپنی لازوال روشنی پھیلا دی، آپ کے آباء واجداد کو علم و فضل، زہد و تقویٰ اور حق شناسی و خداری میں طرہ امتیاز حاصل رہا ہے، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ صرف جاہلیت سے پاک وصاف ہے بلکہ ہدایت خلق کے لئے بعض انبیاء علیہم السلام کا بھی حامل ہے، اس کا فیض حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے نسب نامہ کو یہ ملا کہ آپ کا نسب نامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آپ کی ذات اقدس تک نہ صرف دینداری اور پرہیز گاری میں ممتاز ہے بلکہ اس میں مخلوق کی رہبری کے لئے بعض اماموں کی مقدس شخصیتیں بھی نظر آتی ہیں، یہ حضرات فقر و درویشی اور بزرگی میں یگانہ روزگار ہوئے ہیں۔ آپ کے شجرہ میں بہت سے اختلافات ہیں مگر یہ امر مسلّم ہے کہ آپ بلحاظ نسب نامہ پدری حسینی ہیں اور بموجب شجرہ مادری حسنی ہیں۔

نسب نامہ پدری

معین الدین بن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین ظاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

شجرہ مادری

بی بی ام الورع المعروف بہ بی بی ماہ نور و خاص الملکہ بنت سید داؤد بن حضرت عبداللہ الحنبلی بن سید زاہد بن سید مورث بن سید داؤد بن سیدنا موسیٰ جون بن سیدنا عبد

اللہ بن سیدنا حسن مثنی بن سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

والدین وبرادران

آپ کے والد بزرگوار حضرت سید غیاث الدین بہت متقی پرہیز گار تھے اور مشائخ خراسان میں ممتاز تھے، خاندانی شرافت کے ساتھ صاحب دولت وثروت بھی تھے۔

غوث الاعظم سے قرابت

حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی المعروف بہ غوث پاک حضرت عبد اللہ الحنبلی کے پوتے ہیں اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ بی بی ماہ نور حضرت عبد اللہ الحنبلی کی پوتی ہیں۔ ان ہر دو کے والد آپس میں بھائی ہیں۔ اس رشتہ سے غریب نواز کی والدہ غوث الاعظم کی چچازاد بہن ہیں اور غوث پاک غریب نواز کے ماموں ہیں۔ ایک دوسرے رشتہ سے غریب نواز اور غوث پاک آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں، تیسرے رشتہ سے غریب نواز غوث الاعظم کے ماموں ہوتے ہیں۔ ان رشتوں کی مطابقت اس طرح ہو جاتی ہے کہ غوث پاک کی والدہ غریب نواز کی ننہائی رشتہ میں خالہ اور ددھیالی رشتہ میں بہن ہیں۔

ولادت مبارک۔ جائے ولادت

آپ کی جائے ولادت میں اختلاف ہے، مؤلف سیر العارفین نے آپ کا مؤلد

سجستان لکھا ہے۔ بعض نے سنجار متّصل موصل لکھا ہے۔ بعض نے متّصل اصفہان سنجر لکھا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ حسب سیر الاقطاب آپ کا آبائی وطن سنجر ستان (صوبہ سجستان یعنی سنجری اسیسان ہے اور جائے ولادت صفاہان (اصفہان) ہے لیکن آپ کی بود و باش سنجان میں رہی جو سنجر کے نام سے مشہور ہے بقول ابوالفضل یہ قصبہ سنجر سیسان سے متعلق ہے۔ یہاں آپ کے خاندان کے افراد اب تک موجود ہیں، اس کے گرد پہاڑ ہیں پھل بکثرت ہوتے ہیں باشند گان نیک خصلت ہیں۔

خلفائے عباسیہ سادات پر مظالم کرتے تھے اس لئے غالب گمان ہے کہ آپ کے اجداد نے ان کے مظالم سے تنگ آکر دار الخلافت بغداد سے دور سنجر (جس کو ابوالفضل نے سنکر یا سنگر لکھا ہے اور گاف کو جیم سے بدل کر آپ کو سنجری لکھا ہے) میں اقامت اختیار کر لی تھی مگر آپ کی ولادت کے موقع پر آپ کی والدہ اصفہان میں تھیں تاہم سابقہ نسبت مکانی کی وجہ سے اصفہان میں بھی آپ کی نسبت سنجری ہی رہی۔

تاریخ وسنہ ولادت

آپ کی ولادت کے مختلف سنین ۵۲۳ھ اور ۵۳۷ھ کے درمیان لکھے گئے ہیں مگر بحوالہ کلمات الصادقین مؤلف مرات الاسرار نے آپ کا بعمر ۹۷ سال ۶۲۷ھ میں وصال پانا لکھا ہے ۶۲۷ میں سے ۹۷ سال عمر کے کم کر دینے سے آپ کا سنہ ولادت ۵۳۰ برآمد ہوتا ہے یہی سال ولادت مؤلف مرآت الانساب (ص:۱۶۰) اور خاندان زبیر کنبوی (جلد اول ص: ۳۱۶) وغیرہ نے لکھا ہے۔ مرقعہ

خواجگان نے ص: ۱۱۱ پر بحوالہ آئینہ تصوف اور بعض دوسرے تذکرہ نویسوں نے آپ کی تاریخ ولادت ۹/ جمادی الآخرہ لکھی ہے۔ ۵۳۰ھ کی یہ تاریخ ۱۵/ مارچ ۱۳۶ ۱ء روز یک شنبہ سے مطابقت کرتی ہے۔

اسم گرامی اور خطابات والقاب

بعض کے نزدیک آپ کا پورا نام معین الدین حسن ہے مگر بعض کے نزدیک معین الدین ہے اور والدین کے پکارنے کا مختصر نام حسن ہے۔ بعدِ وصال آپ کی پیشانی پر بخط نور ھذَا حَبِیبُ اللہِ" مرقوم تھا۔ اس لئے یہ دربار ایزدی سے عطا کردہ خطاب سمجھا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر جب آپ نے دربار رسالت میں سلام پیش کیا تو جواب سلام کے ساتھ قطب مشائخ بر و بحر کا خطاب عطا ہوا۔ عام طور سے لوگ آپ کو عطائے رسول، خواجہ اجمیر، خواجہ بزرگ ہندالولی، غریب نواز، سلطان الہند، نائب رسول فی الہند وغیرہ کے خطابات سے یاد کرتے ہیں۔

بعض حضرات فاتحہ کے موقعہ پر آپ کے نام کے ساتھ تاج المقربین و المحققین سید العابدین ، تاج العاشقین ، برہان الواصلین، آفتاب جہاں، رحمت ہندوستاں، پناہ بے کساں، دلیل العارفین کے القاب لگاتے ہیں۔

چشتی کہلانے کی وجہ

یہ خیال غلط ہے کہ چشتی سلسلہ حضرت خواجہ غریب نواز سے شروع ہوا بلکہ اس کی ابتدا حضرت خواجہ ابو اسحاق سے ہوئی ، مبدا و منشا چشتیاں حضرت خواجہ

ابواسحاق شامی جب بقصد حصول بیعت حضرت خواجہ ممشا دعلود ینوری کے یہاں بغداد میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت وارادت سے مشرف ہوئے تو حضرت خواجہ ممشاد علود ینوری رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا تیرا نام کیا ہے ؟عرض کیا اس عاجز کو ابو اسحاق شامی کہتے ہیں۔آپ نے فرمایا آج سے ہم تجھ کو ابواسحاق چشتی کہیں گے اور جو تیرے سلسلہ ارادت میں تا قیام قیامت داخل ہو گا وہ بھی چشتی کہلائے گا۔ پس حضرت خواجہ ابواسحاق شامی حسب فرمانِ مرشد چشت (شاقلان جوہرات سے تیس کوس ہے)میں تشریف لائے اور رشد وہدایت میں مصروف ہوئے۔آپ کے سلسلہ کے بزرگوں میں سے حضرت خواجہ ابواحمد چشتی ، حضرت خواجہ محمد چشتی، حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی بھی چشت میں قیام پذیر ہو کر مدفون ہوئے بایں وجہ یہ سلسلہ چشتی کے نام سے مشہور ہوا چوں کہ مذکورہ بالا حضرات حضور خواجہ غریب نواز کے پیرانِ سلسلہ ہیں اس لئے حضرت خواجہ غریب نواز بھی چشتی کہلائے۔

رضاعت

آپ کا عہد طفلی عام بچوں جیسا نہ تھا بلکہ ایام رضاعت میں بھی شان غریب نوازی کا اظہار فرماتے تھے ”بزمانہ رضاعت جب کوئی عورت اپنا بچہ لے کر آپ کے یہاں آجاتی اور اس کا بچہ دودھ کے لئے روتا تو آپ کی والدہ آپ کا اشارہ سمجھ جاتیں اور آپ کا دودھ اسے پلا دیتیں۔اس نظارے سے آپ بہت خوش ہوتے اور فرط مسرت سے ہنستے ۔تین چار سال کی عمر کے زمانہ میں آپ اپنے ہم عمر بچوں کو

بلاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔

صغر سنی

ایک عید کے موقع پر حضرت خواجہ بزمانہ صغر سنی عمدہ لباس پہنے ہوئے نماز کے لئے جارہے تھے، راستے میں آپ نے ایک نابینا لڑکے کو پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا، آپ کو اس پر رحم آیا اسی وقت اپنے کپڑے اتار کر اس بچے کو دے دیئے اور اس کو اپنے ساتھ عید گاہ لے گئے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کبھی کھیل کود میں شریک نہ ہوتے تھے۔

نشوونما اور ابتدائی تعلیم

آپ کا نشوونما خراسان میں ہوا، ابتدائی تعلیم کے متعلق کتابوں میں تفصیلات نہیں ہیں مگر حال کے ایک تذکرہ میں لکھا ہے کہ ابتدائی تعلیم آپ نے گھر پر حاصل کی۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا بعد از آں آپ سنجر کے مدرسے میں داخل ہو گئے یہاں آپ نے تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور تھوڑے عرصے میں بہت علم حاصل کر لیا۔

ایک مجذوب سے ملاقات

ایک دن آپ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے کہ اپنے وقت کے مشہور مجذوب حضرت ابراہیم قندوزی کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت خواجہ نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ انہیں بٹھایا اور خوشہ انگور سے ان کی تواضع کی۔ خواجہ کے

حسنِ سلوک سے مجذوب کا دل خوش ہو گیا انہوں نے اپنی بغل سے سوکھی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور دانت سے چبا کر حضرت خواجہ کو دیا، اسے کھاتے ہی دل کی حالت بدل گئی، کیف و سرمستی کے عالم میں باغ و پن چکی فروخت کر کے ساری قیمت فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دی اور خراسان کی طرف نکل گئے۔

(ماہنامہ استقامت کا اولیاء نمبر، جولائی ۱۹۷۷ء ص:۶۳)

خراسان سے ہندوستان تک کا سفر نامہ

۵۲۵ھ سے ۶۳۲ھ تک کا اکثر زمانہ آپ نے سفر میں گزارا ہے اس درمیان میں کہیں ہفتوں، کہیں مہینوں اور کہیں سالوں تک قیام بھی ثابت ہے، دورانِ سفر میں جو جو مقامات آپ کے قدموں کے نیچے سے گزرے ہیں ان کی ایک اجمالی فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) خراسان (۲) سمرقند (۳) بخارا (۴) عراق، عرب (۵) ہارون (۶) بغداد (۷) کرمان (۸) ھمدان (۹) تبریز (۱۰) استرآباد (۱۱) خرقان (۱۲) میمنہ (۱۳) ہرات (۱۴) سبزہ وار (۱۵) افغانستان (۱۶) غزنی (۱۷) رے (۱۸) فالوجہ (۱۹) مکہ معظّمہ (۲۰) مدینہ طیبہ (۲۱) بدخشان (۲۲) دمشق (۲۳) جیلان (۲۴) اصفھان (۲۵) چشت (۲۶) ہندوستان براہِ ملتان، لاہور، سمانہ، دہلی، اجمیر۔

اس سفرنامہ میں بیس سال کا وہ سفر بھی شامل ہے جو حضرت خواجہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہم رکابی میں کئے ہیں۔ اس سفر میں سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت خواجہ کی ملاقات کئی بار ہوئی

ہے ایک ملاقات میں حضور خواجہ کے متعلق غوث اعظم کی یہ بشارت بھی منقول ہے کہ یہ مرد مقتدائے روزگار سے ہے، بہت سے لوگ اس کے ذریعہ منزل مقصود کو پہنچیں گے۔ (بعض اہلِ علم نے اس سے اختلاف کیا ہے)

مرشد سے ملاقات

انیس الارواح میں خود حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اپنے مرشد سے ملاقات اور بیعت کا واقعہ اپنے قلم سے یوں تحریر فرماتے ہیں:

مسلمانوں کا یہ دعاگو معین الدین حسن سنجری بمقام بغداد شریف خواجہ جنید کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی دولت پابوسی سے مشرف ہوا۔

اس وقت مشائخ کبار حاضر خدمت اقدس تھے جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا، پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا دو رکعت نماز ادا کر، میں نے ادا کی، پھر فرمایا قبلہ رو بیٹھ، میں بیٹھ گیا حکم دیا سورہ بقرہ پڑھ میں نے پڑھی، فرمان ہوا اکیس بار درود شریف پڑھ میں نے پڑھا، پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا: آتا کہ تجھے خدا تک پہنچا دوں، بعد ازاں مقراض (قینچی) لے کر دعاگو کے سر پر چلائی اور کلاہِ چہار ترکی اس درویش کے سر پر رکھی گلیم خاص عطا فرمائی۔

پھر ارشاد فرمایا بیٹھ جا، میں بیٹھ گیا، فرمایا ہمارے خانوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج رات دن مشغول رہ، یہ درویش بحکم محترم مشغول رہا، دوسرے دن جب حاضرِ خدمت ہوا ارشاد فرمایا آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا،

دریافت فرمایا زمین کی طرف دیکھ میں نے دیکھا، استفسار فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا تحت الثریٰ تک، فرمایا پھر ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی، فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا، پوچھا اب کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا حجاب عظمت تک، فرمایا آنکھیں بند کر، میں نے بند کرلیں، فرمایا کھول، میں نے کھول دیں، پھر مجھے اپنی انگلیاں دکھا کر سوال کیا، کیا دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھتا ہوں۔

بعد ازاں سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ کے اٹھانے کا حکم دیا۔ میں نے اٹھایا تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا اسے لے جا کر فقراء میں تقسیم کر دے۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بعد ازاں حاضرِ خدمت ہوا ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں گزار عرض کیا فرمانِ عالی سر آنکھوں پر۔

شجرۂ طریقت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی مرید حضرت شریف ژاندنی مرید حضرت خواجہ قطب الدین چشتی مرید حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی مرید حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی مرید حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی مرید حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری مرید حضرت شیخ امین الدین ہبرۃ البصر ی مرید حضرت سدید الدین حدیفتہ المرعشی مرید حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی مرید حضرت ابو فضیل بن عیاض مرید حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید مرید حضرت خواجہ حسن بصری مرید امام الاولیاء سیدنا علی کرم اللہ وجہہ۔

معین الہند کا لقب

ایک دفعہ آپ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور عرصہ تک قیام پذیر رہنے کے بعد آپ نے مدینہ شریف ہی میں مستقل قیام کرنے کا ارادہ کیا تو ایک رات دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپکو یہ بشارت ہوئی معین الدین !تم میرے دین کے معین ہو، میں نے ولایت ہندوستان تمہیں عطا کی۔ وہاں ظلمت کفر پھیلی ہوئی ہے تم اجمیر جاکر قیام کرو تمھارے وہاں جانے سے ظلمتِ کفر دور ہو جائے گی اور اسلام رونق پذیر ہو گا"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر آپ بہت خوش ہوئے اور متحیر بھی کہ اجمیر کدھر ہے اسی سوچ میں مبتلا تھے کہ آپ پر غنودگی طاری ہوئی، اسی حالت میں عالم رویا (خواب) میں سرور کائنات تشریف لائے، باقی واقعہ خود حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، معین الدین دیکھو! تمام مشارق و مغارب کے دروازے تمھارے لئے کھلے ہیں اس کے بعد آپ کو اجمیر شریف، قلعہ اور تمام پہاڑ دکھائے گئے اور ایک انار عطا کیا اور ارشاد فرمایا خدا نے تمہیں تحفہ عطا کیا ہے چنانچہ اسکے بعد آپ ہندوستان تشریف لائے اور بالآخر اجمیر شریف جلوہ افروز ہوئے۔

بار اول ورود ہند، ملتان میں تشریف آوری

ہرات سے روانہ ہو کر بار اول وارد ہند ہوئے یعنی ملتان میں قدم رنجہ فرمایا، ورود ملتان کے متعلق دلیل العارفین میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت غریب نواز کا مندرجہ ذیل بیانِ ارقام فرماتے ہیں:

"یہاں ملتان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی ان بزرگ نے دورانِ ملاقات فرمایا اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے، اول بوجہ ندامت، دوم معصیت ترک کرنے کے خیال سے ہوم اپنے آپ کو خصومت اور ظلم سے پاک رکھنے کے لئے۔"

خواجہ غریب نواز اور اشاعت اسلام

خواجہ خواجگان حضور معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ عنہ کفرستان ہند میں اسلام کی شمع فروزاں کرنے والے ہیں، آپ سے پہلے اس خطہ میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لانے والے صوفیاء میں شیخ اسماعیل محدث، شیخ صفی الدین گزرانی، شیخ حسین زنجانی، شیخ علی ہجویری اور سلسلہ چشتیہ کے بزرگ خواجہ ابو محمد ابن ابی احمد چشتی کے اسمائے گرامی آتے ہیں مگر اس علاقہ کی روحانی سیادت خواجہ اجمیر کے لئے مقدر تھی۔

والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، ترکہ میں ایک باغ ملا اسی کی نگہداشت کے دوران ابراہیم قندوزی نامی ایک بزرگ کا پس خوردہ منہ میں پڑا اور دل انوار الٰہی سے منور ہو گیا۔ دنیا کی محبت مردہ پڑ گئی۔ راہ حق میں نکل پڑے، سمرقند میں کلام اللہ حفظ کیا اور دینی علوم حاصل کئے، عراق کا رخ کیا جس کے ایک قصبہ ہارون میں ایک خدا رسیدہ بزرگ ان کے حصہ کی نعمت سرمدی کے لئے منتظر تھے، حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ ان سے شرف بیعت پایا۔ مرشد کامل نے اپنے سلسلہ میں

داخل فرمانے کے بعد چہرہ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور مرید صادق کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "ترا بخدا رسانیدم و مقبول حضرتِ اوست گردانیدم" میں نے تجھے خدا تک پہونچا دیا اور حق تعالی کا مقبول بنا دیا۔

حضرت خواجہ اجمیری کا سلسلہ طریقت چودہ واسطوں کے بعد سیدنا مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے جاملتا ہے۔ حضرت سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ عنہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں کم و بیش بیس سال رہے، مرشد کامل نے گوہر شب تاب کی تراش خراش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ روحانیت کی اعلیٰ قدروں سے روشناس کرایا، خود اپنے ہمراہ اکناف عالم کے اولیاء اللہ اور شناورانِ راہِ طریقت سے ملاقاتیں کرائیں، تاآنکہ رحمۃ للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں لے کر حاضر ہوئے، دربار رسول میں مرشد کامل نے مرید فاضل کو پیش کیا تو آقاؤں کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقدِ مبارک سے آواز آئی معین الدین مجھے پیارا ہے میں نے اسے قبول کیا اور اپنا بنایا"

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کو اپنے اس یگانہ روزگار مرید پر ناز تھا۔ بے حد پیار فرماتے تھے۔ آپ کا فرمان ہے۔ "معین الدین خدا کا پیارا ہے اور مجھے اپنے اس مرید پر فخر ہے"

سیر و سیاحت

دس سال تک آپ نے اپنے پیر و مرشد کے ساتھ اکناف عالم کی سیر کی۔ پیر و مرشد سے رخصت ہونے کے بعد بھی آپ نے سیر و سیاحت کا سلسلہ جاری

رکھا۔ جن علاقوں کو آپ نے دوران سیاحت دیکھا۔ کچھ نام آپ پڑھ چکے ہیں۔

بغداد شریف میں آپ نے سرکار غوث الثقلین، قطب الدارین محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ۵۷ روز گزار کر، ان سے فیوض و برکات لئے (اور سیر العارفین کی روایت کے مطابق غوث پاک کی خدمت عالیہ میں پانچ روز رہے) اسی طرح سنجان میں شیخ نجم الدین کبریٰ، اور بغداد ہی میں حضرت شیخ ضیاء الدین پیرومرشد، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، تبریز میں حضرت شیخ ابوسعید تبریزی، اصفہان میں شیخ محمود اصفہانی، بلخ میں شیخ احمد خضرویہ، غزنین میں نظام الدین ابوالموید کے مرشد شیخ عبدالواحد غزنوی کی مجالس میں رہے اور ان تمام سے روحانی و عرفانی برکات کے خزانے سمیٹے۔ آپ نے اولیاء اللہ کے مزارات پر پہنچ کر مراقبے کئے۔ ہمدان میں مزار شیخ ابو یوسف ہمدانی، خرقان میں شیخ ابوالحسن خرقانی، ہرات میں شیخ عبداللہ انصاری اور ملتان (لاہور) میں علی ہجویری قدست اسرار ہم کے مزارات پر چلہ کشی کی اور وہاں سے رخصت ہوتے وقت یہ شعر پڑھا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اشاعت اسلام

ملک ہند میں اپنا تبلیغی مشن شروع کرنے سے پہلے پانچ سال تک ملتان میں رہ کر ہندوستان کی زبان سیکھی۔ حضرت خواجہ اجمیر جب حاضر بارگاہِ رسالت ہوئے تو سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہندوستان جانے کی بشارت عطا فرمائی۔

دلیل العارفین میں اجمیر کے غالبا سفر روحانی کی جانب اشارہ ملتا ہے کہ ایک

مجلس میں فقراء و مریدین کے سامنے آپ عارف کی صفتوں پر تقریر فرما رہے تھے اسی اثناء میں اشک بار ہو گئے اور فرمایا میں اس مقام کا سفر کرتا ہوں جہاں میرا مدفن ہے اس کے بعد سب کو رخصت کر دیا صرف خواجہ قطب الدین کو ساتھ چلنے کا حکم دیا بہر حال صحیح اور مشہور ترین روایت ہے کہ راجہ پریتھوی راج کے زمانے میں آپ اجمیر تشریف لائے۔

راجہ کے مقربین کو اپنے علاقہ میں مسلمان درویشوں کا آنا ناگوار ہوا اور انہوں نے نت نئے حیلوں بہانوں اور اپنی شرارتوں سے انہیں تنگ کرنا شروع کر دیا تاکہ یہ لوگ اکتا کر چلے جائیں مگر اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوئے، بڑے بڑے معرکے ہوئے ، ان معرکوں کی حیثیت گویا اسلام اور کفر کے مقابلے کی تھی۔ قدرت خداوندی کو اس سرزمین پر اسلام کو فروغ بخشنا منظور تھا۔ اس لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو مبلغ اسلام نہیں، بلکہ چلتا پھرتا اسلام بنا کر یہاں بھیج دیا تھا تمام ہندو جوگیوں اور جادوگروں کو خواجہ صاحب کے مقابلے میں کھلی ہوئی شکستوں کو سامنا کرنا پڑا، ہندو مذہبی رہنماؤں کا سردار جوگی جے پال نہ صرف یہ کہ آپ کے مقابلے میں ہار گیا بلکہ اعتراف شکست کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہوا آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے روحانی تعلیمات دے کر اپنی خلافت سے نوازا۔

حضرت خواجہ صاحب کی روحانی عظمتوں کے نئے نئے واقعات اجمیر کی سرزمین پر دیکھ دیکھ کر راجہ پریتھوی راج کے لشکریوں میں سے لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ راجہ اور اس کے ہم مذہب ایسے لوگوں کو اذیت دیتے تو وہ لوگ آپ کی خدمت میں استغاثہ لاتے راجہ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھ کر

اپنے اور اپنی حکومت کے لئے خطرہ کا احساس کیا اور آپ کو اجمیر بدر کرنے کا حکم دیا۔ آپکو جب یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا "رائے پتھو را را زندہ گرفتہ بدست لشکر اسلام دادم" رائے تھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔

چنانچہ پتھو را رائے کی اس گستاخی کے بعد ہی ایک دن کی بات ہے خراسان میں بادشاہ شہاب الدین غوری نے خواب دیکھا۔ خواجہ غریب نواز سامنے کھڑے ہوئے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں ملک ہند کی بادشاہت دینے والا ہے تم اس کی جانب قدم بڑھاؤ۔ سلطان نے فوراحملہ کی تیاری کی اور آپ کے فرمان کے بموجب فاتح و کامراں ہوا اور وارث النبی کے فیضانِ روحانی سے یہ خطہ غلغلہ اسلام سے گونج اٹھا۔

حضور خواجہ خواجگان کی برکت سے ہندوستان میں مشرف باسلام ہونے والوں کے بارے میں مصنف خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے "ہزار در ہزار از صغار و کبار بخدمت آں محبوب کردگار حاضر شدہ مشرف بہ شرف اسلام واردات آں حضرت شدند" ہزار ہا ہزار چھوٹے بڑے اس محبوب خدا (خواجہ صاحب) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے اور حضرت کے مرید ہوتے۔

عظمت اخلاق

سرکار غریب نواز مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روحانی نائب تھے، آپ کے اخلاق و کردار کی عظمت اور بنی نوع انسان کی بچی بہی خواہی کے جذبات نے بھی لوگوں پر اثر کیا۔ روحانی کمالات میں ید طولی کے ساتھ ساتھ خون کے پیاسوں کے ساتھ بھی

عفو و درگزر اور عطا و بخشش آپ کی فطرت میں شامل تھا۔ ایک بار ایک شخص کسی کا آلہ کار بن کر آپ کے قتل کے ارادے سے آیا ان خنجر اس کی آستین میں تھا، حضرت کو اس کے ارادے سے واقفیت ہوگئی، آپ کے باطنی نور نے اس کی بدنیتی آپ پر ظاہر کر دی، پھر جب وہ آیا تو آپ نے اس کو بہت پیار سے بٹھایا اور نہایت نرمی سے کہا کہ جو ارادہ کر کے آئے ہوا سے پورا کرو، وہ کانپ اٹھا اور چھری سامنے رکھ کر معافی کا خواستگار ہوا اور کہا میں حاضر ہوں آپ مجھے میری نیت بد کی سزا دیجئے۔ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے فرمایا فقیروں کا شیوہ بدلہ لینا نہیں ہے بلکہ ہم لوگوں سے تو کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس سے نیکی سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے اس کے حق میں دعا کے لئے دستِ مبارک اٹھایا اور آپ کی توجہ سے وہ مقرب بارگاہِ حق ہوگیا۔ اسے ۴۵ بار حج کی توفیق ملی اور اسی مقدس زمین پر انتقال پاکر دفن ہوا۔

آپ پڑوسی مسلمانوں کے جنازہ میں شرکت فرماتے اور دفن کے بعد سب لوگ چلے جاتے تو دیر تک دعائے خیر فرماتے رہتے۔ دلیل العارفین میں ہے کہ ایک بار آپ حسب معمول ایک قبر پر کھڑے تھے کہ چہرہ مبارک کا رنگ متغیّر ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد معمول پر آیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین یہ حالات دیکھ رہے تھے وجہ پوچھی تو فرمایا قبر میں عذاب کے فرشتے آئے تھے لیکن پھر رب تعالیٰ کی رحمت ہوئی اور قبر سے عذاب دور ہوگیا۔

تاثیر نظر

سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ عنہ ہندوستان میں نائب مصطفیٰ بن کر تشریف

لائے۔ ان کے اخلاق و کردار کا ہر گوشہ سنتِ محمدی کا آئینہ تھا۔ زبان کیا تھی کلمہ توحید کی شمشیر براں اور نگاہ کیا تھی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ، ایک بار کی بات ہے آپ ایک باغ میں حوض کے کنارے فروکش تھے، علاقہ کا تند خو حکمراں یار محمد نامی رافضی ادھر آنکلا، اجنبی صورت دیکھ کر ذہن میں کچھ نفرت لئے بڑھا۔ خواجہ غریب نواز نے اسے ایک نظر دیکھا تو مغلوب الحال ہوگیا، ہوش حواس گم ہوگئے، آپ نے پانی کے چھینٹے دئے، ہوش میں آیا تو اپنے اہل و عیال اور دوست احباب سمیت حضرت خواجہ صاحب کا گرویدہ ہوگیا۔ رفض شیعیت سے تائب ہو کر مرید ہوگیا اور اپنی ساری دولت نذر کو لایا۔ آپ نے ایک پیسہ بھی نہیں لیا اور فرمایا ظلم وستم سے حاصل کیا ہوا مال اس کے مالکوں کو دے دو۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر آپ کی صحبت میں رہ کر باطنی علوم کی تکمیل کر کے آپ کی خلافت سے سرفراز ہوا۔

دلوں پر حکمرانی

حضرت خواجہ غریب نواز سیر و سیاحت کے زمانے میں بھی اکثر روزہ سے رہا کرتے، تیر کمان اور چقماق ساتھ رکھتے، شکار کرتے اور گوشت بھون کر افطار فرماتے حکیم ضیاء الدین نامی ایک شخص بلخ کی آبادی میں درویشوں اور فقراء کے کمالاتِ روحانی کا منکر تھا۔ اتفاق سے اس کی ملاقات حضرت خواجہ غریب نواز سے ہوگئی۔ آپ کلنگ کا شکار کر کے گوشت بھون رہے تھے، حضرت خواجہ غریب نواز پر اس کے باطنی مرض کا انکشاف ہوا آپ نے بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا انہیں دیا انہوں نے وہ کھایا، کھانا تھا کہاں کی حالت متغیّر ہوگئی، دل کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوگیا۔

بے خودی کی کیفیت کچھ کم ہوگئی تو حضرت کے قدموں پر گر کر زندگی بھر کے لئے غلامی اختیار کرلی اور مرید ہوگئے، نہایت مشہور طبیب تھے، فنِ طب کی تمام کتابیں دریا بُرد کردیں اور درویش خدامست کی نگاہوں کے شکار ہوکر عمر بھر راہِ طریقت میں بادہ پیمائی کرتے رہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز عطائے رسول سے بہرہ ور تھے، انہیں خود محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے روحانی کمالات کا مظہر بنا کر ملک ہند میں مقرر فرمایا تھا اسی لئے انکے دم قدم سے اس سرزمین کفر پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جتنا عظیم الشان کام ہوا لشکر وسپاہ اور تخت و تاج والوں سے اس کا عشر عشیر بھی نہ ہوا۔ حضور خواجہ غریب نواز کے ذریعہ ہندوستان میں کتنے لوگوں نے کن کن ذرائع سے اور آپ کے کن کن کمالات وخصائل سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا گو تاریخ وسوانح کے صفحات پر ان کے واضح نشانات نہیں ملتے تاہم یہ باور کرنا ہوگا کہ ہندوستان جیسی کفر وشرک کی دھرتی پر توحید کی علمبرداری کی عظیم خدمات شہنشاہ چشت خواجہ غریب نواز، آپ کے خلفاء اہلِ ارادت درویشوں نے انجام دی ہیں۔ انہیں اہل اللہ کا فیضان ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش نامی دو الگ ریاستیں وجود میں آنے کے باوجود موجودہ ہندوستان میں کم از کم ۱۵ کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ جن کی رگوں میں توحید کا لہو گردش کر رہا ہے۔

سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ خود رائے پتھورا کی فوج میں سے معزز لوگ آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ عوام کا اندازہ بھی اسی سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کی تبلیغ کا عمومی اثر تو پورے ملک پر ہوا مگر اجمیر، راجستھان اور دہلی واطراف میں آپ سے بلاواسطہ لوگوں نے اسلام کی دولت پائی اور دوسرے خطوں میں آپ کے خلفاء ومستر

شدین نے اسلام وانسانیت کی انمٹ خدمات انجام دیں، جن کا ذکر آرہا ہے۔ پروفیسر ٹی، ڈبلیو آرنلڈ کی کتاب پریچ ینگ آف اسلام کے ترجمہ دعوتِ اسلام میں ہے۔

یہاں (اجمیر) پہونچنے کے بعد جس کو پہلے پہل آپ نے مسلمان کیا وہ راجہ کا ایک جوگی گرو تھا۔ رفتہ رفتہ ان کے مریدین کی ایک کثیر تعداد ان کے گرد جمع ہوگئی۔ جنہوں نے انکی تعلیم و تلقین سے بت پرستی چھوڑ کر اسلام اختیار کرلیا۔ اب ایک مذہبی پیشوا کی حیثیت سے آپ کی شہرت سب طرف پھیل گئی اور آپ کا شہرہ سن کر بہت سے ہندو لوگ اجمیر میں آئے اور آپ کی ترغیب سے مسلمان ہو گئے۔ روایت ہے کہ جب آپ اجمیر جاتے ہوئے راستہ میں دہلی کے اندر ٹھہرے تھے تو وہاں آپ نے ۷۰۰ لوگوں کو مسلمان کیا تھا۔

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ عرفان وحقیقت کی اس شمع فروزاں کا گزر جہاں جہاں سے ہوتا لوگ پروانہ وار نثار ہوتے اور ناقابل انکار حقائق کھلی آنکھوں سے دیکھ کر کلمہ توحید کے اسیر ہوجاتے۔ انکی تبلیغ کی اصل روح رضائے الٰہی اور انسانی برادری کی بے لوث محبت تھی وہ بنی آدم کو خود ساختہ بکھیڑوں سے چھڑا کر اس کے خالق تک پہونچانے کا درد رکھتے تھے۔

ان کا جو کام ہے وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہونچے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ.

☆☆☆

دربار ہے اعلیٰ تیرا

از: استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا
ہے تری ذات عجب بحر حقیقت
پیارے کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا
کس قدر جوش تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینہ کو تلوا تیرا
گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابر کرم ! زور برسنا تیرا
کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغ عالم
تختہ گلشن فردوس ہے روضہ تیرا
تجھ میں ہیں تربیت خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا
پھر مجھے اپنا در پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خدام پہ سایہ تیرا
تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شان رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا
کیوں نہ بغداد میں جاری ہو ترا چشمہ فیض
بحر بغداد ہی کی نہر ہے دریا تیرا
جب سے تو نے قدم غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا
محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہیں
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا



عظمت والدین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّـلَ سَـيِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَـلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَـفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَـبِيْلِ اللّٰـهِ: فَـاَعُوذُ بِـاللّٰـهِ مِنَ الشَّـيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْـمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيمُ: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُولُهُ الْكَرِيْمُ۔

بے پناہ عقیدت و محبت عقیدت و احترام اور حضورِ قلب کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خراجِ تحسین پیش کریں اور پڑھیں۔

الله رب محمد صلى عليه و سلمانحن عباد
محمد صلى عليه و سلم۔

ماں کی الفت جگر میں بسا لیجیے
باغِ فردوس میں گھر بنا لیجیے
دور گھر سے جہاں جس جگہ بھی رہیں
رات دن اپنی ماں کی دعا لیجیے
دل نہ ٹوٹے کبھی تیرے ماں باپ کا
اُن کو خوش کر کے جنت کما لیجیے

ماں ہو راضی تو راضی رہے گا خدا
اُن کی خدمت سے رب کو منا لیجیے

حضرات محترم!

عصر حاضر میں اخلاق و عادات میں ایسے بگاڑ پیدا ہو چکے ہیں کہ پہلے زمانے میں اس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ بہت سے ایسے طور طریقے جو انسانی نقطہ نگاہ سے اچھے اور مستحسن قرار دیے جاتے تھے ان میں بھی ایسی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں جن کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ انھیں خرابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ماں باپ کے ساتھ نافرمانی اور بدسلوکی عام ہوتی جا رہی ہے، تعلیم یافتہ لوگ بھی چاہے وہ اسکولوں کے پڑھے لکھے ہوں یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے، اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک یا اچھا برتاؤ نہیں کرتے بلکہ کتنے ایسے ہیں جنھیں ماں باپ کی نافرمانی اور حکم عدولی میں کسی برائی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے قربان گاہ کی طرف لے کر چلا تو بیٹا خوشی خوشی باپ کے ساتھ چل پڑا، بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹانا چاہا تو بیٹا بلا تامل لیٹ گیا، یہاں تک کہ باپ نے اپنے عزیز بچے کی گردن پر چھری چلا دی، لیکن بیٹے نے اپنی زبان سے اف تک نہیں کہا۔

یہ فیضان نظر تھا، یا کسی مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

اور آج کا عالم یہ ہے کہ باپ کی اطاعت شعاری میں قربان ہو جانا تو بڑی بات

ہے ،عام طور پر ان کی نافرمانی میں جھجک بھی محسوس نہیں کی جاتی ہے حتی کہ ان کے حکم کو اپنے لیے خلاف شان، بلکہ باعث ننگ و عار تصور کیا جاتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ظلم و تعدی یہ کہ ماں باپ کو گالیاں دی جاتی ہیں، ان کے ساتھ بدکلامی سے پیش آنا اور طرح طرح کی ان پر مصیبتیں ڈھانا عام بات ہے۔ آج سے چودہ سو برس پہلے مخبر صادق حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی ایک نشانی یہ بتائی تھی: اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَ اُمَّهُ (مشکاۃ ص ٤٧٠ باب اشراط الساعة)

ترجمہ: مرد اپنی عورت کا فرماں بردار ہوگا اور ماں باپ) کا نافرمان۔

آپ کی اس پیشن گوئی کا ایک ایک حرف اور ہر ہر نقطہ نئی تہذیب کی اس لعنت پر منطبق ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ اس کی صداقت و سچائی اس طرح سے نمایاں ہے کہ جیسے پیش گوئی کے وقت نگاہ نبوت ان حالات کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ روز مرہ کے واقعات شاہد ہیں کہ اس دور جدید کی اولاد الاماشاءاللہ ماں باپ کی نافرمانی اور دل آزاری کے ہر کام کرنا تو گوارا کر لیتی ہے لیکن بیوی کی نیاز مندی میں ذرہ برابر بھی کوتاہی گوارہ نہیں ہوتی، حالاں کہ اسلام کی تعلیمات کی رو سے اللہ و رسول کے بعد ماں باپ دنیا میں سب سے زیادہ اعزاز و تکریم، ادب واحترام اور حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کے حقدار ہیں۔ (عظمت والدین)

پیار و ممتا کی حسیں مورت ہے میری ماں
گلشن عشق و وفا کی نکہت ہے میری ماں
ساری بہاریں خود سے میرے گھر میں آگئیں
لگتا ہے ایسا باغ جنت ہے میری ماں

ماں باپ کی تعظیم و تکریم کے متعلق آیات واحادیث ملاحظہ ہوں

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (پ:۱۵،س: بنی اسرائیل،آیت:۲۳)

ترجمہ: اگر تیرے سامنے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں ”بھی نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو اور ان سے ادب واحترام سے بولو اور ان کے لیے عاجزی و اطاعت کا باز و محبت و نرم دلی سے بچھا دو اور دعا کرو کہ اے میرے پروردگار! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا انھوں نے بچپنے میں مجھے (شفقت ورحمت سے پالا ہے۔

ان آیات میں پورے ادب واحترام کے ساتھ ماں باپ کی فرماں برداری کے لیے فرش راہ بنے رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور ان کی کسی بھی بات پر اف تک کہنے سے منع فرمادیا گیا ہے، ہوسکتا ہے کہ بیٹے کے اس لفظ سے ان کے دل پر کچھ ٹھیس پہنچ جائے۔ تکلیف دہ باتوں میں اس سے کم تکلیف والی کوئی بات نہیں ہے، اگر کوئی بات اس سے بھی کم تکلیف والی ہوتی تو خداے پاک اس سے بھی منع فرمادیتا۔

فرمان مصطفیٰ ہے، بھلا یا نہ کیجیے
ماں باپ کو کبھی بھی ستایا نہ کیجیے

احادیث:

حضرت ابودر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ میری ماں مجھے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہی ہیں، میں اسے طلاق

دوں یا نہیں؟ حضرت ابودرداؓ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَى الْبَابِ، أَوضَيعُ. (مشكاة شريف ص ٤١٩ باب البر والصلة)

ترجمہ: باپ جنت کے دروازوں میں بیچ اور اوسط کا دروازہ ہے۔ لہٰذا اگر چاہو؛ اس دروازہ کی حفاظت کرو اور چاہو تو برباد کردو۔

دروازے سے مراد جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور اوسط یا بیچ سے مراد عمدہ و بہتر ہے کہ بیچ کی چیز عمدہ ہی ہوا کرتی ہے۔ تو ارشاد نبوت کا مطلب یہ ہوا کہ جو نیک کام جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہیں ان میں عمدہ و بہترین ذریعہ ماں باپ کی خوشنودی اور رضا جوئی ہے۔

تو اے مخاطب! تجھے اختیار ہے کہ بیوی کو طلاق دے کر ماں کو خوش کر لے اور باغ جنت کا حقدار ہو جا یا بیوی کے لیے ماں کو ناراض کر کے جنت اپنے ہاتھوں سے گنواں دے اور نامراد ہو جا۔ (ماخوذ از اشعۃ اللمعات ص:۱۰۵، ج:۴)

نصیحت آموز واقعہ:

حضرات محترم! ایک مرتبہ ہارون رشید نے ایک لڑکا اور اس کے والد کو قید خانہ میں بند کر دیا اور وہ آدمی گرم پانی سے وضو کرنے کا عادی تھا۔ مگر داروغہ جیل نے منع کر رکھا تھا کہ کوئی جیل میں آگ روشن نہ کرے۔ اس لڑکے نے قید خانہ کی قندیل پر پانی گرم کر کے والد کو پیش کیا۔

جب داروغہ جیل کو پتہ چلا تو اس نے قندیل بلندی پر لٹکا دیا۔ دوسری رات لڑکے نے پانی کا برتن اپنے دل پر رکھا، حرارت قلبی و جسمانی سے پانی قدرے گرم ہو گیا، والد نے دریافت کیا پیارے! اس کو تو نے کس طرح گرم کیا؟ جواب دیا: ابو جان! اپنے دل پر رکھ کے گرم کیا، تو والد نے دعا کی اے میرے معبود! میرے بیٹے نے جو خدمت کی ہے اس کے بدلے اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے۔

(نزھۃ المجالس، ج:۱، ص:۲۳۲)

حضرات محترم! ہمیں اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے اور ہمیشہ والدین کی خدمت کرنی چاہیے اور ان سے مؤدبانہ عرض کرتے رہیں کہ آپ رب کے حضور دعا فرما دیجیے کہ اللہ میری خطاؤں کو معاف کر دے۔ اس لیے کہ جب کوئی اولاد رات کی تاریکی میں اپنی والدہ کی خدمت کرتی ہے اور عرض کرتی ہے میری امی جان! آپ بھی میری غلطی کو بھول جائیں اور رات کے سناٹے میں ماں آنچل اٹھا کر دعا کرتی ہے میرے پروردگار! میرے بیٹے نے اولاد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے، مولیٰ اس کی خطاؤں کو معاف فرما تو رب کی رحمت یہ نہیں دیکھتی کہ یہ لڑکا کتنا بڑا خطا کار، کتنا بڑا گنہ گار ہے بلکہ رب کعبہ اس کی ماں کے سفید بالوں کو دیکھ کر اس بچے کی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے۔ مسلمانو! ہمیشہ ماں سے دعا کی بھیک مانگتے رہو۔

پیاری ماں مجھ کو تیری دعا چاہیے
تیرے آنچل کی ٹھنڈی ہوا چاہیے

دل پذیر واقعہ:

ربِ تبارک و تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

سمندر کی طرف جائیں اور وہاں عجیب و غریب منظر ملاحظہ کریں۔ آپ اپنے وزیر آصف کے ساتھ ساحل سمندر پر پہنچے مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگائیں۔ جب انہوں نے سمندر میں غوطہ لگایا تو ایک عجیب و غریب گنبد نما عمارت دکھائی پڑی، اس عمارت میں چار دروازے ہیرے جواہرات یاقوت و موتی و غیرہا کے بنے ہوئے ہیں اور چاروں دروازے کھلے پڑے ہیں مگر پانی کا ایک قطرہ بھی اس کے اندر نہیں جاتا۔ حیرت بالائے حیرت یہ کہ پانی کی تہ میں موجود اس گنبد نما عمارت میں ایک حسین و جمیل نوجوان مصروف عبادت تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے پاس جاکر اس کی کیفیت معلوم کی، تو وہ بیان کرنے لگا حضور! میرے والد اپاہج اور والدہ اندھی تھی، میں نے سات سال دونوں کی خوب خدمت کی۔ جس وقت موت میری والدہ کو اپنی آغوش میں لینے کے لیے تیار تھی اس وقت میری ماں نے دعا کی کہ الٰہی! میرے بیٹے کو عبادت کے لیے لمبی عمر عطا فرما، اسی طرح جب میرے والد گرامی موت سے قریب ہوئے تو انھوں نے بھی رب سے دعا کی، باری تعالیٰ! میرے بیٹے کو عبادت کے لیے ایسی جگہ عطا فرما جہاں شیطان کا گذر نہ ہو۔

ایک دن میں اس جانب نکلا تو اس گنبد نما عمارت پر نظر پڑی، میں اس کے اندر داخل ہوا اور مصروف عبادت ہو گیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے حالات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: ایک پرندہ ہے جو میرے خوراک کا

اہتمام کرتا ہے، کوئی زردسی چیز مجھے لاکر دیتا ہے جس میں دنیا کی تمام لذتیں مجھے ملتی ہیں، نیند، سردی گرمی، اور غفلت وحشت میرے قریب نہیں آتیں۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا کتنے سالوں سے اس میں مصروف عبادت ہو؟ تو اس نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اب تک۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اب تک دوہزار چار سو سال ہو چکے تھے لیکن اس کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔ پھر اجازت لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام واپس ہوئے اور وہ نوجوان مصروف عبادت ہو گیا۔

(زینۃ المحافل، ترجمہ نزہۃ المجالس، ج:۱، ص:۶۳۴)

پتہ یہ چلا کہ والدین کی دعا رب تعالیٰ قبول و منظور فرماتا ہے۔

نوجوانو! ہمہ وقت والدین کی خدمت کیا کرو اور اپنا مسکن باغ جنت میں بنایا کرو۔

خدمت والدین کیا ہے؟

خدمت والدین کسے کہتے ہیں؟ کوئی حضور سیدنا بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے معلوم کرے۔ آپ فرماتے ہیں سردی کی وہ رات مجھے اچھی طرح آج بھی یاد ہے جب میری والدہ نے مجھ سے پانی طلب فرمایا تھا۔ جب میں پانی لے کر پہنچا اس وقت میری ماں سو چکی تھی، گہری نیند میں تھی۔ میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ میں آپ کو نیند سے بیدار کروں۔ میں نے بہتر اور مناسب سمجھا کہ کھڑے ہو کر انتظار کر لیا جائے۔ جب آپ بیدار ہوئیں اور پانی طلب کیا تو فوراً میں نے پانی پیش کیا۔ میری انگلی پر پانی کا ایک قطرہ گرا اور فوراً وہ جم گیا۔ اس قدر سردی تھی کہ میں نے اس قطرہ کو ہٹانا چاہا تو اس جگہ

کا چمڑا ہٹ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ والدہ ماجدہ نے میری انگلی دیکھا اور فرمایا میرے لاڈلے یہ کیسے ہوا تو میں نے بیتی باتوں سے انھیں آگاہ کیا۔ آپ کا دست کرم دراز ہوا مولیٰ میں اس بچے سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا، میرے پروردگار! اس کی خطاؤں کو معاف فرمادے۔(نزھۃ المجالس، ج:۱، ص:۱۶۳، مکتبہ رضویہ)

سینے سے جس کے ماں کی محبت نکل گئی
سچ ہے کہ اس کے ہاتھ سے جنت نکل گئی

حضرات گرامی! چند باتیں اور آپ کے درمیان رکھوں، ازیں قبل ایک مرتبہ اور بارگاہ رسالت میں درود شریف کا ورد کرلیا جائے!

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد ﷺ

عشق ووفا کی دوستو مورت نہ ملے گی
ماں جیسی جہاں میں کوئی دولت نہ ملے گی
دیکھ کے والدین کی صورت جس کے دل میں گلاب کھل جائے
یہ ہے قول رسول کہ اس کو ایک حج کا ثواب مل جائے

حضرات محترم! آج اکثر نوجوان شادی کے بعد والدین سے دوری اختیار کر لیتے ہیں اور بیوی سے نہایت ہی قریب ہو جاتے ہیں۔ نوجوان جب گھر سے کہیں سفر پر روانہ ہوتا ہے تو پہلی فرصت میں اپنی ماں سے ایک مرتبہ ملاقات کرتا ہے سلام عرض کرتا ہے۔ مگر بیوی سے بار بار ملتا ہے اور کہتا ہے جان من! آپ رونا مت، فکر مت کرنا، میں بہت جلد آجاؤں گا۔ جب کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک ہے: ”جب کوئی نوجوان محبت بھری نگاہ سے والدین کی صورت کی زیارت کرتا ہے

تو اللہ اسے ایک حج مقبول کا ثواب عطا فرماتا ہے۔"

میرے اسلامی بھائیو! کعبہ معظّمہ کی زیارت عبادت ہے، روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت عبادت، قرآن کی زیارت عبادت، "الحمد سے لے کر و الناس " نیک کی سورت کی زیارت عبادت، قرآن کے ہر حرف کی زیارت عبادت اور ہر آیت کی زیارت عبادت ہے ۔ میرے ساتھیو! جس طرح ان مقدس چیزوں کی زیارت عبادت، ٹھیک اسی طرح والدین کے مقدس و بابرکت چہرے کی زیارت بھی عبادت ہے۔

دیکھ کے والدین کی صورت جس کے دل میں گلاب کھل جائے
یہ ہے قول رسول کہ اس کو ایک حج کا ثواب مل جائے

حضرات گرامی! ماں کی چادر محبت اتنی حسین و جمیل ہے کہ اس کے حسن میں ساری کائنات گم ہو جائے۔ لیکن آج نوجوان اپنے والدین کی تعظیم و تکریم نہیں کرتے بلکہ گالیاں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مگر قربان جاؤ اس رسول کائنات پر جس نے گالیاں سن کر بھی دعائیں دیں جنھوں نے والدین کی خدمت و عزت کرنے کا بہترین سلیقہ بتایا، جن کی حیات مبارکہ پوری دنیائے انسانیت کے لیے نمونہ عمل ہے، جن کی ادا ہمارے واسطے مشعل راہ ہے۔ وہ آخری رسول معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح ماں کا ادب و احترام کرتے ہیں منبر شریف پر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں، سامنے سے ایک خاتون کا گزر ہوا، میرے حضور فوراً تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ!

مسجد سے نکلنے کے بعد غلاموں نے عرض کیا آقا! یہ کون خوش نصیب عورت

ہے۔جسکی تعظیم میرے آقانے فرمائی ؟ حضور نے مسکرادیا۔ دیوانے مچل گئے۔ حضور کا عالم یہ تھا کہ جب وہ مسکرادیں تو اندھیری رات میں نور کا سویرا ہو جائے، جب گیسوئے پاک کولہرادیں تو بادل کو پسینہ آجائے اور جھما جھم بادل برسنے لگے، چلیں تو راہ کے خار بھی مثل گلاب و جوہی بن جائے، اخلاق کریمانہ کا جوہر لٹادیں تو اغیار بھی اپنے بن جائیں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

دیوانو! یہی تو میری امی حلیمہ ہے جس کا دودھ تیرے نبی نے بچپن میں پیا ہے۔ تو جاں نثاروں نے عرض کیا آقا! اگر آپ اجازت دیتے تو آپ کی امی جان سے آپکا بچپنا سن لیتے۔ پھر کیا ہوا، بذات خود رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست کرم سے بابرکت چادر بچھائی اور فرمایا: میری پیاری ماں! اس چادر پر بیٹھ کر میرا بچپنا سنا۔

مسلمانو! واقعہ سنانا میرا مقصد نہیں تھا بلکہ میرا اصل مقصد ماں کی تعظیم و توقیر کی طرف توجہ دلانا تھا۔

اللہ رب العزت ہم سب کو والدین کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، مولیٰ کریم ہم تمامی غلامان رسول کو شہر مدینہ کی حاضری نصیب فرمائے۔ بڑا خوش بخت ہے وہ شخص جو اپنے والدین کی زیارت اور مکۃ المکرمہ و مدینۃ المنورہ کی حاضری کے لیے اپنا قیمتی وقت اور محبوب سرمایہ صرف کرتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑا خوش نصیب شخص وہ ہے جو اپنے والدین کو اپنے ساتھ حج کے لیے لے جاتا ہے اور راستے میں ان کی خدمت کرتا ہے۔

حضرات گرامی! گفتگو کو بڑی نہ کرتے ہوئے بس میں اتنا ہی کہوں گا:

کہ ماں ہماری جنت ہے،

ماں ہماری رحمت ہے،

ماں ہماری نعمت ہے،

ماں پیار و وفا کی درپن ہے

ماں عشق و الفت کا چمن ہے

ماں مروت کا پھول ہے،

ماں قدرت کا شگفتہ گلاب ہے۔

وما علینا اِلا البلاغ

***



موت وحیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ جَمِيْعًا وَاَقَامَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمُذْ نِبِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ الْهَالِكِيْنَ شَفِيْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: فَاَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ: صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ ۔

محبان گرامی! شمع رسالت کے پروانوں، بادۂ توحید کے متوالو، قرآن کریم کے فدا کارو، گفتگو سے قبل ہم اورآپ انتہائی خلوص و محبت اور عقیدت و احترام کے ساتھ گنبد خضریٰ کی جانب لو لگا کر اپنے آقا و مولی آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت، کونین کی زینت غمگسار امت، صاحب شریعت، مالک جنت، محسن انسانت، کونین کے مختار، دونوں عالم کے تاجدار، محبوب رب غفار، شفیع روز محشر، بے قراروں کے قرار، فخر موجودات، خلاصہ کائنات، آمنہ کے لال جناب احمد مجتبیٰ کملی والے مصطفیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ شاہانہ میں نذرانہ درود شریف پیش کریں...

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما نحن عباد محمد صلی علیہ و سلما ۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ھارا
ہراک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا
پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹ سارا

یہ ہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نزالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

آج لوگ امیروں اور جاگیرداروں سے محبت والفت رکھتے ہیں، ان کا قرب حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں، اگر وہ غلط روی کا شکار ہوں پھر بھی ان سے دوری اختیار نہیں کی جاتی ہے، دوسری طرف پڑوس کے غریب مزدور سے کوئی علاوہ نہیں بلکہ محبت تو دور ان سے نفرت اور ہمیشہ ان کا خون چوسنے کو تیار رہتے ہیں۔

مسلمانو! ایک دن ہم سب کو مرنا ہے، عالی شان عمارت میں رہنے والا امیر جس سے تم محبت کرتے ہو وہ بھی مرے گا اور پڑوس کا مزدور جس سے دوری اختیار کرتے ہو وہ بھی اور خود تم بھی۔ پھر حشر میں ایک ایک ظلم کا حساب ہو گا۔ لہذا ہر مسلمان سے محبت کریں، کسی پر ظلم نہ کریں۔ آخر مرنا سب کو ہے۔

کیوں ستاتے ہیں غریبوں کو یہ ثروت والے
ناتواں ہو یا پہلوان چلا جائے گا

موت حیات سے بہتر ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهُ، فَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ ."
[مشكاة المصابيح، حدیث: ٥٢٤٩]

ترجمہ: دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور قحط زدہ مقام کے مانند ہے، تو جب وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو گویا اسے قید خانہ اور مقام خشک سالی سے رہائی مل جاتی ہے۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: أَلْمَوتُ رَيحَانَةُ المُؤمِن . "[کشف الخفا حدیث: ٥٢٤٩]

ترجمہ: موت، مومن کے لیے پھول (گلدستہ) کی مانند ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں:

مَا مِن مُؤْمِنٍ إِلَّا وَالمَوتُ خَيرٌ لَّهُ، وَمَا مِن كَافِرٍ إِلَّا وَالمَوتُ شَرٌّ لَّهُ، فَمَن لَّمْ يُصَدِّقْنِي فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُول: " وَمَا عِندَ اللهِ خَيرٌ لِلأَبْرَارِ وَيَقُولُ ": وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيرٌ۔ [سورۃ آل عمران، آیۃ:۱۷۸ تا ۱۹۸]

ترجمہ: موت ہر مومن کے لیے سوغات خیر ہے اور ہر کافر کے لیے سامان شر ہے۔ اگر کسی کو میری اس بات سے اتفاق نہیں (تو کوئی بات نہیں) فرمان باری تعالیٰ دیکھے "جو کچھ بھی اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے بہت ہی اچھا ہے۔" نیز ارشاد ہوا: "اور کافر یہ گمان ہرگز نہ کریں کہ ہم جو انھیں مہلت دے رہے ہیں (یہ) ان

کی جانوں کے لیے بہتر ہے۔"

حضرات محترم! آج ہم دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، عمارت پر پھولے نہیں سماتے، سینہ ٹھوک کر سڑکوں پہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ میرے مکان کا کوئی جواب نہیں، میری حویلی جیسی کسی کی حویلی نہیں، میری عمارت جیسی کسی کی عمارت نہیں، پوری بستی میں میرا مکان عالی شان، میرا خاندان عالی شان۔ لیکن آج ہم رسول کائنات کی حدیث مبارک کو بھول بیٹھے ہیں کہ حضور نے فرمایا: "دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔" حالاں کہ ہم دنیا سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ اس فانی متاع حیات کے لیے پوری کرو کوشش کرتے اور آخرت جو اب دیا ور غیر فانی ہے کی کوئی فکر نہیں۔

سونی رہ جائے گی یہ اونچی عمارت تیری
تو ہے کچھ روز کا مہمان چلا جائے گا

موت کے بعد مجھے لوگ نہ رہنے دیں گے
کر کے محلوں کو تو ویران چلا جائے گا

ہاتھ کھولے ہوئے آیا تھا جہاں میں جیسے
پھر اسی مثل اے نادان! چلا جائے گا

اپنی دولت پر تو مغرور کیوں بن بیٹھا ہے
تیری مٹ جائے گی یہ شان چلا جائے گا

ہوگا جب خاتمہ بالخیر تبارک تیرا
تو بھی پڑھتا ہوا قرآن چلا جائے گا

(تبارک میاں قادری)

ایک عبرت ناک واقعہ:

میرے پیارے ساتھیو! موت سبھی کو آئے گی یہ حقیقت ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ نیز موت کا وقت بھی معین نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی عمر ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بچہ، نوجوان، بوڑھے ہر طرح کے لوگ موت کے آہنی اور فولادی شکنجے میں گرفتار ہوتے رہتے ہیں۔

محترم سامعین! لہذا ہم اور آپ پر ضروری ہے کہ بھلائی اور برائی میں فرق کریں، ہر عمل زندگی کا آخری عمل تصور کریں۔ برائی سے بچیں، کہیں ایسا نہ ہو موت واقع ہو جائے اور ہم عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے فرائض وقت پر ادا کرتے رہیں اور ثواب آخرت سے جھولی بھرتے رہیں۔

حضرات! خدائے تعالیٰ کے فرائض میں ایک فریضہ پانچ نمازوں کی باجماعت ادائیگی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ نماز کو دین کا ستون کہا گیا اور

نماز نہ پڑھنے کو اسلام ڈھانا اور کفر جیسا کام کہا گیا ہے۔ لیکن آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نماز سے دور ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے رب کی رحمتیں ہم سے دور ہو گئیں ہیں۔

آئے میں آپ کو بتاؤں کہ زمین بھی بے نمازی کی لاش کو اپنی گود میں سلانا نہیں چاہتی، قبر بھی آغوش میں لینے سے انکار کرتی ہے۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ایک عبرت آموز واقعہ ملاحظہ کیجیے اور خوف خدا سے کانپ جائیے۔

ایک ضعیفہ عورت ہے، ہاتھ میں پیالہ ہے، اس پیالہ میں تیل ہے، کمزوری کی وجہ سے پاؤں پھسلا، ہاتھ سے پیالہ چھوٹا اور تمام تیل زمین پر گر گیا، تیل گرتے ہی زمین تمام تیل اپنے سینے میں جذب کر لیتی ہے۔ وہ ناتواں عورت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہے۔ یا امیر المومنین آج زمین نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ اب مجھ ناتواں کا کیا ہو گا؟ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رقعہ تحریر کیا، آپ تحریر فرماتے ہیں: اے زمین! اس عورت کا تیل واپس کر ورنہ تیرے سینے میں بے نمازی کو دفن کر دوں گا۔ زمین نے تیل واپس کرنا شروع کر دیا، آواز دی یا امیر المومنین! میں تیل واپس کر دوں یہ مجھے منظور ہے مگر میرے سینے میں بے نمازی دفن ہو یہ مجھے منظور نہیں ہے۔

عزیزان ملت اسلامیہ! آپ غور فرمائیں کہ اگر میری لاش کو زمین نے واپس کر دیا تو کس عمارت میں رہوں گا، کس مکان میں ہماری لاش رہے گی؟ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ قرآن مجید میں تقریباً اسی (۸۰) سے بھی زیادہ مقام پر نماز پڑھنے کا حکم آیا ہے، آقائے کونین خود ساری ساری رات

مصروف عبادت رہتے۔ لہذا ہمیں بھی اپنے نبی کی سنت ادا کرنا چاہیے اور نماز جیسی عظیم عبادت کا خوب خوب اہتمام کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ کل بروز قیامت سب سے پہلے اللہ رب العزت پوچھے گا۔ بندہ بتا نماز کی دولت لے کر آیا ہے کہ نہیں؟ تو ہم کیا جواب دیں گے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہمارے اندر سے خوف خدا نکل گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ملک الموت روزانہ ستر مرتبہ لوگوں کے چہرے کو دیکھتے ہیں۔ جب کوئی ہنستا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تعجب کی بات ہے میں اس کی روح قبض کرنے کو آیا ہوں اور یہ ہنس رہا ہے۔ حدیث مبارک سماعت کیجیے اور مسرت میں جھوم جائیے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آقائے دو جہاں سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کسی کا حشر شہیدوں کے ساتھ بھی ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا: ”ہاں جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہو وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔“ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۰۱)

سبحان اللہ! سبحان اللہ!

ایک مرتبہ اور عقیدت و محبت کے ساتھ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درود پاک کا نذرانہ پیش کریں۔ صلی اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عزیزان ملت اسلامیہ! آج سے چند روز قبل ہمارے درمیان سے کوئی رخصت ہوا تو کیا ہم صدا کے لیے یہاں رہیں گے؟ ہر گز نہیں، جانے والا ہم سب کو ایک پیغام دے کر گیا ہے۔ دنیا والو! میں جا رہا ہوں۔ تمھیں بھی اس دنیا سے میری طرح جانا پڑے گا، میں حویلی چھوڑ کر جا رہا ہوں تجھے بھی حویلی چھوڑنا ہے، میں زمین و

مکان چھوڑے جارہا ہوں تجھے بھی چھوڑنا ہے۔ قبر میں آقائے نعمت تشریف لائیں گے یہ میرا ایمان ہے۔ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک حسین باغ ہے اور جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بھی۔ جب انسان مرجاتا ہے اور ہم آپ اسے قبر کی گود میں ڈال کر واپس ہوتے ہیں تو قبر کہتی ہے۔ میری گود میں سوجا، اس طرح جس طرح کوئی دلہن سیج پر سویا کرتی ہے۔

ایصال ثواب کرنے کی برکت:

چند اشخاص کا خیال یہ ہے کہ دسواں، چالیسواں سے کیا ہوتا ہے؟

ایک حدیث پاک سماعت کیجیے اور خوشی سے مچل جائیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے درمیان سے گذر رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔

ایک وہ آدمی ہے جو چغل خوری کیا کرتا تھا۔ دوسرا وہ آدمی ہے جو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ آپ نے کھجور کی ایک سبز شاخ لی، اسے دو حصہ کیا۔ اور ہر ایک کو دونوں قبر پہ نصب کر دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تک یہ شاخ سبز رہے گی اللہ اس کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ (مشکاۃ شریف)

حضرات محترم! آپ نے سماعت کیا، جب درختوں کی تسبیح سے عذاب میں کمی ہو سکتی ہے تو پھر غریبوں کو کھانا کھلانے اور قرآن عظیم کی تلاوت کرنے سے مومن

مردہ کو قبر میں آرام و سکون کیوں نہیں مل سکتا ہے۔

واقعہ

حضرت امام حماد مکی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں فاتحہ پڑھنے کے لیے مکہ شریف کے قبرستان میں گیا تو وہیں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا میدان ہے، اس میدان میں سارے مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر جمع ہو رہے ہیں۔ تو میں نے جانا کہ شاید قیامت آگئی ہے کیوں کہ مردے قیامت کے دن ہی اپنی قبروں سے نکلیں گے۔ لہذا میں نے ایک مردہ سے دریافت کیا۔ کیا قیامت آگئی ؟ تو اس نے کہا نہیں بلکہ ایک مرد مومن کا ہمارے قبرستان کے قریب سے گذر ہوا تو انھوں نے سورۃ اخلاص پڑھ کر ہمارے قبرستان والوں کو اس کا ثواب پہنچا دیا۔ تو اللہ رب العزت نے اس قدر ثواب عنایت فرمایا کہ ایک سال سے ثواب کو آپس میں بانٹ رہے ہیں لیکن اب تک ختم نہیں ہوا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ جب سورہ اخلاص پڑھنے میں اتنا ثواب ملتا ہے تو پورا قرآن پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچانے پر کتنا ثواب رب عطا کرتا ہوگا۔ (ملخص از شرح الصدور)

ہاں، تو میں عرض کر رہا تھا موت سب کو آئے گی عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا جوان یا بوڑھا۔ اب ماں بہنوں کی توجہ چاہوں گا. آپ نے کیا سمجھا کہ عورتوں کو موت نہیں آئے گی۔ حضرت خاتون جنت رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی موت وحیات آپ کے لیے نمونہ عمل ہے بلکہ دنیا کی تمام عورتوں کے لیے نمونہ عمل ہے۔ حضرت خاتون جنت رَضِیَ اللہُ عَنْہَا پر بھی "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ المَوتِ" کے قانون قدرت کا بھی وہ وقت آیا جس کی گرفت سے

کوئی انسان نہیں بچ سکتا۔

چنانچہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد ایک دن شیر خدا علی مرتضی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو دیکھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آٹا گوندھ رہی ہیں، حسنین رضی اللہ تعالی عنہما کے کپڑے دھل رہی ہیں اور پانی گرم کیا جارہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بے وقت یہ اہتمام وانصرام دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے بنت مالک حوض کوثر! یہ کیا ہورہا ہے؟ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اب میں آپ سے جدا ہورہی ہوں۔ آنکھیں اشکبار ہیں۔ اب رحمت جہاں سے ملاقات کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے۔ ابّا جان کو آج رات خواب میں میں نے دیکھا، سرہانے کھڑے ہیں، ادھر ادھر دیکھ رہے ہیں۔ جیسے کوئی چیز تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا ابو جان! آپ کہاں ہیں؟ میں تو آتش فرقت میں جل رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیٹی مت گھبرا، بہت جلد مجھ سے ملاقات ہونے والی ہے۔ اے میرے سر تاج! میرا آخری وقت آپہنچا، روٹی اس لیے بنا کر بچوں کو کھلا رہی ہوں کہ پتہ نہیں میرے بعد روٹی ملے یا نہ ملے، کپڑا دھل کر اس لیے پہنا رہی ہوں کہ پتہ نہیں میرے بعد کپڑا دھلنے والا ملے یا نہ ملے، اپنے ہاتھوں سے نہلا رہی ہوں، زلفوں کو سنوار رہی ہوں، آخری مرتبہ دونوں شہزادوں کو دولھا بنا کر دیدار کر رہی ہوں۔ میرے بعد اے میرے سر تاج! آپ کو دوسری شادی کی اجازت ہوگی۔ ان دونوں شہزادوں کو یتیمی کا احساس نہ ہونا چاہیے۔ پھر عرض کی، آقا میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھانا اور کسی کو موت کی خبر نہ دینا اس لیے کہ میں نہیں چاہتی کہ میری میت کوئی دیکھے۔ آج تک کسی غیر کی نگاہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہے۔ پھر دونوں شہزادے کو بلایا، سروں پر دست شفقت پھیرا، پیار کیا،

دونوں بچوں کو سینے سے لگاکر زار و قطار روتی اور چند باتیں کچھ اس طرح کہتی ہیں۔ میرے جگر کے ٹکڑے! بڑے لاڈو پیار سے میں نے تجھے پالا ہے۔ دن کا چین، راتوں کی نیند میں نے تیرے اوپر نثار کی ہے۔ مگر اب معلوم نہیں میرے بعد تیرا کیا حال ہو گا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: حسن رضی اللہ عنہ آپ سے بڑے ہیں ان کا احترام کرنا۔ اور اے حسن! یہ حسین رضی اللہ عنہ آپ سے چھوٹے ہیں، ان سے پیار کرنا۔ اپنے بیٹوں سے آخری باتیں کر رہی تھیں۔ لیکن ان دونوں کو معلوم نہیں تھا کہ ہماری پیاری ماں ہم سے جدا ہو رہی ہے۔ آج ہماری ماں کی چادر محبت ہمارے سروں سے اٹھ رہی ہے۔ اور بیٹی زینب کو بلا کر گلے سے لگایا اور فرمایا: بیٹی زینب اپنے دونوں بھائیوں کا خیال رکھنا، انھیں اداس نہ ہونے دینا، جب تک تو زندہ رہے حسین رضی اللہ عنہ کو ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ کرنا۔ دونوں شہزادوں اور بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو تلقین کرنے کے بعد خاتون جنت رضی اللہ عنہا بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوگئیں اور عرض کی میرے پروردگار! صدقہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری تمام خطائیں معاف فرما۔ میرے خالق تو خوب جانتا ہے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میری آنکھوں نے سوائے علی رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ اس لیے اے میرے رب! اگر تو روح قبض کرنے کے لیے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجے گا تو مجھے کوئی شکایت نہیں لیکن میرے پردہ میں ضرور فرق آئے گا۔ اس لیے مولیٰ اس فاطمہ کی تجھ سے التجا ہے کہ میری روح تو خود ہی قبض کرنا۔ چناں چہ زہرہ کی التجا بارگاہ خدا میں مقبول ہوئی اور خدائے پاک نے خود ہی فاطمہ کی روح قبض فرمائی۔ اس شان سے جگر گوشہ رسول ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات کو اس دار فانی سے دار البقا کی طرف رحلت فرماگئیں۔

خاتون جنت کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشکبار تھیں، زبان پر کلمہ صبر و شکر تھا، شہزادوں کی حالت قابل رحم تھی، وہ ماں کے جسم سے لپٹ کر خود روتے اور سب کو رلاتے رہے اور کہتے امی جان! اب مجھے غسل کون کرائے گا؟ میری زلفوں کو کون سنوارے گا؟ ہم روئیں گے تو چپ کون کرائے گا؟ مدینہ میں ایک حشر برپا تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی آنکھیں ساون بھادو کی طرح برس رہی تھیں، بار بار بے ہوش ہو جائیں، ہوش آتا تو پھر ماں کے قدم ناز سے لپٹ جاتیں۔ آخر شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دونوں بچوں اور بیٹی کو سنبھالا، پیار کیا، پھر شہزادی اسلام بنت رسول کا جنازہ مبارکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی محترمہ (حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہ) نے تیار کیا، غسل دیا، کفن پہنایا اور گہوارہ تیار کیا اور پھر آدھی رات کو مادر سید الشہدا کا جنازہ اٹھایا گیا اور جنت البقیع میں جسد اطہر کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

(ملخص از مدارج النبوۃ و خاک کربلا، ص:۴۱، مکتبہ رضویہ)

میری ماں بہنو! آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کس قدر پردہ کا اہتمام کیا کرتی تھیں۔ میری ماں بہنو! میں جانتا ہوں تم فاطمہ رضی اللہ عنہا نہیں بن سکتی مگر کنیز فاطمہ رضی اللہ عنہا تو بن سکتی ہو۔

موت سے کس کو رستگاری ہے　　آج وہ تو کل ہماری باری ہے

وما علینا إلا البلاغ.

سیاست اور اسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْھَالِکِیْنَ شَفِیْعًا اَمَّا بَعْدُ: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: **وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ**: صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ۔

محترم حضرات! ہر مقرر، ہر واعظ، ہر خطیب، ہر ادیب کسی نہ کسی آیت مقدسہ یا حدیث پاک کو اپنا عنوان سخن بنایا کرتا ہے اسی قانون اور ضابطے کے تحت میں نے قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا آئیے اس کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے سے قبل تاجدار عرب و عجم، سیاح لا مکاں، مالک انس و جاں، مالک و مختار، عرب کا ناقہ سوار، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، مخزن اجناس عالیہ، معدن خصائص کاملہ، اسد میدان شجاعت، اعتدال یزدان عدالت، راحت قلوب پژمردہ، دوائے دلہائے افسردہ، شمع شبستان ماہ منور، قندیل فلک مہر انور، فاتح مغلقات حقیقت، سر اسرار طریقت، مدلول حروف مقطعات، منشائے فضل و کمالات، حجت حق الیقین، تفسیر قرآن مبین امام جماعت انبیاء، مقتدائے زمرہ اتقیاء، مظہر حالات مضمرہ، مخبر اخبار ماضیہ، شہنشاہ ذی وقار، کائنات کے اولیں فصل بہار، رہبر اعظم، نیر

اعظم ، قائد اعظم احمد مجتبیٰ حمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

صلی اللہ علی النبی الامی والہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صلاۃ وسلاما علیک یارسول اللہ ﷺ۔

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوہ طور تو موجود ہے، موسیٰ ہی نہیں
منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی،قرآن بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ، دین بھی، ایمان بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
شور ہے ، ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن، تم ہو

نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو
اے میری قوم مجھے عظمت رفتہ کی قسم
تجھ میں احساس کے جذبات شکتہ کی قسم
اپنی تاریخ کو جو قوم بھولا دیتی ہے
صفحہ دہر سے وہاں خود کو مٹا دیتی ہے
(کلیات اقبال)

اللہ رب العزت قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے۔وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ (۲۸۳) ۔

اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے اور اللہ تمھارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔{کنزالایمان}

محترم حضرات !آج ہم جس حالت میں ہیں۔اس کے ذمہ دار ہم خود ہیں ووٹ جمہوری حکومت میں ایک بہت بڑا ہتھیار ہے ہم لوگوں کو چاہیے کہ صحیح جگہ، صحیح وقت پر موثر انداز میں اسے استعمال کریں۔مسلمانوں کی خراب حال بتانے والی کئی رپورٹیں موجود ہیں۔کئی کمیشن بنائے گئے جنھوں نے اپنی اپنی رپورٹس حکومتوں کو پیش کیں۔

جسٹس راجندر سچر کی صدارت والی سچر کمیٹی کی رپورٹ آئی جس میں بتایا گیا کہ اس وقت بھارت کی سب سے پسماندہ اور خراب قوم مسلم کی حالت ہے۔حتی کہ دلتوں اور پچھڑوں سے بھی زیادہ پچھڑی ہوئی ہے ۔

آزادی کے وقت ہم تعلیم سے لے کر تجارت تک زراعت سے لے کر

ملازمت تک ہر شعبے میں نمایاں تھے۔ حکومتی ملازمتوں میں ہماری حصہ داری تقریبا 20 فیصد تھی۔

مگر آج؟ آج ہم اتنی پستی میں ہیں جس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔

آخر ایسا کیسے ہوا؟

اس کی جہاں اور بہت سی وجہیں ہیں وہیں ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے آزادی کے ان 75 سالوں میں اپنے ووٹ کا کبھی صحیح استعمال نہیں کیا۔ نہ ہم نے اپنے ووٹ کی طاقت پہچانی اور نہ اس کے استعمال کا صحیح طریقہ سیکھا.

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ووٹ کے حق کو اچھے طریقے سے استعمال کریں۔ جب تک ہم اپنے ووٹ کی طاقت کو نہیں پہچانیں گے ہمارے لئے اس ملک میں کہیں بھی بہتری کی امید نہیں کی جاسکتی۔

ظاہر سی بات ہے آج 9 فیصد اور 11 فیصد والے اگر حکومت بنائے ہوئے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے ووٹ کے حق کو نہ صرف پہچانا ہے بلکہ اس کا مؤثر استعمال بھی کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ زمین کی پستیوں سے اٹھ کر آسمان کی بلندیوں میں ہیں۔ اور ہر وقت ان کے لیے آواز اٹھانے والے لیڈر، رہنما، قوم کے بہتر دماغ والے موجود ہیں۔ مگر قوم مسلم کو دیکھ لیا جائے کہیں ان کا کوئی لیڈر نہیں دکھائی دیتا، کہیں کوئی رہنما نہیں دکھائی دیتا۔ ہم نے جنہیں لیڈر بنایا وہ بھی ہمیں لوٹتے ہیں اور جو پارٹیاں ہمارا ووٹ لیتی آرہی ہیں وہ بھی ہمیں لوٹتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ آج طلاق کا مسئلہ ہو خواہ حلالہ کا، تعدد ازواج ہو یا یکساں سیول کوڈ ہر جگہ آج اگر آپ بیک فٹ پر ہیں تو یہ آپ کی قیادت نہ ہونے کی بنا پر ہے۔

جب تک اپنی ایک مضبوط قیادت نہیں ہوگی، اپنے ہاتھ مضبوط نہیں ہوں گے اس وقت تک دوسرے سے بھلائی کی امید کرنا جہالت ہے۔ علماء حضرات کو چاہیے کہ وہ سیاست میں آئیں اور موثرانداز میں اپنی قیادت کو پروان چڑھائیں۔ عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ جس وقت اسلام اور شریعت پر حملہ ہوتا ہے اس وقت آپ کے بھیجے ہوئے رہنما خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں، آپ نمائندے کسی بھی پارٹی سے انتخاب کر کے بھیج دیجئے وہ کرنے والے کچھ نہیں ہیں۔ کیا آپ نے طلاق کے معاملے میں نہیں دیکھا؟ پارلیمنٹ میں 22 مسلم سانسد تھے مگر آپکی آواز کون اٹھارہا تھا؟ کیا مسلم لیڈر نے آواز اٹھائی؟ صرف دو لوگوں کے علاوہ سب خاموش تماشائی بنے رہے۔

برادران ملت اسلامیہ! دیگر پارٹیوں نے مسلم سانسدوں کو بولنے ہی نہیں دیا اس لیے کہ انہیں لگتا تھا کہ اگر یہ بولیں گے تو ان پارٹیوں کا غیر مسلم ووٹ اس معاملے میں چھٹک جائے گا اگر وہ طلاق بل پر کچھ بولیں گے تو ان کا ووٹ ہاتھ سے نکل جائے گا اس لیے کسی بھی پارٹی نے اس بل کی مخالفت نہیں کی اور اگر کی بھی تو برائے نام۔ اور کسی بھی رہنما نے بولنے کی کوشش نہیں کی۔ ایک اکیلا بندہ دو سال تک اس بل کے خلاف ڈٹ کر کھڑا رہا۔ پھر بھی آخر کار وہ بل پاس ہوا اور آج نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

اس لیے اپنی قیادت کو پارلیمنٹ میں مضبوط کیجئے تبھی قوم مسلم ذلت کے گڑھے سے نکل سکے گی۔

برادران ملت اسلامیہ! سیاست صرف مسلمانوں کے لئے بنی ہے، اس میں کسی دوسرے کی حصہ داری نہیں ہے، اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت

سے ہندوستان میں اتارا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے جب تک دنیا قائم ہے تب تک ہندوستان میں مسلمان بھی موجود رہیں گے ۔ کوئی یہ وہم نہ پالے کہ ہم ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کردیں گے۔ کیونکہ اسلام کی اور انسانی نسل کی ابتدا اسی ہندوستان سے ہوئی ہے۔ اور دوسری چیز یہ کہ اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا، حضرت نوح علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام ان سب کو حکومت عطا فرمائی، بادشاہت عطا فرمائی اور ان انبیاء کرام کی مقدس جماعت نے اس حکومتی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا اور دنیا کو امن چین کا گہوارہ بنادیا۔

اللہ رب العزت نے جو حکومتیں اپنے انبیاء کو دی ہیں اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اے مسلمانو! حکومت اور سچی سیاست صرف تمہارے لئے بنی ہے اور جب تک تم اس پر قائم رہو گے دنیا میں امن قائم رہے گا، شانتی قائم رہے گی، سکون قائم رہے گا۔ اور جس دن مسلمان سیاست چھوڑ دیں گے اس دن ساری دنیا پریشان نظر آئے گی۔ کیا آپ نہیں دیکھتے لیبیا لٹ رہا ہے، سیریا تباہ ہو رہا ہے، عراق تباہ ہو گیا، افغانستان تباہ کردیا گیا۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لیے کہ مضبوط سیاست آپ کے پاس نہیں قوم کے لیے حکومت آپ کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔

محترم حضرات! سب سے زیادہ سیاست کا اگر کوئی حق دار ہے تو مسلمان ہے۔ اگر آج کوئی عالم الیکشن کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور سیاست میں آنا چاہتا ہے تو ہماری عوام کہتی ہے علماء سیاست میں کیا کریں گے ؟ آخر علماء کا سیاست میں کیا کام ہے ؟ میں کہنا چاہتا ہوں مسلمانو! اللہ رب العزت نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر متعدد

انبیاء سابقین کو حکومت بخشی۔ حدیث شریف میں ہے: کانت بنواسرائیل تسوسهم الأنبياء۔(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

بنی اسرائیل کی سیاست رانی انبیائے کرام کیا کرتے تھے۔

کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اللہ رب العزت نے حکومت مسلمانوں کے لئے بنائی ہے اس کی نیابت انبیاء کے وارثین کے سوا کون کرے گا؟ اور وارث کون؟ علما ہی تو ہیں۔ جب انبیاء کے علوم کے وارث علما ہیں تو سیاست میں بھی علم ہی وارث ہوئے۔

پیارے نبی سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں: "العلماء ورثة الانبياء" علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اس لیے علما کو اپنے دین اور اپنی قوم کی حفاظت کے لیے سیاست میں حصہ لینا چاہیے، جس دن علمائے کرام سیاست میں آئیں گے اور جس دن علمائے کرام کو آپ پارلیمنٹ میں بھیج دیں گے انشاء اللہ وہ دن ایسا ہوگا کہ جب کوئی قانون پارلیمنٹ میں پیش ہوگا شریعت کے خلاف کوئی آواز اٹھائی جائے گی تو یہ علمائے کرام شریعت اور اسلام کی حفاظت کے لیے جو ممکن ہوگا وہ کر گزریں گے۔

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پارلیمنٹ میں علماء کو بھیجیں تاکہ ہماری شریعت بھی محفوظ رہے گی، ہمارے بچے بچیاں بھی محفوظ رہیں گے اور جب ہمارے خلاف جب کوئی بل بنے تو علماء اس کے خلاف ایکشن لیں جب علماء ایکشن لیں گے اور انکے ساتھ عوام بولے گی تو اس بل کو پاس ہونے سے ہم روک سکیں گے۔

برادران ملت اسلامیہ! علماء سے بہتر سیاست کسی نے نہیں کی اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے، آپ تاریخ اٹھا کر کیوں نہیں دیکھتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیا عالم نہیں

تھے ؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہ الکریم، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ و دیگر علمائے کرام جب تک خلافت و حکومت میں رہے تو ان لوگوں نے اسلام کا بول بالا کیا۔ اسلام کے خلاف اٹھنے والی باطل قوتوں کی سرکوبی کی۔ اور اسلام کا وہ روشن باب پیش کیا کہ صرف ڈیڑھ سو سال کی قلیل مدت میں دنیا کے کونے کونے میں اسلام کو پہنچا دیا۔

جی ہاں یہ علماء ہی تھے اس لئے کہ وہ اللہ رب العزت کے احکام و فرامین کو سمجھتے تھے، ان پر عمل کرتے تھے، جن کی بنیاد اسلام اور مسلمانوں کو دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں کیسی حکومت فرماتے ہیں ذرا طرز حکومت تو دیکھیے کہ جن عورتوں کے گھروں میں کوئی آدمی نہیں ہے یا بچے نہیں ہیں آپ شام کے وقت نکلتے ہیں تو عورتوں سے کہتے ہیں کہ تم اپنے جھولے دے دو، پیسے دیدو، اور سامان کی لسٹ دیدو۔ بادشاہ وقت ہے لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں، خلیفۃ المسلمین ہیں اس کے باوجود عورتوں اور بچوں کی خدمت کر رہے ہیں ان کا سامان خود کاندھے پر لاد کر لا رہے ہیں۔ رات میں جب نکلتے ہیں تو یہ دیکھنے کے لئے کہ کہیں کوئی میری حکومت میں پریشان تو نہیں ہے۔

برادران ملت اسلامیہ! ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے ووٹ کے حق کو پہچانیں، جس دن آپ نے یہ حق پہچان لیا یقیناً وہ دن آپ کی ترقی کا دن ہوگا آپ کی کامیابی کا دن ہوگا۔

معزز سامعین کرام! گٹھ بندھن کیسے اور کیوں ہوتا ہے؟ تو سن لو وہ صرف اور صرف ووٹ فیصد پر ہوتا ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا؟ کہ ایک پارٹی وہ تھی جس کے پاس لوک سبھا کی ایک بھی سیٹ نہیں تھی، دوسری پارٹی وہ تھی جس کے پاس لوک سبھا کی صرف پانچ سیٹیں تھیں اور ان پانچ سیٹوں کی بنیاد پر دونوں نے یوپی کی 80 سیٹوں پر اتحاد کیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس ہماری قوم کا ووٹ ہے۔ ایک کے پاس نو فیصد تو ایک کے پاس 11 فیصد ہے نو اور گیارہ پرسنٹ والوں نے اسی سیٹوں پر گٹھ بندھن کیا اَسی سیٹوں پر اپنے امیدوار اتارے۔ کیا کسی مسلم پارٹی کو ساتھ لیا؟ نہیں! کیوں؟ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ آپ مجبور ہیں آپ ووٹ کریں گے آپ کا ووٹ جائے گا کہاں؟ یہ مجبوری ہماری اپنی بنائی ہوئی ہے کہ ہم فلاں پارٹی کو ووٹ نہیں کریں گے تو جو باقی بچی پارٹیاں ہیں انھیں لگا کہ ہم ایک جٹ ہو جائیں تو یہ تو مجبوری میں ووٹ دیں گے ہی اور اسی کا فائدہ وہ اٹھا رہے ہیں۔

اس لیے جب تک آپ اپنی کمیونٹی کو، اپنی قوم کو اپنے لوگوں کو ووٹ نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کی ترقی کہیں سے بھی ممکن نہیں ہے۔

موجودہ سیاست کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ جو قوم جتنی زیادہ خود غرض ہوگی وہ قوم سیاست میں اتنی ہی ترقی کرے گی۔ اگر آپ اپنا مقام بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ سب سے پہلے اگر کہیں مسلم پارٹی ہے تو بغیر سوچے سمجھے اس کو ووٹ اور سپورٹ کریں۔ اس کو آگے بڑھائیں۔ یہ مت دیکھیے کہ وہ ہار جائے گی، یہ مت دیکھیں کہ وہ شکست کھا جائے گی۔ بلکہ یہ دیکھیے کہ ہم اپنا ووٹ دے رہے ہیں اور اس ایک طریقے سے آپ اپنی پارٹی کو مضبوط کر سکتے ہیں۔

اپنی قیادت کے بعد دوسرا نمبر آتا ہے مسلم قائد کا جو کسی بھی سیکولر پارٹی سے ہو یا آزاد ہو، اس مسلمان کو سپورٹ کریں، اس کو ووٹ کریں۔

تیسرے نمبر پر غیر مسلم سیکولر اور خاص کر دلت یا بیک ورڈ کو ووٹ کریں۔

اس طریقے پر عمل کیجیے۔ وہ دن دور نہیں جب آپ پوری قوت کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

مثال کے طور پر 2011 کی مردم شماری کے مطابق پندرہ فیصد مسلمان ہیں اگر صرف بارہ پرسینٹ ووٹ مسلمان کو دئے جائیں یا دس فیصد تو آپ کی قیادت کھڑی ہو جائے گی۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنا ووٹ کریں۔ جس دن آپ نے اپنے ووٹ کی قیمت پہچان لی اس دن آپ بہت کچھ پالیں گے۔

آج ہمارے مسلم بھائی سوچتے ہیں کہ وہ امیدوار کمزور ہے، مسلمان پارٹی کا کوئی وجود نہیں ہے تو برادران ملت اسلامیہ! شروع میں کسی پارٹی اور کسی قیادت کا وجود نہیں ہوا کرتا۔ شروع میں سماجوادی کا بھی وجود نہیں تھا، شروع میں بہوجن سماج پارٹی کا وجود بھی نہیں تھا، شروع میں نیشنل کانگریس کا وجود بھی نہیں تھا، شروع میں آر جے ڈی کا وجود بھی نہیں تھا، شروع میں ترنمول کانگریس کا وجود بھی نہیں تھا، شروع میں مسلم لیگ کا وجود بھی نہیں تھا۔ تو جان لو کسی پارٹی کا وجود ہوا نہیں کرتا بلکہ وجود بنایا جاتا ہے۔ اگر یہی چیز آج دلت سوچ لیتے، یہی چیز اگر یادو سماج سوچ لیتا کہ یہ ہار جائے گی یہ نئی پارٹی ہے، ہمارا ووٹ برباد چلا جائے گا، ہم اسے ووٹ کیوں کریں تو آج انکی قیادت نہیں ہوتی، آج ان کی سیاست میں حصہ داری نہیں ہوتی۔

لیکن جب ان کا بھائی کھڑا ہوا، جب انکی قوم کا لیڈر کھڑا ہوا، ان کی قوم کا رہنما

کھڑا ہوا تو انہوں نے بغیر سوچے سمجھے ووٹ کے ذریعے اس کو مضبوط کر دیا، جس کے ذریعے سے آج وہ قوم ترقی کرتی ہوئی نظر آرہی ہے، اپنے حقوق لیتے ہوئے نظر آرہی ہے۔ مگر آپ کو کیا ملا؟ آپ کو کچھ نہیں ملتا اور نہ ملے گا۔ آزادی کے بعد سے آپ صرف ووٹ مشین بنے ہوئے ہیں۔ آپ ووٹ دے آتے ہیں اور ووٹ دینے کے بعد اپنی ذمے داری سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ لیکن آپ کو کچھ نہیں ملتا۔ کیا آپ کو ریزرویشن ملا؟ کیا مسلم علاقوں میں اردو اسکول کھولے گئے؟ کیا اردو کو دوسری زبان کا درجہ ملا؟ کیا اردو ٹیچرس کی تقرری ہوئی؟ نہیں! اور نہ ہوگی۔

آج ہر اعتبار سے سب سے زیادہ پسماندہ وہ آبادیاں ہیں جن میں مسلم اکثریت ہے۔ آخر کیوں؟ کبھی آپ نے نہ اس پر سوچا ہے اور نہ سوچنے کی فرصت ہے۔

اس لیے ضرورت ہے کہ ہار جیت سے اوپر اٹھ کر اپنی قوم اور ملک کے لیے اپنی قیادت کے لیے اپنے لیڈروں کو نہ صرف ووٹ کریں بلکہ کھل کر سپورٹ کریں۔ اور جس دن آپ اپنی قوم کے تعلق سے اس مرحلے میں کامیاب ہو گئے انشاء اللہ وہی دن آپ کی ترقی کا باعث ہوگا۔ اسی دن آپ آسمانِ سیاست پر روشن ستارہ بن کر چمک جائیں گے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ آپ اپنا ووٹ اپنے بھائی کو کریں۔ آپ کو سب سے پہلے اپنی پارٹی، پھر اپنے بھائی اور پھر تیسرے نمبر پر سیکولر پارٹیز کو دو ٹکر نا ہے۔

۷۵ سال آپ نے ووٹ دے کر دیکھ لیا آپ یہ کیوں سوچتے ہیں کہ ہم کسی پارٹی کو روک لیں گے؟! کسی پارٹی کے روکنے کا کسی پارٹی کو ہرانے کا، کسی پارٹی کو خارج کرنے کا ٹھیکہ آپ کیوں لے رہے ہیں؟ آخر ۷۵ سال سے آپ یہی بیڑا اٹھا رہے ہیں، بوجھ ڈھوتے چلے آرہے ہیں لیکن کیا آپ نے اس جماعت کو روک لیا؟ کیندر میں بھی

وہ جماعت آگئی، کئی صوبوں میں ان کی حکومت ہے۔ کیا آپ نے روک لیا؟ اگر آپ اتنے ہی مؤثر تھے، اگر آپ روک سکتے تھے تو اس سے پہلے بھی ان کی حکومتیں کیوں بنیں؟ آپ نے کب روک لیا؟ یقینا آپ نہیں روک سکتے۔ تو غلط فہمی دور کر لیجے کہ آپ کسی پارٹی کو ہرا سکتے ہیں آپ کسی قوم کو حکومت سے باہر کر سکتے ہیں۔ بلکہ دوسرے کو ہرانے کے چکر میں خود اتنے نیچے مت گر جائیے کہ آپ کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

کیوں؟

اس لیے کہ وہ جانتے ہیں آپ دری چادر اٹھانے والے ہیں، الیکشن کے وقت دو میٹھے بول بول کر آپ کو فریب دے لیں گے۔ ۷۵ سال سے دری چادر اٹھا اٹھا کر اگر اب تھکن کا احساس پیدا ہو گیا ہو تو اس سے اوپر اٹھنے کی کوشش کریں۔ اور آپ بادشاہ نہیں۔ آپ اپنے لیے آگے بڑھیں اور اپنی قوم کے لیے کھڑے ہوں، اپنے ملک کے لیے کھڑے ہوں۔

اگر آپ اپنی قوم کو اسی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں تو آپ کے بچے بھی اسی غلامی میں زندگی گزارتے رہیں گے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ نئی نسل کو اتنا بیدار کر دیا جائے کہ آنے والی نسلیں ان کے نقوش پر چلتے ہوئے اپنا راستہ خود بنا لیں۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

جب تک یہ کام نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کامیاب نہیں ہو سکتے، یقینا کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آپ اپنی قوم کے لیے، اپنے

لوگوں کے لیے خود غرض ہو جائیں۔ جو قوم خود غرض ہو گئی، وہ ترقی کر گئی۔ جو دو پر سنٹ والے لوگ ہیں وہ آج حکومت میں شامل ہیں۔ وہ تو حکومت میں حصہ داری لے رہے ہیں، اور ان کو حکومت میں حصہ داری مل بھی رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں دو پر سنٹ ان کے حق میں ہیں۔ اگر حصہ داری نہیں ملی تو حکومت بنانا مشکل کر دیں گے۔ ان کی سیٹوں کا نقصان ہو جائے گا، اس لیے انھیں حصے داری مل رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مذکورہ بالا نکات پر سنجیدگی سے عمل پیرا ہوں۔ اگر آپ صرف انہی نکات پر عمل پیرا ہو کر اپنا ووٹ دے دیتے ہیں تو یقینا کامیابی آپ کے قدموں میں ہوگی اور حکومت میں آپ کی بھی حصے داری ہوگی۔ آپ کی بھی آواز سنی جائے گی۔ آپ کو بھی حقوق ملنا شروع ہو جائیں گے۔

نہ ہو مایوس اے اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو یہ مٹی تو بڑی زرخیز ہے ساقی

وما علینا إلا البلاغ : وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

☆☆☆

خطبہ اولیٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِي جَعَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدَ الْأَيَّام وَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِينُ إِلَّا إِيَّاهُ وَهُوَ الَّذِي فَرَضَ صَلوةَ الْجُمُعَةِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى إِذَا نُودِيَ لِلصَّلوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ) وَالصَّلوةُ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَنَام وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ الْكِرَام خُصُوصًا عَلَى أَفْضَلِ الْبَشَر بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيق أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِى بَكْرِ الصِّدِّيق رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى النَّاطِق بِالصِّدْقِ وَالصَّوَاب أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْن الْخَطَاب رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيْقَانِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْن عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى غَالِب كُلّ غَالِب أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيّ بْن أَبِى طَالِب رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى الْإِمَامَيْن الْهُمَامَيْن السَّعِيدَيْن الشَّهِيدَيْن أَبِى مُحَمَّدِ الْحَسَن وَأَبِى عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَيْن رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالَى عَنْهُمَا ، وَعَلَى أُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَعَلَى عَمَّيْهِ الشَّرِيفَيْن الْمُطَهَّرَيْن مِنَ الْأَدْنَاس الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاس رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَسَابِرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ رِضْوَانُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ بَارَكَ اللّٰہُ لَنَا و لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ.

خطبات ثانیہ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَاءِ مَنْ یَهْدِهِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا هَادِيَ لَہٗ وَنَشْہَدُ أَنْ لَا إِلَہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ إِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیمًا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی وَصَامَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی الِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ عَلَی جَمِیعِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِینَ وَعَلَی کُلِّ مَلٰئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِینَ وَعَلَی عِبَادِکَ الصَّالِحِینَ بِرَحْمَتِکَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ عِبَادَ اللّٰہِ. اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُونَ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی أَعْلٰی وَأَوْلٰی وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَاَهَمُّ وَأَکْبَرُ۔

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پے کروڑوں درود

کعبہ کے بدر الدجی تم پے کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں ڈرود
شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف چاند سا
سینے پر رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود
سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ
طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود
تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود
تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں ڈرود
گرچہ میں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام
تم پہ کرورں ثنا تم پہ کروڑوں درود

کر کے تمھارے گناہ مانگیں تمھاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

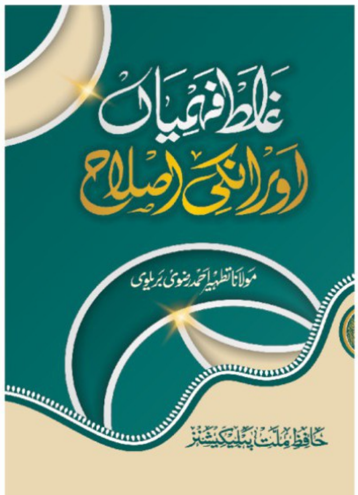
آنکھ عطا کیجیے اس میں ضیا دیجیے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروڑوں درود

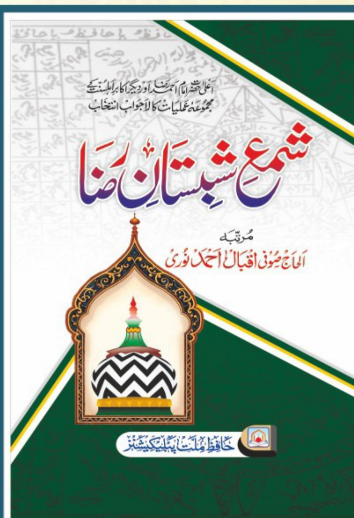
کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

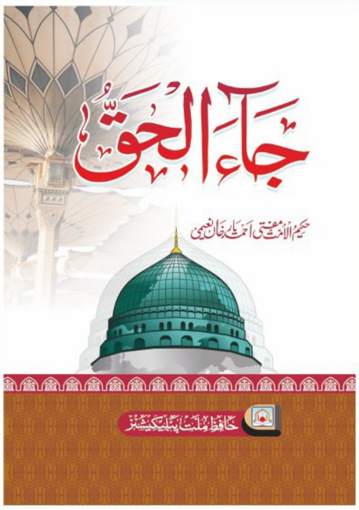


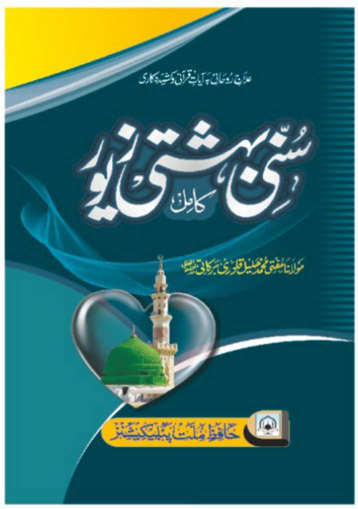
ہماری مطبوعات

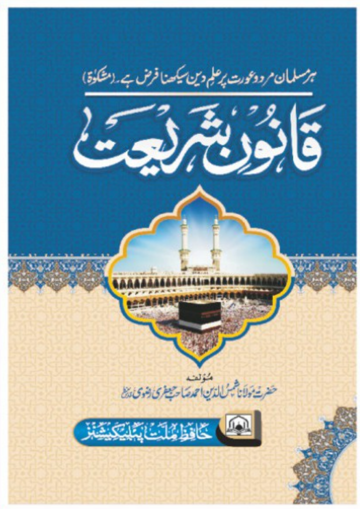


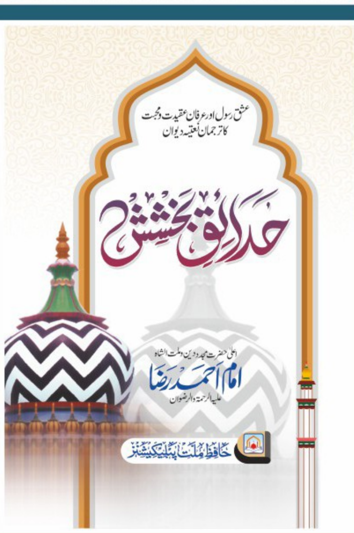




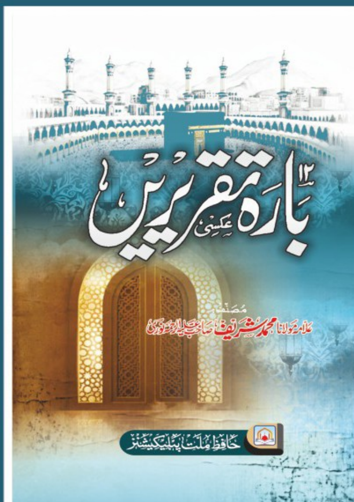












حافظ ملت پبلیکیشنز
H.M.PUBLICATION
760, Ground floor, Gali Nal wali, Haveli Azam Khan, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-06
Mobile : 8595439366, 7678123620 - E-mail : badrulhasan965@gmail.com
www.hafizemillatpublication.com